Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

Khbt Kadyani ka Ilaj

By R. Singh 1897 G.K.V.

347

उर्दू संग्रह

पुस्तक का नाम खब्त कादयानी का इलाज

लेखक सरदार राजइन्द्र सिंह

प्रकाशन वर्ष 1897

आगत संख्या 347

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

347

347;U

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تمام حقوق محفوظ ہیں

347

خبط قادیانی کا علاج

03/19 Acc. 1398

یعنے

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے سالہ ست بچن کا

جواب

مصنفہ سردار راجندر سنگھ صاحب ایڈیٹر و مالک اخبار خالصہ بہادر انارکلی لاہور

سمت ۴۲۸ نانکشاہی بار اول - سنہ ۱۸۹۷ء

گورو گوبند سنگھ پریس انارکلی لاہور میں چھپا

347.U

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

पुस्तकालय गुरुकुल कांगड़ी
पुस्तक सं० 0.3/94
आगत सं० 9324
तिथि० 97.8.2.09
गुरुकुल पुस्तकालय कांगड़ी

੧ੴ ਸ੍ਰੀ ਵਾਹਿਗੁਰੂ ਜੀ ਕੀ ਫਤੇ

التماس

ناظرین! مرزا صاحب قادیانی نے کتاب "ست بچن" کی جسکو است بچن کہیں تو بجا ہوگا۔ تصنیف سے جو سکھ پبلک کا دل دکھایا ہے۔ اور نہ صرف سکھوں کا ہی بلکہ ساتھ ہی ہندؤں کا بھی جو گورو نانک صاحب ہیں اوتار رہیاوتار رکھتے ہیں۔ اور اُن کو اپنا گورو سمجھتے ہیں۔ اظہر من الشمس ہے۔ میں نے چاہا تھا کہ اس کتاب کا جواب کوئی اور صاحب دیں۔ لیکن ایک سال کے انتظار کے بعد جب ہر ایک کیطرف سے یہ ڈیوٹی میرے ہی ذمہ قرار دیگئی۔ تو میں نے لاچار اس کے جواب میں اپنا قلم اٹھایا جس کے لیئے بحیثیت اڈیٹر اخبار خالصہ بہادر ہونے کے میرا اپنا بھی ضروری فرض تھا۔ میرے مسلمان احباب جانتے ہیں۔ کہ مجھکو مذہبی تعصب نہیں ہے۔ اور نہ میں اسکو پسند کرتا ہوں۔ اور نہ میرا مذہب اس کی اجازت دیتا ہے میرا کوئی ارادہ نہ تھا۔ کہ میں اسلام پر حملہ کروں۔ یا محمد صاحب پر۔ میں نے محمد صاحب کی خود تعریف اپنے تواریخ کے دیباچہ میں لکھی ہے۔ اور علاوہ اِس کے بذات خاص میں ہر ایک پیشوا دین کو عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ لیکن مرزا صاحب کی تحریرات نے مجھکو اس کتاب کے لکھنے کے لیئے مجبور کیا۔ اور میں افسوس کرتا ہوں۔ کہ بعض مقامات پر میں ایسے تذکرات لکھنے کے لیئے مجبور ہوا جسکو میں خود پسند نہیں کرتا۔ مگر کاش مرزا صاحب اس کتاب کو نہ لکھتے جسکی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ تو مجھے بھی نہ اس کتاب کے لکھنے کی ضرورت پڑتی۔ اور نہ ان باتوں کو جنکو میں خود نفرت سے دیکھتا ہوں۔ مجھے استعمال میں لانے کی مجبوری ہوتی۔ اس لیئے میں اپنے مسلمان

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دوستوں سے معافی چاہتا ہوں۔ اور درخواست کرتا ہوں کہ اگر ان کو مجھ سے کچھ شکایت ہو۔ یا وہ مجھے برا بھلا کہنا چاہیں۔ تو جیسا کہ میں اس کتاب میں ظاہر کر چکا ہوں بیرنگ مرزا صاحب کی خدمت میں بھیجدیں +

ناظرین! بعض مضامین کا تکرار اس کتاب میں دیکھیں گے۔ جو کہ ایک لکھنے والے کیلیئے بہت بڑا نقص ہے۔ مگر میں افسوس کرتا ہوں کہ مرزا صاحب کے تکرار نے ہی مجھے بھی تکرار پر مجبور کیا ہے۔ امید کہ نکتہ چین صاحب معاف فرماویں گے +

بالآخر ہمارے مسلمان بھائیوں پر یہ بھی واضح رہے کہ اصول دین احمدی کا خلاصہ جو اس کتاب میں دیا گیا ہے اس سے ہمارا یہ مطلب ہرگز نہیں۔ کہ ہم خدانخواستہ بذات خود محمد صاحب میں کوئی عیب دیکھتے ہیں ہمارا تو مذہب یہ ہے کہ "گور کی کرنی کا ہے دہاوو۔ گور کہیا سو کار کماوو"۔ یعنی گورو کے افعال پر مت نگاہ ڈالو۔ جو انہوں نے فرمایا اس پر عمل کرو۔ علاوہ اس کے گورو گوبند سنگھ صاحب نے اکال استت یعنی پرمیشور کی تعریف میں یہ فرمایا ہے۔

ਕਬਿੱਤ

ਕਹੂੰ ਜੱਛ ਗੰਧਰਬ ਉਰਗ ਕਹੂੰ ਬਿਦਯਾਧਰ ਕਹੂੰ ਭਏ ਕਿੰਨਰ ਪਿਸਾਚ ਕਹੂੰ ਪ੍ਰੇਤ ਹੋ। ਕਹੂੰ ਹ੍ਵੈ ਕੈ ਹਿੰਦੂਆ ਗਾਇਤ੍ਰੀ ਕੋ ਗੁਪਤ ਜਪਿਓ ਕਹੂੰ ਹ੍ਵੈ ਕੈ ਤੁਰਕਾ ਪੁਕਾਰੇ ਬਾਂਗ ਦੇਤ ਹੋ। ਕਹੂੰ ਕੋਕ ਕਾਬ ਹ੍ਵੈ ਪੁਰਾਨ ਕੋ ਪੜ੍ਹਤ ਮਤ ਕਤਹੂੰ ਕੁਰਾਨ ਕੋ ਨਿਦਾਨ ਜਾਨ ਲੇਤ ਹੋ। ਕਹੂੰ ਬੇਦ ਰੀਤ ਕਹੂੰ ਤਾ ਸਿਉਂ ਬਿਪਰੀਤ ਕਹੂੰ ਤ੍ਰਿਗੁਣ ਅਤੀਤ ਕਹੂੰ ਸਰਗੁਨ ਸਮੇਤ ਹੋ। == ਕਹੂੰ ਦੇਵ ਰੂਪ ਧਾਰੀ ਕਹੂੰ ਬਿਦਯਾ ਕੇ ਬਿਚਾਰੀ ਕਹੂੰ ਮਾਰਤ ਅਹਾਰੀ ਕਹੂੰ ਨਾਰ ਕੇ ਨਿਕੇਤ ਹੋ। ਕਹੂੰ ਦੇਵ ਬਾਨੀ ਕਹੂੰ ਸਾਰਦਾ ਭਵਾਨੀ ਕਹੂੰ ਮੰਗਲਾ ਮ੍ਰਿੜਾਨੀ ਕਹੂੰ ਸ੍ਯਾਮ ਕਹੂੰ ਸੇਤ ਹੋ। ਕਹੂੰ ਧਰਮ ਧਾਮੀ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ਕਹੂੰ ਸਰਬ ਲੋਕ ਗਾਮੀ ਕਹੂੰ ਜਤੀ ਕਹੂੰ ਕਾਮੀ ਕਹੂੰ ਦੇਤ ਕਹੂੰ ਲੇਤ ਹੋ। ਕਹੂੰ ਬੇਦ ਰੀਤ ਕਹੂੰ ਤਾਸਿਉ ਬਿਪ੍ਰੀਤਿ ਕਹੂੰ ਤ੍ਰਿਗੁਨ ਅਤੀਤ ਕਹੂੰ ਸਰਗੁਨ ਸਮੇਤ ਹੋ।

ترجمہ

(اے پرمیشور پرماتما آپ) کہیں تو جچھ اور گندھرب ہو۔ کہیں اُرگ کہیں عالم فاضل کہیں جاہل مطلق کہیں جن کہیں بھوت اور کہیں ہندوؤں کے خفیہ گائتری کا جاپ کرتے ہو۔ کہیں مسلمان ہو کے باآواز بلند بانگ دیتے ہو کہیں کوک کی شاعری اور کہیں پران کا مذہب پڑھتے ہو۔ اور کہیں قرآن کو ہی اخیری سمجھ لیتے ہو۔ کہیں تو ویدوں کے مطابق چلتے ہو۔ کہیں اُنسے برخلاف کہیں تینوں گنوں سے الگ ہو اور کہیں سرب گنوں میں شامل ہو کہیں تو شنیا پسند ہو کہیں صرف علم کا ہی غور کرتے ہو کہیں نفس کشی اختیار کرتے ہو کہیں عورتوں کے نزدیک بیٹھتے ہو۔ کہیں دیوتاؤں کی زبان ہو کہیں سارداہوانی اور کہیں سنگا مرانی کی شکل میں ہو۔ کہیں سانولے ہو کہیں گورے ہو کہیں حرم کے گھر میں ہو غرض ہر جگہ موجود ہو کہیں جتی ہو تو کہیں کامی ہو۔ کہیں دیتے ہو تو کہیں لیتے ہو۔ غرض کہیں ویدوں کے مطابق چلتے ہو۔ تو کہیں برخلاف اس کے اور کہیں تینوں صفتوں سے علیحدہ ہو تو کہیں سب صفتوں میں شامل ہو۔ اب لوگ خیال کر سکتے ہیں کہ جب ہمارا مذہب الیسا صلح کل ہے۔ تو بھلا ہم کو محمد صاحب میں کب نقص نظر آ سکتے ہیں۔ یا ہم بُرا بھلا کہنے کی جرأت کر سکتے ہیں لیکن جو کچھ ہمنے لکھا ہے وہ ایک غیر شخص کا کہا ہوا ہے اس کی مثال دینے سے ہماری یہ مراد ہے کہ مرزا صاحب اگر آپ کسی کے مذہب پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ اور کرتے ہیں۔ اور نگاہ آپکی ایسی تنگ ہے۔ تو آپکے مقابلہ پر ایسے لوگ بھی ہوگذرے ہیں۔ جنہوں اس طرح آپکا جواب دیا ہے۔ اور آپکے پیشوا کی بابت اسطرح لکھا ہے پس ان باتوں سے اور اس قسم کی جھگڑے جھمیلوں یا کتابوں کے لکھنے سے کچھ فائدہ نہیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہوتا بلکہ الٹا نقصان ہوتا ہے۔ اور نہ ان باتوں سے اسلام کو ترقی ہوسکتی ہے۔ اس لئے صرف آپکے سمجھانیکے لئے اصول دین احمدی کی دو چار مثالیں بطور گنجائش اس کتاب میں درج کی گئی ہیں۔ ورنہ ہم سچ کہتے ہیں اور ہمارا خدا جانتا ہے کہ ہماری نیت کبھی ایسی نہیں کہ ہم کسی کے پیشوا کو بُرا کہیں ہم کو کیا محمد صاحب اور کیا حضرت عیسیٰ اور کیا رامچندر جی سب ایک ہی نظر آتے ہیں۔ ہمکو

کہ بچشمان دل مبین جز دوست ہرچہ بینی بدان کہ مظہر اوست

گاہ صوفی گاہ زاہد گہ قلندر میشود رنگ ہائے مختلف دارد ہمیشہ یار ما

پس ہماری رائے میں تو مرزا صاحب کی اس قسم کی کتابوں کے لکھنے میں زیادہ تر عقلمندی نہیں ظاہر ہوتی۔ ابھی تو بہت سا میدان آپکے اپنے مذہب میں ہی پڑا ہے پہلے اس کو سدھار لیں پھر دوسری طرف نگاہ کریں۔ اول مرزا صاحب اپنی ہی قوم کے کُل لوگوں کو تو خوش کر لیں اور ان کے نفاقات کو مٹا لیں بقول شخصیکہ۔ اپنی چارپائی کے تلے تو جھاڑو پھیرتے نہیں۔ دوسروں کا گھر صاف کرنیکے لئے دوڑ جاتے ہیں ❊

راجندر سنگھ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ੴ ਸ੍ਰੀ ਵਾਹਿਗੁਰੂ ਜੀ ਕੀ ਫਤੇ

خبط قادیانی کا علاج

خود را فضیحت دیگراں را نصیحت

مرزا صاحب قادیانی نے جن باتوں سے پنجاب میں شہرت حاصل کی ہے۔ وہ ہر ایک مذہب کے عقلمند اور دانا لوگوں سے پوشیدہ نہیں۔ بقول شخصیکہ۔ بدنام اگر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا ÷

اُن کا مسیح موعود بننا۔ یا یوں کہو کہ اپنے منہہ میاں مٹھو کہنا۔ عیسائی اور ہندو کے مذہب پر خواہ مخواہ کے متواتر حملے کرنا۔ جھوٹی جھوٹی پیشینگوئیوں سے لوگوں کو دھمکانا۔ کہیں روحانی آدمی بننا۔ کہیں اپنے اوپر الہام اور وحی کا آنا بیان کرنا۔ ایسی باتیں ہیں۔ جو مثل روز روشن ظاہر ہیں۔ سچ یہ ہے۔ کہ شروع شروع تو مرزا صاحب کے نام کا جیسا کہ دنیا کا عام قاعدہ ہے۔ ہر ایک شہر کے گلی گلی و کوچہ کوچہ میں ایک تماشا بن گیا تھا۔ جدہر دیکھو اشتہارات چسپاں ہیں۔ بازاری لڑکوں کا ایک ہجوم ہے۔ کوئی اشتہار پادری آتھم صاحب کیساتھ مباحثہ کا ہے۔ تو کوئی پیشینگوئیوں سے بھرا ہے۔ کہیں تو یہ لکھا ہے۔ کہ فلاں شخص اگر اسلام قبول نہ کریگا۔ تو اسقدر عرصہ میں مر جائیگا۔ کہیں یہ کہ اگر فلاں اپنی لڑکی کا نکاح میرے ساتھ نہ کردیگا۔ تو اُس کے لیئے اچھا نہ ہوگا۔ اور جس کے ساتھہ اُس لڑکی کا نکاح پڑہایا جائے گا۔ وہ شخص یعنی اُس کا خاوند اسقدر عرصہ میں مر جائیگا۔ اور پھر وہ لڑکی خود بخود میرے نکاح میں آجاوے گی۔ وغیرہ وغیرہ۔ ہم حیران تھے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کہ یہ ماجرا کیا ہے۔ اور تو عجیب قدرت کا خدا ہے۔ کہ باوجودیکہ تجھکو اسلام اسقدر پیارا ہے۔ کہ جو اُسے قبول نہ کرے۔ اُس کو ایک خاص مہلت کے اندر مار ڈلینے کا حکم اپنے امام کے پاس بھیجتا ہے۔ لیکن تمام دنیا کو ایک دم مسلمان نہیں کر سکتا۔ یا اور نہیں تو دیگر قوموں کی پیدائش کو ہی کیوں نہیں روک دیتا۔ تاکہ ایک وقت خود بخود ایسا آجاوے۔ کہ سوائے مسلمانوں کے اور کوئی دوسرا نہ رہے۔ اور نکاح کی پیشینگوئی تو تیری خدائی کو اور بھی زیادہ عزت بخشتی ہے۔ بہشت میں تو تو اپنے مسلمانوں کو ۷۰ حوریں اور ۲۰ غلام عطا کریگا ہی۔ لیکن دنیا میں بھی اُن کی حسب خواہش مہیا کرنے میں تجھے دریغ نہیں ہوتا۔ واہ رے مرزا کے اسلامی خدا۔ خدا کیا ہے۔ خدا کا خدا اور قرمّ ساق کا قرمّ ساق۔ لیکن نعوذ باللہ۔ خداوند کی شان میں کس کو مجال ہے۔ کہ ایسا کہنے کی جرأت ہو۔ ہاں یہ مرزا صاحب کا ہی مبارک دم ہے۔ کہ جنکی مہربانی سے پاک پروردگار پر بھی الزام عاید ہوں۔ سچ ہے۔ نوکر وہی عقلمند ہوتا ہے۔ جو اپنی عقلمندی کے پیچھے نہ صرف خود گالیاں سُنے بلکہ اپنے مالک اور پیر کو بھی ساتھ ہی صلواتیں سنوائے +

ہم سچ کہتے ہیں۔ کہ جب ہمنے مرزا صاحب کی مذکورہ بالا لغو پیشینگوئیوں کو سنا تھا۔ اُسیوقت بلا انتظار اس کے کہ اُن کے پورا ہونیکا انتظار کیا جاتا سمجھ لیا تھا۔ کہ صرف شہرت حاصل کرنیکا ڈھکوسلا ہے۔ اور یہ شخص کوئی روحانی آدمی ہرگز نہیں۔ بلکہ ایک سخت مفسدہ پرداز اور دنیادار آدمی ہے۔ جو خاص کسی مطلب سے یہ تماشا کر رہا ہے۔ چنانچہ یہی ہوا۔ مرزا صاحب کی ایک پیشینگوئی بھی پوری نہ ہوئی۔ نہ پادری آتھم مرے۔ اور نہ اُس لڑکی کا خاوند مرا۔ آخر کار مرزا صاحب کی ساری قلعی کھُل گئی۔ اور اُن کے بہت سے عقلمند پیرو اُن سے کنارہ کر گئے۔ لیکن تعجب ہے اُن کی دانائی اور عقلمندی پر کہ جو سمجھ بوجھ والے ہو کر اسقدر مرزا صاحب کی کرکری ہونے پر بھی ابھی تک اُن کے حامی بنے چلے جاتے ہیں۔ اور جو ناچ مرزا صاحب نچاتے ہیں۔ ناچنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ لیکن وہ بھی سمجھے ہیں۔ دل میں تو خوب مرزا صاحب کو سمجھ چکے ہونگے۔ مگر کیا کریں۔ اگر چھوڑ دیں۔ تو اُن کی دانائی اور عقلمندی میں بٹّہ لگے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لوگ چھچھورے اور متلون طبع کہیں۔ ایسا بھی سننا سخت شرم کی بات ہے۔ چارناچار مرزا صاحب
کے پیچھے لگنے میں ہی اُن کی عزت ہے۔ مثل مشہور ہے فلانی نے خصم کیا۔ بُرا کیا۔ کر کے چھوڑ دیا
اور بھی زیادہ بُرا کیا۔ تھوڑے دنوں تک تو مرزا صاحب خاموش رہے۔ لیکن ایسے آدمیوں
سے جن کی سرشت میں ایک قسم کی چُل اور دنیا کے لوگوں کو خودبخود چھیڑ کر اپنے پیچھے پڑوانے
کی عادت ہو۔ اُن سے بھلا چُپ کا ہیکو بیٹھا جاتا ہے۔ جب اور طرف سے مُنہہ کی کھائی۔ تو
اب سکھوں کیساتھ آ جوڑی ملائی ہے۔ اور اُن کی حمایت لے کر آریاؤں کے سوامی دیانند پر خوب
غُبار غُصہ اگر دانت نکالے ہیں۔ ہمکو یہ اول موقع ہے۔ کہ مرزا صاحب کی تصنیف موسومہ "ست بچن"
کے دیکھنے کا اتفاق ہُوا ہے۔ اور ہم مرزا صاحب کے بڑے شکرگذار ہیں کہ انہوں نے ہماری
درخواست قبول کر کے ہمکو یہ کتاب مفت نذر دی ہے۔ لیکن اس کو پڑھ کر حالانکہ ہمارے گورو
نانک صاحب کی مرزا صاحب نے سوائے اِس کے کہ وہ مسلمان تھے بہت تعریف بھی کی
ہے جس کے لیئے بجائے اس کے کہ ہم مرزا صاحب کا شکریہ ادا کریں گورو نانک صاحب ہی کا شکریہ
ادا کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔ کیونکہ انھوں نے خدا کے بھیجے ہوئے پیشواؤں میں سے اپنے
تئیں ایک ایسا انوکھا اور عجیب پیشوا ثابت کیا ہے۔ کہ جس کی سوانح عمری یا تعلیم میں کسی بدطینت
اور عیب جو شخص کو بھی اچھی تحقیقات کے بعد کوئی نقص نظر نہیں آتا۔ اور وہ تعریف لکھنے پر
مجبور ہوتا ہے اور اگر کوئی غلطی سے اپنے علم کے گھمنڈ میں آکر بلا سوچے سمجھے یا کامل تحقیقات کے
بغیر اُن میں کوئی نقص بھی بیان کر دے۔ تو اس کی غلطی کی خودبخود اُس کو سزا ملجاتی ہے۔ اور
اُس کو برملا گالیاں دینے کو لوگ تیار ہو جاتے ہیں۔ ہمنے یہ پختہ رائے قایم کرلی ہے۔ کہ آیندہ سے
مرزا قادیانی صاحب کی کسی تصنیف کو دام دیکر لینا تو درکنار خواہ وہ ہاتھ جوڑ کر مفت بھی ہمکو دیں
تو بھی ہم اُس پر نگاہ تک نہ ڈالیں گے۔ کیونکہ کتاب "ست بچن" کے (جسکو است بچن کہنا چاہئے)
مطالعہ سے جو مشتے نمونہ از خروارے ہے ہمکو معلوم ہو گیا ہے۔ کہ مرزا صاحب کی زبان بہت
ہی رذیل اور گندی و پُر از تعصب ہے۔ شریفوں کے پڑھنے کے لایق ہرگز نہیں ہم پچھتاتے ہیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کہ ہمنے ست بچن کتاب کو جو سوائے اس بات کے کہ جہاں جہاں گورو نانک صاحب کی اُپماں ہے۔ باقی تمام است بچن اور گندی زبان سے بھری ہوئی ہے۔ بلکہ اگر اس کو گالیوں کی لغات کہیں تو مناسب ہوگا۔ کیوں منگا کر پڑھا۔ اُس نے ہماری زبان کو بھی بگاڑ دیا ہے +

مرزا صاحب کی علمی لیاقت اور انشا پردازی میں تو کوئی شک نہیں۔ اور ہم اُن کی اس معاملہ میں تعریف کریں گے۔ لیکن ہمکو افسوس ہے۔ کہ روحانی آدمی کہلا کر ان کی نوک قلم سے اس قسم کے گندے الفاظ کا نکلنا جنہیں سے بُغض اور نفرت کے سوائے کچھ حاصل نہ ہو۔ بالکل بعید ہے۔ اور ثابت کرتا ہے۔ کہ وہ روحانی آدمی ہونا تو درکنار انسان بھی نہیں ہیں۔ یہ مانا کہ اُن کی تصنیف میں کچھ ایسا حصہ بھی ہے جس میں سے خوشبو آتی ہے لیکن بدبو کا تھوڑا حصہ بھی خوشبو پر غالب آجاتا ہے۔ چہ جائیکہ بدبو کا ڈھیر لگا ہو۔ اور خوشبو دار صرف دو ایک ہی درخت ہوں۔ اور اُس کے ساتھ ہی پیاز اور لھسن بویا ہوا ہو +

ہمیں اس بات کا رنج نہیں۔ کہ مرزا صاحب نے گورو نانک صاحب کو مسلمان کیوں لکھا کیونکہ یہ کوئی نئی بات نہیں۔ ہماری خود جنم ساکھیوں سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ گورو نانک صاحب کو مسلمان اپنا پیر سمجھتے رہے۔ اور ہندوؤں کو اپنا گورو۔ اس سے بڑھکر اور کیا خوشی ہو سکتی ہے کہ گورو نانک صاحب کے اپدیش اور اُن کی زندگی پر دنیا میں کسی مذہب کے آدمی کو حرف گیری کرنے کا جب موقع ہی نہیں ملتا۔ تو وہ انہیں اپنے مذہب کے مطابق اپنی طرف کھینچتا ہے۔ جس طرح سے خدا کو ہر ایک مذہب کے لوگ اپنی اپنی طرف کھینچتے ہیں۔ اور اس کی ذات مبارک سے کسی مذہب کو انحراف نہیں ہے۔ اسی طرح خداوند کریم کا پیارا اور بھیجا ہوا انسان بھی ایسا ہی ہونا چاہیئے جس کو دنیا کے لوگ اپنا سمجھیں۔ نہ کہ ایک حصہ تو اُس کو اپنی نجات کا باعث سمجھے اور دوسرا حصہ اس کو سینکڑوں گالیاں دے۔ اور اس کے چال چلن میں سینکڑوں نقص دکھائی دیں۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ کو یہودی۔ اور مسلمان اور ہندو برا کہتے ہیں اور ان کی کتابوں پر رد لکھتے ہیں۔ عیسائی اور ہندو بلکہ محمد صاحب میں سینکڑوں ہین میخ نکالتے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

ہیں۔ اور مسلمان اور عیسائی ہندوؤں کے دیوتاؤں اور اوتاروں کیساتھ کوئی کسر نہیں چھوڑتے جانتا کہ ہر ایک مذہب اپنے پیشوا کو خدا کا خاص بھیجا ہوا مانتا ہے۔ کوئی تو خاص اُس کا بنکر آتا ہے۔ اور کوئی یار بنتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ صرف میرے ہی لیئے تمام دُنیا پیدا ہوئی ہے۔ وغیرہ وغیرہ لیکن گورو نانک صاحب ایک ایسے عجیب اور خاص صلح کُل اور عالمگیر پیشوا ہوئے ہیں۔ کہ گو چاہے تعصب اور طرفداری کے خیال سے غیر قوموں کے لوگ اُن کے چلائے ہوئے مذہب میں شامل نہ ہو جائیں۔ لیکن کسی کو بھی کوئی نقص اُنکے کلام یا اُن کی ذات میں نکالنے کی جُرأت اس وقت تک نہیں ہوئی ہے۔ بلکہ اُلٹے اُن کو اپنے مذہب کا پیر یا اولیا اور مہاتما ماننے لگ جاتے ہیں۔

عیسائی کہتے ہیں کہ گورو نانک صاحب نے یوروپ میں بھی سفر کیا۔ اور پوپ سے ملکر اُن کو عیسائی مذہب پسند آیا چنانچہ اُن کی تعلیم حضرت مسیح کے بالکل مشابہ یا تائید میں ہے مسلمان کہتے ہیں کہ یہ ہمارے مذہب کے پیر اور ولی تھے۔ اور محمد صاحب و قرآن شریف کے قایل تھے۔ اور قرآنی تعلیم کو انھوں نے اپنے سکھوں میں پنجابی میں ترجمہ کرکے پھیلایا تھا۔ اور قرآن کی آیات کو گورو نانک جی کے شبدوں کے مقابلہ میں پیش کرکے مشابہت بتلاتے ہیں جیساکہ مرزا صاحب نے ست بچن میں دکھلایا ہے۔ اور ہندو کہتے ہیں کہ ہمارے کلجگ کے اوتار تھے۔ ویدک تعلیم کے گم ہو جانیکی وجہ سے اُن کا اوتار ہوا۔ اور انہوں نے ویدبانی کو سلیس زبان میں پرگٹ کیا۔ سوامی دیانند جی نے بھی گو اُن کو وِدیاہین اور ایسے ہی چند اور ناواجب الفاظ لکھکر اپنے اوپر ناحق کا الزام لے لیا ہے۔ لیکن پھر بھی اُن کو مجبوراً یہ الفاظ لکھنے پڑے کہ گورو نانک جی کا آشا اچھا تھا۔ اور انہوں نے بہت کچھ سُدھار کیا۔ کیونکہ حقیقت میں گورو نانک صاحب راستی پر تھے۔ اور انہوں نے جو کچھ کیا وہ راست راست کیا۔ غرض ہر ایک اُنکو اپنا ہی سمجھتا رہا۔ جو سکھوں کیواسطے ایک بڑی فخر کی بات ہے۔ کیونکہ یہ عزت اس وقت تک کسی اور پیشوا کو دنیا میں حاصل نہیں ہوئی۔ مگر ہم اس موقع پر یہ ضرور کہیں گے۔ کہ جس طرح کا مسلمان گورو

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri
CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نانک صاحب کو مرزا نے ست بچن میں ثابت کرنا چاہا ہے۔ اُس طرح کے وہ مسلمان نہیں تھے۔ اور جب اُس طرح کے مسلمان نہ ہوں۔ تو پھر وہ مسلمان نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ گورو نانک صاحب کے شبدوں سے ظاہر ہے کہ وہ محمد صاحب کو صرف ایک اچھا انسان سمجھتے تھے۔ اُن کے ذریعہ سے نجات کا حاصل کرنا یا قرآن کو اپنی نجات کا ذریعہ جاننے کے بالکل قایل نہ تھے۔ اور نہ محمد صاحب کو اپنے سے زیادہ سمجھتے تھے۔ بلکہ برابر جانتے تھے۔ اِس لیئے وہ مسلمان نہیں تھے +

اب ہم مرزا صاحب کے ہر ایک ثبوت کی جو اُنہوں نے گورو نانک صاحب کے مسلمان ہونے میں پیش کیئے ہیں مفصل تردید پیش کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن قبل اس کے کہ ہم اُس طرف رجوع ہوں۔ پہلے مرزا صاحب کی بابت تھوڑا سا ریمارک دینا مناسب خیال کرتے ہیں۔ اور یہ بتلانا چاہتے ہیں۔ کہ ست بچن کی کتاب لکھنے سے اُن کی کیا غرض تھی۔ اور وہ کہاں تک ٹھیک ہے۔ افسوس کہ مرزا صاحب کو اپنی آنکھ کا تل تو نظر نہیں آتا۔ دوسروں کی آنکھ کو کانا بتاتے ہیں +

سب سے اوّل آپ نے یہ کتاب لکھ کر آریہ اور سکھوں کو باہم ایک ایسی بات یاد دلا کر جو عنقریب سکھ اور آریہ دونوں بھول چلے تھے مشتعل کرنا چاہا ہے۔ دوسرے شُدّھی سبھا نے بھی اُن کے دل میں ہول پیدا کر دیا ہے۔ کیونکہ آج تک تو مسلمان بنکر پھر ہندو نہیں بن سکتا تھا۔ چاہے وہ مسلمان ہو کر کتنا ہی پچھتایا ہو۔ لیکن اب شُدّھی سبھا نہ صرف اُن کو واپس لے لیتی ہے بلکہ پیدایش کے مسلمان کو بھی سکھ بنانے میں دریغ نہیں کرتی۔ اور سکھ اور آریہ دونوں کا شُدّھی کے معاملہ میں اتفاق ہے مرزا صاحب تو ترقی اسلام کی فکر میں تھے۔ ادھر یہ اُلٹا تنزل نمودار ہوا۔ اسی پر اس کتاب کے لکھنے سے مرزا صاحب نے ایک تو دونوں کو لڑا کر شُدّھی سبھا کے کام کو روکنے کی کوشش کی ہے۔ اور دوسرے مسلمانوں کو سکھ مذہب قبول کرنے سے روکا ہے۔ تیسرے کتابوں کی فروخت سے روٹی کا گذارہ بھی سوچا ہے۔ کیونکہ ۵ر کی لاگت کی کتاب کی قیمت عہ رکھنے سے اور کوئی دوسرا مطلب ظاہر نہیں ہوتا +

چوتھے جیسا کہ ہم اوپر کہہ آئے ہیں کہ جن کی خو میں فساد ہو۔ وہ کب نچلے بیٹھ سکتے ہیں۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اب غرض تو مرزا صاحب کی ثابت ہو چکی جس میں کسی عقلمند کو کلام نہیں ہو سکتا۔ لیکن یہ بات باقی ہے۔ کہ آیا انہوں نے ٹھیک لکھا ہے یا نہیں۔ اول تو جو بات غرض سے لکھی جاتی ہے۔ وہ کبھی ٹھیک ہو ہی نہیں سکتی۔ دوسرے ہمیں مرزا صاحب کے لکھنے پر بہت ہی ہنسی آتی ہے کہ سوامی دیانندجی پر تو تعزیرات ہند کی دفعات قایم کرنے اور سکھوں کو نیک صلاح بتلانے میں تو بڑی دلیری اور ہمت کی ہے۔ لیکن اپنی طرف پھر کر مطلق نہیں دیکھا۔ اور نہ یہ سوچا کہ ہم سوامی دیانند سے زیادہ بڑھکر گالیاں دینے اور بُرا بھلا کہنے میں مشاق ہیں۔ مرزا صاحب! ذرا گریبان میں تو منہہ ڈالکر دیکھئے۔ کیا آپ بھی اُسی جرم کے مرتکب نہیں ہوئے جس کے لئے آپ دیانندجی کے واسطے سفارش کرتے ہیں + اس موقع پر یہ مثل آپکے اوپر ٹھیک عاید ہوتی ہے۔ "خود را فضیحت دیگراں رانصیحت"۔ ہماری رائے میں اگر آپ انصافاً پوچھتے ہیں تو آپ دیانندجی سے کم نہیں اگر وہ بقول آپکے مغرور علم کے گھمنڈ میں نندیا اور غیبت کرنیوالے ایک متعصب شخص تھے۔ تو آپکا درجہ اُن سے بھی دو چار ہاتھ آگے بڑھا ہؤا ہے۔ اور روحانی ہونیکا دعویٰ آپکا بھی بالکل باطل ہے کیونکہ روحانی آدمی اِن جھگڑوں میں پڑتے ہی نہیں۔ اُن کو دنیادار گالیاں دیتے ہیں۔ برا بھلا کہتے ہیں لیکن وہ اُنکا جواب تک نہیں دیتے۔ اور سب کو ایک نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ جیسے گورو نانک صاحب نے ایک مسلمان کے جواب میں لکھا ہے کہ " اول اللہ نور اُپایا قدرت کے سب بندے۔ ایک نور تے سب جگ اُپجیا کَون بھلے کو مندے۔ لوکا بھرم نہ بھولو بھائی خالق خلق خلق میں خالق رو رہیا سب تھائی" + یعنی جبکہ خدا کے نور سے سب انسان پیدا ہوئے ہیں۔ تو کس کو بھلا کہا جائے اور کس کو بُرا۔ اے لوگو وہم میں مت پڑو۔ خالق خلق میں ہے اور خلق خالق میں۔ کیونکہ وہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے +

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

گورونانک صاحب کی بابت مرزا صاحب کی عام رائے

کتاب ست بچن کے صفحہ ۳ میں مرزا صاحب نے "باوا نانک صاحب کے کمالات" کی سرخی میں اُن کی بابت مفصلۂ ذیل عام رائے دی ہے کہ :-

"باوا صاحب موصوف ہندوؤں کے ایک شریف خاندان میں سے تھے۔ سن ۹۰۰ ہجری کے آخیر میں پیدا ہوئے۔ اور چونکہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اخلاص رکھتے تھے۔ اس لیئے بہت جلد زہد اور پرہیزگاری اور ترک دنیا میں شہرت پاگئے۔ اور ایسی قبولیت کے مرتبہ پر پہنچ گئے۔ کہ درحقیقت ہندوؤں کے تمام گذشتہ اکابر اور کل رشیوں رکھیوں اور دیوتوں میں سے ایک شخص بھی ایسا پیش کرنا مشکل ہے جو اُن کی نظیر ثابت ہو۔ ہمارا انصاف ہمیں اس بات کے لیئے مجبور کرتا ہے۔ کہ بیشک باوا نانک صاحب اُن مقبول ہندوؤں میں تھے۔ جن کو خدائے تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے نور کیطرف کھینچا ہو۔ اس میں کچھ بھی شبہ نہیں کہ ایک سچی تبدیلی خدائے تعالیٰ نے اُن میں پیدا کردی تھی۔ اور حق اور راستی کیطرف اُن کا دل کھینچا گیا تھا"۔

پھر صفحہ ۴ و ۵ میں یہ لکھا ہے کہ :-

"اور یہ امر حق اور واقعی ہے۔ کہ اُن کا دل اُس الٰہی محبت سے رنگین ہو گیا تھا۔ جو محض فضل سے ملتی ہے۔ نہ اپنے کسب سے اُن کو وہ تمام باتیں بُری معلوم ہوتی تھیں۔ جو حق اور حقیقت کے برخلاف ہوں اُن کا دل محض بناوٹی رسموں اور خود تراشیدہ ریتوں پر راضی نہیں ہوتا تھا۔ اور اُس مصفا پانی کے وہ خواہشمند تھے۔ کہ جو حقیقت کے چشمہ سے بہتا اور روحانیت کے رنگ سے رنگین ہوتا ہے"۔

اور صفحہ ۶ میں یہ بیان کیا ہے کہ :-

"باوا صاحب کو وہ روشنی ملی تھی۔ کہ اگر ویدوں کی نسبت ثابت کرنا چاہیں۔ تو میں سچ سچ کہتا ہوں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کہ یہ امر غیر ممکن ہوگا۔ جب ہم یہ سوچتے ہیں۔ کہ باوا صاحب کے گرنتھ میں کیسی کیسی گیان کی باتیں بھری ہوئی ہیں۔ اور کسقدر باریک معارف کیطرف اشارے پائے جاتے ہیں" +

صفحہ ۸ میں مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ :۔

باوا صاحب ایسے وقت میں ظہور فرما ہوئے تھے۔ کہ جب ہندوؤں کی روحانی حیات بالکل بجس و حرکت ہو گئی تھی۔ بلکہ اس ملک میں مسلمانوں میں سے بھی بہت سے لوگ صرف نام کے ہی مسلمان تھے۔ اور فقط ظاہر پرستی اور رسوم میں مبتلا تھے۔ پس ایسے وقت میں خدا تعالیٰ نے باوا صاحب کو حق اور حقیقت طلبی کی روح عطا کی۔ جبکہ پنجاب میں روحانیت کم ہو چکی تھی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ وہ بلاشبہ اُن عارفوں میں سے تھے جو اندر ہی اندر ذات یکتا کی طرف کھینچے جاتے ہیں۔ اگرچہ ہمیں اُن کی ابتدائی زندگی کے حالات اچھی طرح معلوم نہیں۔ لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ اُن کا خاتمہ ایک ایسے صراط مستقیم پر ہوا جس کی رو سے ہر ایک مومن متقی پر فرض ہے کہ اُن کو عزت کی نگاہ سے دیکھے۔ اور پاک جماعت کے رشتہ میں اُن کو داخل سمجھے +

صفحہ ۹ کے آخیر میں مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ :۔

ہمکو اقرار کرنا چاہیئے۔ کہ باوا صاحب نے اس سچی روشنی پھیلانے میں جس کے لیئے ہم خدمت میں لگ ہوئے ہیں وہ مدد کی ہے۔ کہ اگر ہم اس کا شکر نہ کریں۔ تو بلاشبہ ناسپاس ٹھیریں گے۔ یہ بات ہمیں تخمیناً ۳۰ برس کے عرصہ سے معلوم ہے۔ کہ باوا صاحب الٰہی دین کے ایک "پوشیدہ خادم" تھے۔ اور اُن کے دل میں ایک سچا نور تھا جس کو انہوں نے نا اہلوں سے چھپا رکھا تھا"

"ہم خدمت میں لگے ہوئے ہیں" کی بھی خوب ہی رہی۔ گویا ہم بھی ہیں پانچوں سواروں میں۔ اور اپنے منہ میاں مٹھو۔ اور الٰہی دین کے خادم تو بھلا ہوئے تھے لیکن "پوشیدہ" کے لفظ کے کیا معنے۔ گورو نانک صاحب نے تو مثل سورج کے عام دنیا میں اپنی روشنی کو پھیلایا تھا۔ اور کیا ایسے لوگ کبھی پوشیدہ رہ سکتے ہیں۔ اور علیٰ ہذا "نا اہلوں سے چھپا رکھا"۔ کیا۔ نا اہلوں کے ہی درست کرنیکے واسطے تو خدا نے اُن کو دنیا میں بھیجا تھا + اور جب آپ کی خود رائے یہ ہے کہ اُن کو وہ تمام باتیں صہ

صہ بُری معلوم ہوتی تھیں جو حق اور حقیقت کے برخلاف ہوں۔ اُن کا دل محض بناوٹی رسموں اور خود تراشیدہ ریتوں پر راضی نہیں ہوتا تھا"۔ اور پھر آپکی ہی قلم سے اُن کی نسبت پوشیدہ کا لفظ لکھنا "اور نا اہلوں سے جن کے سدھار کے لیئے وہ آئے تھے چھپا رکھنا" جیسے کلمات کا استعمال بیجا اور خلاف عقل نہیں تو اور کیا +

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

گورونانک صاحب کی بابت مرزا صاحب کی غلط فہمیاں اور متعصبانہ رائے

مرزا صاحب نے گورونانک صاحب کی جہاں اسقدر تعریف کی ہے۔ کہ وہ واقعی مقبول اور حق پسند تھے۔ اور اُن کا دل اس الٰہی محبت سے رنگین ہو گیا تھا جو محض فضل سے ملتی ہے۔ نہ اپنے کسب سے۔ اور اُن کو وہ تمام باتیں بُری معلوم ہوتی ہیں جو حق اور حقیقت کے برخلاف ہوں۔ اور اُن کا دل محض بناوٹی رسموں اور خود تراشیدہ رتبوں سے راضی نہیں ہوتا۔ وہاں اُن پر یہ الزام بھی لگایا ہے۔ کہ وہ درپردہ مسلمان تھے۔ اور ویدوں کی تعلیم کے بالکل برخلاف تھے۔ اور اپنی اس بات کو ثابت کرنیکے لیئے دو چار دلایل بھی پیش کی ہیں جنکو ایک سادہ لوح آدمی تو چاہے سنکر اگر بھول جائے تو عجب نہیں۔ لیکن وہ شخص جس نے کہ گورونانک صاحب کی سوانح عمری کی مختلف کتابوں کا معاینہ کیا ہو۔ اور خود بھی مورخ ہو۔ اور گورو گرنتھ صاحب کو اچھی طرح سے سمجھے ہوئے ہو۔ وہ بھلا ان پوچ اور لغو دلایل پر کب کان دھرنے لگا ہے۔ اوّل تو یہی برخلاف ہے کہ جو شخص حق پسند ہو۔ اور محض بناوٹی رسمونکو پسند نہ کرتا ہو۔ اور نہ صرف ایک روحانی آدمی ہو۔ بلکہ ملک کے سدھار کے لیئے آیا ہو۔ اس کا باطن ظاہر سے مختلف ہو۔ یہ بالکل قرین قیاس نہیں اور نہ عقل اس بات کو قبول کرتی ہے۔ کہ ایسا شخص دل میں اور مذہب رکھتا ہو۔ اور ظاہر کچھہ اور بتلاتا ہو۔ چنانچہ اسی دلیل کو مرزا صاحب نے بھی گورونانک صاحب کے مکہ میں جانیکی بابت استعمال کیا ہے۔ جیسا کہ انہوں نے لکھا ہے۔ کہ:۔

"نیلے کپڑے پہننا اور عصا ہاتھ میں لینا اور کوزہ اور مصلّے ساتھ رکھنا اور قرآن بغل میں لٹکانا اور خانہ کعبہ کا قصد کر کے ہزاروں کوس کی مسافت قطع کر کے جانا۔ اور وہاں مسجد میں جا کر قیام کرنا اور بانگ دینا کیا یہ نشان مسلمانوں کے ہیں یا ہندوؤں کے۔ ظاہر ہے کہ مسلمان ہی حج کے لیئے نیلے کپڑے پہن کر جایا کرتے ہیں۔ عصا بھی مسلمانوں کا شعار ہے۔ اور مصلّے ساتھ رکھنا نمازیوں کا کام ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور قرآن ساتھ رکھنا نیک بخت مسلمانوں کا طریق۔ اگر کہو کہ یہ لباس اور یہ طریق مکر اور فریب سے اختیار کیا تھا۔ تو تم آپ ہی منصف بن کر جواب دو کہ کیا تمہارا نور قلب اور کانشنس باوا نانک صاحب کی نسبت یہ بات جائز رکھتا ہے۔ کہ اُنہوں نے باوجود اس یکرنگی کے جو خدا تعالیٰ کے لیئے اختیار کی تھی۔ پھر مکر اور فریب کے طریق کو بھی ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ اور بہروپیوں کی طرح باہر سے مسلمان بنکر اور اندر سے ہندو رہکر حاجیوں کیساتھ ملکر مکہ میں چلے گئے ہیں۔ میں اِس وقت اس بات پر زور دینا نہیں چاہتا۔ کہ یہ طریق کیسا ایک نیک انسان کے حالات کے مخالف ہے بلکہ میں کہتا ہوں کہ اگر ایک معمولی چال چلن کا انسان بھی ایسی فریب کی کارروائی کرے تو وہ بھی قابل ملامت ہوگا"۔

مگر افسوس ہے کہ اس دلیل کو اپنے مطلب کے لیئے تو ایک جگہ لکھدیا۔ لیکن دوسرے مقام پر جہاں یہی دلیل مرزا صاحب کا لب بند کرتی ہے۔ ذکر تک نہ کیا۔ یعنی جہاں یہ لکھا ہے کہ "باوا صاحب الٰہی دین کے ایک پوشیدہ خادم تھے"۔ "اور اُن کے دل میں ایک سچا نور تھا جس کو انہوں نے نااہلوں سے چھپا رکھا تھا۔ اُن کے دل میں ان باتوں کا یقین ہوگیا تھا۔ کہ دنیا میں ایک اسلام ہی مذہب ہے جس میں خدائے لاشریک کی وہ تعظیم اور وہ ثنا ہے۔ کہ جو اس کے افعال کی عظمت پر نگاہ کرکے اس کے لیئے واجب ٹھہرتی ہے۔ اور ایسا ہی وہ پاک اور صاف صاف توحید ہے جس پر صحیفہ قدرت گواہی دے رہا ہے۔ اُن کے دل میں یہ بھی یقین ہوگیا تھا۔ کہ قرآنی تعلیم ایسے احکام پر مشتمل ہے جن کا ماننا ایک نیک انسان بن جانے کو لازم پڑا ہوا ہے"۔

ایک جگہ تو مرزا صاحب اپنا مطلب ثابت کرنے کے لیئے "پوشیدہ" کے لفظ پر زور دیتے ہیں اور دوسری جگہ اُسی لفظ کے برخلاف یہ لکھتے ہیں۔ کہ اگر گورو صاحب نے اپنے آپ کو مکہ میں جاکر پوشیدہ رکھا۔ تو گویا فریب کیا۔ جو ایسے سچے آدمیوں کی ذات سے بعید ہے +

مرزا صاحب کی ساری کتاب کے پڑھنے سے صاف معلوم ہوجاتا ہے۔ کہ مرزا صاحب کا دل خود اس بات کی گواہی نہیں دیتا کہ گورو صاحب اسلام کے قایل تھے۔ یا دین محمدی رکھتے تھے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بلکہ بڑا بھاری شک ہے۔ اور اسی وجہ سے جیسے ایک چور گرفتاری کے خوف سے جگہ جگہ چھپتا پھرتا ہے۔ اور ہر ایک طرف کے رستہ کو اپنے تئیں محفوظ رکھنے کے لیئے بند کرتا پھرتا ہے۔ اسی طرح مرزا صاحب نے کیا ہے۔ جہاں قایل ہوتے نظر آئے ہیں اور کوئی دوسرا بن نہیں چلا۔ تو لفظوں کے معنی پلٹ دیتے ہیں۔ یا یہ لکھا کہ وہ شبد جو اسلام کے برخلاف ہیں۔ گورو صاحب کے نہیں ہیں کسی اور نے پیچھے سے ڈال دیتے ہیں۔ لیکن ہم مرزا صاحب کی ہر طرح پر تسلی کرنے کے لیئے موجود ہیں۔ "خالصہ بہادر" چور کی پاتال سے چوٹی پکڑ کر باہر لانیوالا ہے ؛

مرزا صاحب کی اسقدر تحریر سے تو ہمارا اتفاق ہے۔ کہ گورو نانک صاحب الہی دین کے خادم تھے۔ لیکن مسلمانوں والے الہی دین کے ہرگز نہیں تھے۔ جن کے دین کا خدا مرزا صاحب جیسوں کو امام کا خطاب دیتا ہے۔ اور اُن پر ایسے شرمناک الہام بھیجتا ہے۔ کہ تمہارے نکاح میں فلاں لڑکی آجاویگی۔ اور اگر اُس کیساتھ کوئی دوسرا شخص نکاح کرے گا۔ تو وہ بہت جلد مرجائے گا۔ اور پھر اپنے اُسی الہام سے منحرف ہو جاتا ہے۔ اور اُس کے خاوند یعنی اس شخص کی جس نے اُس لڑکی کیساتھ نکاح کیا۔ جان قبض نہیں کرتا۔ گویا عہد شکنی کرتا ہے۔ اِس کا جواب مرزا صاحب ہی دینگے کہ میری سفارش اور دست برداری پر خداوند کریم نے درگذر کر دیا۔ ورنہ ضرور وہ مرجاتا۔ جیسے پادری آتھم کی بابت کہا تھا۔ کہ اُس نے دل میں اسلام قبول کر لیا ہے ؛ لیکن اب وہ زمانہ نہیں رہا۔ کہ ایسی باتوں پر لوگ یقین لاویں۔ بلکہ ایسی باتیں سُنکر ایسے شخص کو خلل دماغ کی بیماری بتائیں گے ؛

دوسرا جملہ "نااہلوں سے چھپا رکھا تھا"۔ اگر یہ جملہ مرزا صاحب یہاں سے اُٹھا کر مکہ والے حاشیہ میں ڈال دیں۔ تو ہمیں اُن کیساتھ اتفاق کرنے میں کوئی عذر نہو گا۔ کیونکہ وہاں کے لیئے یہ جملہ بہت ہی موزوں معلوم ہوتا ہے ؛

اب رہا یہ کہ "اُن کے دل میں گہرا یقین ہو گیا تھا۔ کہ دنیا میں ایک اسلام ہی مذہب ہے"۔ لیکن گورو نانک صاحب کی بابت ایسا لکھنا سراسر جھوٹ اور بہتان ہے۔ کیونکہ گورو نانک صاحب

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے شبدوں سے اس کے برعکس ثابت ہوتا ہے۔ جن کو ہم آگے چلکر سنائیں گے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ گورو صاحب خداوند کریم کو وحدہ لاشریک سمجھتے تھے۔ لا الٰہ الا اللہ کے بھی برخلاف نہیں تھے۔ مگر ہاں آپ میں محمد رسول اللہ کی ایزاد کو پسند نہیں کرتے تھے چنانچہ اس کے ثبوت میں اُن کے کئی شبد موجود ہیں۔ ہم اسوقت اُن شبدوں کو یہاں درج کرنیکے لیئے تیار تھے لیکن مرزا صاحب نے گورو گرنتھ صاحب کے شبدوں کی بابت ایک اعتراض کیا ہے۔ اور لکھا ہے۔ کہ بہت سے شبد اُن کے نام سے منسوب کیئے جاتے ہیں۔ جو اُن کے نہیں۔ اور اُن میں تناقض ہے۔ اور اسی طرح سے جنم ساکھیوں کی بابت لکھا ہے۔ کہ اُن میں بہت کچھ اختلاف اور افترا ہے۔ اور ایسی باتیں ہیں جن کو ایک عقلمند آدمی قبول نہیں کرسکتا۔ ایسی صورت میں مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ ہمکو یہ دیکھنا ہوگا۔ کہ شبد زیادہ تر اپنا میلان کس طرف ظاہر کرتے ہیں۔ آیا اسلام کی طرف یا ہندوؤں کی طرف اور جس طرف زیادہ ہو۔ وہی مذہب گورو نانک صاحب کا خیال کرنا چاہیئے لیکن جب ایسی تحقیقات کیجائیگی۔ تو مرزا صاحب دعوی سے کہتے ہیں۔ کہ گورو نانک صاحب کے زیادہ تر شبد اسلام کی تعلیم سے ملتے ہوئے معلوم ہوں گے۔ انہوں نے یہ بھی لکھا ہے۔ کہ گورو نانک صاحب کے دو سو برس بعد اُن کے شبد جمع کیئے گئے۔ اور وہ زمانہ ایسا تھا۔ کہ جب اُن کے جانشیں اُن کے قدم بقدم نہ چلے اور انہوں نے مخلوق پرستی کی طرف دوبارہ رجوع کر دیا۔ اور لوگوں کو دیویوں اور دیوتوں کی پرستش کے لیئے رغبت دلائی۔ اور نیز اسلام سے اُن کو تعصب ہوگیا۔ اور دوسری طرف انہوں نے یہ دیکھا کہ باوا صاحب سراسر اسلام کی تائید کیئے جاتے ہیں۔ اور تمام باتیں اُن کی مسلمانوں کے رنگ میں ہیں۔ اس لیئے انہوں نے باوا صاحب کے اشعار میں اپنی طرف سے اشعار ملا دیئے جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اُن اشعار میں تناقض پیدا ہوگیا۔ پھر آگے جاکر ایک جگہ لکھتے ہیں۔ کہ گورو نانک صاحب کے شبدوں کی تمیز محلہ پہلا سے ہوسکتی ہے۔ لیکن تاہم نانک کا نام ہر ایک نے اپنے شبدوں کے آخیر میں رکھا ہے۔ اس وجہ سے دھوکھا ہو جاتا ہے۔ اور اس بات کا بھی دعوی کیا ہے۔ کہ ۳۰ سال سے میں گرنتھ صاحب کا مطالعہ کر رہا ہوں۔ اور میں نے جہانتک انسانی طاقت ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کامل تحقیقات کی ہے۔ اور اُس کا نتیجہ بھی نکالا ہے۔ کہ بابا صاحب مسلمان تھے۔ اور انہوں نے قرآنی آیتوں کا ترجمہ کیا ہے یا اُن کا مطلب ظاہر کیا ہے۔ ہم آیندہ کسی دوسرے رسالہ میں اُن کے شبدوں کا قرآنی آیتوں سے مقابلہ کر کے بڑی شرح اور بسط کیساتھ ناظرین پر ظاہر کریں گے" لیکن ہم مرزا صاحب کو بتلانا چاہتے ہیں۔ کہ جو کچھ انہوں نے رسالہ ست بچن میں ظاہر کیا ہے۔ اُس سے ایک ناواقف آدمی تو شاید یہ سمجھ لے۔ کہ اُن کی تحقیقات کامل اور تجربہ بہت دیرینہ ہے۔ اور سکھ مذہب کی بابت اُن کی معلومات بھی بہت وسیع ہیں۔ لیکن وہ شخص جو گورو نانک صاحب کی سوانح عمری سے اچھی طرح واقف ہے۔ اور گورو گرنتھ صاحب کا بھی اُس نے مطالعہ کیا ہوا ہے وہ تو یہی خیال کریگا۔ کہ جو کچھ آپ نے لکھا ہے۔ بالکل لاف زنی کی ہے۔ اور بابا نانک صاحب کے شبدوں کی بابت تو آپ کو خاک بھی معلوم نہیں۔ اور جسقدر آپ کی تحقیقات ہے۔ وہ بالکل ناکمل اور کچی ہے اور گورو نانک صاحب کے باریک مطلب کو ایک متعصب اور طرفدار آنکھ کب پہچان سکتی ہے۔ جن جنم ساکھیوں کو آپ افترا اور بے بنیاد باتوں سے بھرا ہوا لکھتے ہیں۔ تعجب ہے۔ کہ اپنے دعوی کے ثبوت میں اُنہی کتابوں کو پیش کرتے ہیں جن مثالوں کو آپ لغو اور خلاف عقل بیان کر کے جنم ساکھیوں کو نامعتبر ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ وہ مثالیں ایسی ہیں۔ کہ عنقریب تمام مذاہب کے پیشواؤں کی سوانح عمریوں میں ملیں گی۔ افسوس کہ گنگا کا مہادیو کی چوٹی سے نکلنا تو بہت جلد آپ نے بیان کر دیا۔ لیکن کعبہ کا بصری کے واسطے سو کوس ادھر چلا آنا اور چاند کا انگلی سے دو ٹکڑے کر دینا آپ کو بھول گیا سچ ہے۔ دوسرے کی آنکھ کا تنکا ہر ایک کو نظر آتا ہے۔ مگر اپنی آنکھ کا شہتیر کسی کو دکھلائی نہیں دیتا۔ جنم ساکھی کے ایک حصہ کو تو جو اپنے دعوی کی تائید میں نظر آتا ہو مان لینا اور دوسرے حصہ کو جو اپنے مخالف ہو چھوڑ دینا۔ اور اُس کی بابت خلاف عقل و لغو بیان کرنا کوئی انصاف کی بات نہیں۔ کیوں صاحب مکہ کا پھر جانا اور محمد صاحب کی قبر کا جھک جانا تو قدرت کے برخلاف ہے۔ لیکن تین دن تک گورو نانک صاحب کا غایب رہنا اور قدرت کے یعنی خدا کے ہاتھ کا لکھا ہوا جامہ اُن کے گلے میں خودبخود پڑ جانا اور پھر اُس کا آگ میں نہ جلنا

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پھاڑے سے نہ پھٹنا خدا کی قدرت سے بعید نہیں صرف اسوجہ سے کہ اُس پر قرآن کی آیتیں عربی میں لکھی ہوئی ہیں"۔ اس بات پر تو آپ کو بہت جلد یقین آگیا۔ اور آپ نے لکھدیا کہ ایسا ہونا کوئی خدا کی قدرت سے بعید نہیں۔ مگر وہی چولا جو ایک زمانہ میں آگ سے نہ جل سکتا ہو نہ پھٹ سکتا ہو۔ اب بوسیدہ ہوگیا ہے اور کئی جگہ سے پھٹا ہوا بھی ہے۔ اور ذرا زور سے ہاتھ لگا نہیں چیتھڑے چیتھڑے ہوجانیکو تیار ہے۔ اور آگ دکھلانے سے خاک ہوجانے کو۔ گویا اُس وقت تو قدرت خدا کی موجود تھی لیکن اب نہیں ہے۔ اس یقین سے تو وہ سب کاغذ بھی جن پر قرآن شریف کی آیات لکھی ہوں۔ آگ سے جلنے میں نہ آنی چاہئیں۔ لیکن ہم آپکی طرح نامنصف نہیں ہیں۔ جہاں ہماری عقل چاند کا انگلی سے دو ٹکڑے ہونا یا گنگا کا مہادیو کی چوٹی سے نکلنا یا کعبہ کا بصرے کیواسطے سو کوس ادھر چلا آنا قبول نہیں کرتی وہاں جو کچھ جنم ساکھیوں میں اس طرح پر گورو نانک صاحب کی بابت لکھا ہے اُس کو بھی ہماری عقل نہیں مانتی پس ایسی صورتوں میں ہم صرف جنم ساکھیوں میں اُن باتوں کو تسلیم کریں گے۔ جو گورو نانک صاحب کے ایسے شبدوں سے ملتی ہیں۔ جو گورو گرنتھ صاحب میں درج ہیں ۔

۲۔ مرزا صاحب کا یہ خیال بالکل غلط ہے۔ کہ گورو گرنتھ صاحب میں تناقض ہے۔ دراصل مرزا صاحب کو جن شبدوں سے تناقض معلوم ہوتا ہے وہ بڑی باریک سمجھ کے شبد ہیں جن کو دنیاوی عقل اور علم و شہوت پرست دماغ و دل ہرگز ہرگز نہیں سمجھ سکتا۔ اُس کا مطلب ہی کچھ اور ہے۔ اور چاہے گورو نانک صاحب کے مُنہہ سے نکلی ہوئی بانی اُن کے دو سو برس بعد اور گوروؤں کیساتھ شامل کر کے گرنتھ صاحب میں گورو ارجن دیو جی نے درج فرمائی۔ تاہم جس صحت کیساتھ ہر ایک گورو کے شبد ایک جگہ جمع کیئے گئے ہیں۔ اس میں کسی کو کلام نہیں ہو سکتا۔ گورو گرنتھ صاحب کی جلد بندھنے سے پیشتر بھی تو گورو نانک صاحب کی زبان مبارک سے شبد نکلے ہوئے اُن کے جانشینوں کے قبضہ میں پوتھیوں کی شکل میں بڑی حفاظت سے رکھے ہوئے تھے۔ اور باوجودیکہ روحانی سلسلہ کے مطابق گورو نانک صاحب اور اُن کے جانشینوں میں کوئی فرق نہیں تھا۔ یہ سب گورو نانک صاحب ہی تھے۔ بلکہ اسی وجہ سے ہر ایک نے اپنا تخلص نانک رکھا ہے۔ تاہم اس بات کی پہچان کے لیئے کہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

یہ شبد کس گورو کے منہ سے نکلا ہے ہر ایک شبد کے آغاز میں محلہ پہلا یا محلہ دوجا یا محلہ تیجا یا محلہ چوتھا یا محلہ پنجواں لکھدیا ہے جس سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ یہ شبد فلاں گورو صاحب کی زبان مبارک سے نکلا ہے۔ محلہ پہلا سے مراد اول بادشاہی یعنی گورو نانک صاحب۔ دوجے سے مراد گورو انگد صاحب ہے۔ اسی طرح تیجے چوتھے پانچویں سے ہر ایک گدی کی جدا جدا مراد ہے جس میں ایک عقلمند آدمی کو کبھی دھوکا نہیں ہو سکتا۔ علاوہ اس کے جسطرح کا سخت حکم گورو گرنتھ صاحب کے بارہ میں سکھوں کو ہے۔ اور گورو نانک صاحب سے لیکر آجتک جو امر بڑی پابندی کے ساتھ عملاً سکھوں میں جاری ہے ممکن نہیں کہ ایک حرف بھی گوربانی کا ادھر اُدھر ہو سکے۔ بلکہ زیر زبر تک جو پہلے لکھنے والے کی قلم سے جیسا کچھ غلط یا صحیح نکل گیا ہے کسی کی مجال نہیں کہ بدل سکے۔ گورو گرنتھ صاحب کو سکھوں میں گورو صاحبان کا جسم مانتے ہیں۔ ایک دفعہ بھائی منی سنگھ جی نے چاہا تھا کہ ہر ایک گورو صاحب کے شبد ایک جگہ ردیف وار کر دیں چنانچہ جب انہوں نے ایسا کر کے سکھوں میں منظوری کیواسطے پیش کیا تو سکھوں نے کہا کہ آپنے بہت بُرا کیا ہے۔ ایسا کرنے سے ہمارے گوروؤں کے عضو عضو آپنے الگ کیئے ہیں۔ اور اسیطرح آپکے بھی بند بند جدا ہونگے۔ اور وہ جلد جو انہوں نے ردیف وار تیار کی تھی۔ اور ... کے جل میں ڈبا دیگئی اسیطرح رام رائے جی نے ایک دفعہ مسلمان کیجگہ بادشاہ کے سامنے خوف سے بے ایمان پڑھا تھا جس کے عیوض وہ گوربانی کی گدی سے محروم رکھے گئے تھے۔ گورو تیغ بہادر یعنی نویں بادشاہ کی بانی گورو گرنتھ صاحب میں اس وجہ سے چڑھائی گئی کہ اُن کیواسطے خاص اوراق آخیر میں گورو ارجن دیوجی نے چھوڑ دیئے تھے۔ اور پیشینگوئی کی تھی۔ کہ جسطرح میں گورو گرنتھ صاحب کی ترتیب دیکر اپنا سر بلی دان دونگا اُسیطرح جب نویں بادشاہ اپنا سر بلی دان دیں گے تو اُن کے منہہ سے نکلے ہوئے شبد بھی ان چھوڑے ہوئے اوراق میں درج کیئے جائیں گے +

اب جس کے حرف حرف کی بابت اسقدر سخت پابندی ہو۔ یہ ممکن نہیں کہ اُس میں اپنی طرف سے کوئی ملاوٹ کر سکے۔ اور اسی لیئے سکھوں کو اس بات کا فخر ہے۔ کہ اُن کے گرنتھ صاحب میں سوائے گورو صاحبان کی اصل شبدوں کے کسی اور دوسرے کا ملاپ نہیں ہے۔ علاوہ اس کے گورو ارجن دیو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

صاحب نے ہر ایک گورو کے شبدوں کو جمع کرتے وقت اُن کی صداقت اور اصلیت کو روحانی ذریعہ
سے بھی بخوبی دریافت کر لیا تھا جیسا کہ جیون چرتر سے ظاہر ہے۔ پھر مرزا صاحب کا یہ کہنا بھی۔ کہ
گورو بابا نانک صاحب کے جانشین دیوی دیوتا کی پوجا کی طرف رجوع ہو گئے۔ اور اس وجہ سے تناقص
ہے سراسر غلط ہے۔ جب گوروؤں کا روحانی سلسلہ ایک تھا۔ یہاں تک کہ نام میں بھی انہوں نے تبدیلی
نہیں کی۔ تو یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ وہ اُن کے شبدوں یا تعلیم کے برخلاف چلے ہوں۔ ہم اس بات
کو شرطیہ کہتے ہیں۔ کہ گورو نانک صاحب سے لیکر دسوں گوروؤں تک کسی نے بھی دیوی دیوتا
کی پوجا کی طرف سوائے ایک پرمیشور پرماتما کے اپنے سکھوں کو ہدایت نہیں کی۔ اور نہ گرنتھ صاحب میں
کوئی شبد ایسا نکلیگا جس سے کسی گورو کا ایک اکال پُرکھ آدی پار برہم ست چیت آنند سروپ کو چھوڑ کر
کسی دوسرے کو نمسکار کرنا یا پرستش کرنا ثبوت ہو سکے۔ پس ایسی باتوں سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ مرزا
صاحب کو گورو گرنتھ صاحب کا اچھی طرح سے گیان نہیں ہے۔ اور اُن کا یہ کہنا۔ کہ ہمکو تیس برس کا تجربہ ہے
سراسر لاف زنی معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ تیس برس کے تجربہ والے کو بھی ایسی موٹی اور بدیہی باتوں کی واقفیت
نہیں ہو سکتی۔ ماسوا اس کے جو شبد کہ مرزا صاحب نے اپنی دلایل کے ثبوت میں پیش کیئے ہیں اُن
میں سے بعض تو ایسے ہیں۔ کہ گرنتھ صاحب کے بالکل نہیں۔ اور بعض ایسے ہیں جو پانچویں محلے
یعنی گورو ارجن دیو جی کے کہے ہوئے ہیں۔ اُن کو گورو نانک صاحب سے منسوب کیا ہے۔ گو
سکھوں کے اعتقاد کے مطابق اور روحانی سلسلہ کے لحاظ سے کُل گورو صاحبان کے شبدوں کا
مطلب ایک ہے۔ تاہم ایک گورو کے شبد کو دوسرے کے ساتھ منسوب کرنا جب اُس کی تمیز محلہ
پہلا یا دوجا وغیرہ سے بخوبی ہو سکتی ہے۔ مرزا صاحب کی عدم واقفیت ظاہر کرنے کو کافی ہے۔ مثلاً
"وید پڑھت برہما مرے چاروں وید کہانی۔ سادھ کی مہماں وید نہ جانی"۔ یہ شبد گرنتھ صاحب کا مطلق
نہیں۔ ثانی مصرعہ البتہ سکھمنی صاحب میں ہے۔ لیکن اوّل مصرعہ کا تمام گرنتھ صاحب میں کہیں نام تک
نہیں۔ ہم ایک ہزار روپیہ مرزا صاحب کو دینے کے لیئے تیار ہیں۔ اگر وہ اس پورے شبد کو گرنتھ صاحب
میں سے نکال دیں۔ سوامی دیانند جی نے تو دھوکا کھایا ہی تھا۔ لیکن آپ کو بھی افسوس ہے۔ کہ دھوکا

لیکن وہاں بھی نہ جانی کی جگہ نا جا ... ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

۳۰ برس کے تجربے سے اِس وقت تک یہ معلوم نہیں ہوا۔ کہ یہ شبد جس کے اوپر میں اسقدر طومار باندھتا ہوں کہ ویدوں کی شان میں دنیا کی کوئی گالی باقی نہیں چھوڑنا مناسب سمجھتا۔ آیا فی الواقع گرنتھ صاحب کا ہے بھی کہ نہیں ٭ پھر ۱۷ صفحہ پر آپ نے نانک برہم گیانی آپ پرمیشور، سکھمنی صاحب کا شبد جو گورو ارجن دیو کی زبان مبارک سے نکلا ہے۔ اُس کو گورو نانک صاحب کا شبد بیان کیا ہے۔ اسی طرح سادھ کی مہماں وید نہ جانی کا مصرعہ بھی صرف اُنہی کی زبان مبارک کا ہے لیکن اس کو بھی آپ نے گورو نانک صاحب سے منسوب کیا ہے۔ غرض ان باتوں سے ثابت ہے۔ کہ ان کی تحقیقات بالکل ناکمل ہے۔ اور ناکمل تحقیقات کے اوپر جو فیصلہ بارائے قایم کیجاتی ہے وہ بلاشبہ غلط ہوتی ہے۔ اس لیئے اُن کا یہ لکھنا اور بڑے زور کیساتھ فیصلہ دینا۔ کہ گورو نانک صاحب ویدوں کی تعلیم سے نفرت رکھتے تھے۔ اور قرآن و اسلام سے موافقت بالکل ٹھیک نہیں ہے۔ بلکہ سراپا غلط ہے۔ اب ہم چاہتے ہیں کہ مرزا صاحب کے اُن دلایل پر جن سے وہ گورو نانک صاحب کو مسلمان ثابت کرنا چاہتے ہیں غور کریں۔ اور دیکھیں۔ کہ اُن میں کہاں تک صداقت ہے ٭

چولہ صاحب

سب سے بڑی دلیل مرزا صاحب گورو نانک صاحب کے مسلمان ہونیکی بابت چولہ صاحب کہتے ہیں۔ اور بھائی بالے والی جنم ساکھی کی شہادت پیش کرتے ہیں۔ اول تو بھائی بالے والی جنم ساکھی کوئی مستند جنم ساکھی نہیں ہے۔ دوسرے گو اس جنم ساکھی میں گورو انگد صاحب اور بھائی بالا جی کے سوال و جواب لکھے ہوئے ہیں۔ لیکن تواریخ والوں کو تحقیقات سے یہ معلوم ہو گیا ہے۔ کہ یہ جنم ساکھی اُس زمانہ کی لکھی ہوئی نہیں بلکہ بہت پیچھے۔ اور ایک ایسے زمانہ میں جبکہ سکھوں میں یہ شوق پیدا ہوا۔ کہ اُن کے گورو کی سوانح عمری میں جسقدر تمام دنیا کی باتیں بھر دیجاویں گی۔ اسی قدر اُن کی عزت ہوگی سب سے پرانی جنم ساکھی ولایت والی جو سر چارلس الحنین صاحب نے سکھوں کو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ولایت سے منگا کر دی تھی بیان کیجاتی ہے۔ اُس میں اور بالے والی جنم ساکھی میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ اور چولہ صاحب کا اُس میں ذکر تک نہیں تیسرے مختلف جنم ساکھیاں ہیں۔ اور ہم اپنے خاص تجربہ سے کہہ سکتے ہیں۔ کہ کم از کم ۲۰-۲۵ جنم ساکھیاں ہیں لیکن باہم ہر ایک کا کئی حالات میں اختلاف ہے۔ اور ایسے وقت میں جبکہ شہادت میں اختلاف ہو سچ کی تلاش بہت مشکل ہے آخر کار ہم کو اُنہی باتوں کو ماننا پڑیگا جس میں سب جنم ساکھیوں کا اتفاق ہے۔ اور جس کی تائید گورو گرنتھ صاحب کے شبدوں سے ہوتی ہے۔ کیونکہ گورو گرنتھ صاحب کے شبد گورو نانک صاحب کی موجودگی میں قلمبند کیئے گئے۔ اور گورو انگد صاحب نے اُن کو قلمبند کرا کے اپنے پاس بڑی عزت اور حفاظت سے رکھا۔ اور اسی طرح ہر ایک گورو کے شبد مختلف پوتھیوں میں قلمبند ہو کے یکے بعد دیگرے پانچویں گورو صاحب تک گوروؤں کے ہاتھ میں محفوظ چلے آئے۔ اور اس میں اپنی طرف سے بڑھانا یا گھٹانا تو ایک ایسی بات ہے جس کا گمان کرنا بھی گناہ ہے۔ زیر زبر تک میں بھی فرق نہیں لایا گیا۔ کیونکہ وہ پابندی جو گورو کے شبدوں کی بابت اُس وقت تھی ابتک سکھوں میں چلی آتی ہے۔ اگر کوئی شخص ذرا بھی زیر زبر میں فرق لاوے یا پڑھے۔ یا اُس کو غلط کہنے کی جرأت کرے۔ اُسیوقت وہ مستوجب جرمانہ کا ہوتا ہے۔ پس اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ گورو نانک صاحب کے شبدوں سے جن امورات کی تائید ہو جاوے۔ وہی واقعات صحیح ہیں[ف۱]۔ یا جن واقعات میں کل جنم ساکھیاں ایک زبان ہیں۔ اُن کے ماننے میں کسی کو بھی کلام نہیں ہو سکتا اب ہم قبل اس کے کہ چولہ صاحب کی بابت مفصل بحث کریں۔ بھائی بالے والی جنم ساکھی کی شہادت جو مرزا صاحب نے پیش کی ہے۔ بجنسہٖ ذیل میں درج کرتے ہیں:۔

"جنم ساکھی بھائی بالے والی"

("جو انگد کی جنم ساکھی کر کے مشہور ہے" صفحہ ۱۴۱)

ف۱ اس بات کے اوپر مرزا صاحب بڑے خوش ہوں گے۔ اور کہیں گے کہ بہت ایسے شبد ہیں جو قرآن کی آیات سے ملتے ہیں۔ اُس کے مقابلہ میں ہم بہت سے شبد ایسے پیش کریں گے۔ جو وید کی شرتیوں سے ملتے ہوں بلکہ وہ زیادہ ہوں گے اور قرآن کی آیتوں کیساتھ ملنے والے کم نکلیں گے۔ اس کا جواب اس پنجابی مثل میں آجاتا ہے کہ ”سبے سیانیاں ایکو مت“

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

(عرب کے بادشاہ کیسا تھا جو قصہ گذرا-) ایک زمانہ میں مردانہ نے گوروجی کے سامنے ادب سے
عرض کی- اے سچے بادشاہ عرب کا ملک کیسا ہے- سری گوروجی نے کہا- مردانہ تو دیکھنا چاہتا ہے
تو تجھے دکھلائیں گے- تب پھر گوروجی نے مجھے فرمایا- کیوں بھئی بالا کیا مرضی ہے- میں نے عرض
کی- جو آپ کی رضا ہو- تب سری نانک صاحب وہاں سے چلکر عرب کے ملک میں پہنچے- اس ملک
کے بادشاہ کا نام لاجور مشہور تھا- اور بہت ظلم کرتا تھا- رعیت بڑی تنگ تھی- اور جو کوئی ہندوستان
سے اُس ملک میں جاتا اس کو قتل کر دیا کرتا تھا- اُس ملک میں یہی دھوم مچ رہی تھی- جب تمام لوگ
بہت تنگ ہوئے- تو پرمیشور کے آگے عاجزی سے دعا کی- تو اُن کی عاجزی کی دعا بارگاہ میں
قبول ہوئی- تب خدا کی بارگاہ سے بابے نانک جی کو آسمانی ندا ہوئی- اے نانک میں تجھ سے بہت
خوش ہوں- اور ایک خلعت تجھکو عطا ہوتا ہے- تب گوروجی نے عرض کیا کہ اے وحدہ لاشریک جو تیری
رضا ہو- تب گوروجی نے مراقب ہوکر خدا تعالی کا شکریہ ادا کیا- تب ایک خلعت مرحمت ہوا- اور اُس خلعت
پر قدرت کے حرف عربی- ترکی- فارسی- ہندی- سنسکرت لکھے ہوئے پانچوں قسم کے موجود تھے- تب سری گورو
جی وہ خلعت پہن کر اُس شہر کے دروازہ کے باہر جا بیٹھے- سات دن گذرنیکے بعد لوگوں نے کہا-
کہ بھائیو ایک ایسا درویش بیٹھا ہے کہ جس کی خلعت پر قدرتی قرآن کے تیس سیپارے لکھے ہوئے
ہیں- جب ان لوگوں نے غور سے دیکھا- تو بادشاہ کو خبر دی- کہ اے بادشاہ ہمارے شہر کے
باہر ایک درویش ایسا بیٹھا ہے- کہ جس کے گلے میں ایک خلعت ہے اُس خلعت پر تیس سیپارے
قرآن کے لکھے ہوئے ہیں- تب بادشاہ نے وزیر سے کہا کہ اُس درویش کے جسم سے وہ خلعت
اُتار لاؤ- تب وزیر نے جاکر کہا- کہ اے درویش یہ خلعت اتار کر ہمیں دے- کہ ہمارا بادشاہ طلب
کرتا ہے- بادشاہ کی عدول حکمی نہیں چاہیئے- ورنہ آپ کو سزا دیگا- تب یہ بات سنکر سری باباجی
نے کہا- کہ اگر بھائیو تم سے اُتر سکتا ہے- تو اتار لو- جب سری بابے نے یہ فرمایا- تو جس قدر لوگ
وزیر کے ساتھ تھے سب کے سب سری بابے جی کیطرف دوڑے- لیکن وہ قدرتی خلعت اور
قدرتی کپڑا در قدرتی پہنایا ہوا وحدہ لاشریک کا عطیہ اُن جھوٹے لوگوں سے کیونکر اُتر سکتا ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

A cc 1398 0.3/19 92.2.209 3417

بہت کچھ جتن کیا نہ کھینچنے سے اُترا نہ پھاڑنے سے پھٹ کر اُترا۔ تو سب لوگ حیران ہو گئے۔ بادشاہ کے پاس اطلاع دیگئی۔ کہ اے بادشاہ اُس فقیر کے گلے سے وہ خلعت نہیں اُترتا ہے۔ تب بادشاہ نے سنکر بہت سخت ناراض ہوکر کہا۔ کہ تم اُس فقیر کو دریا میں ڈبو دو۔ جب یہ حکم وزیر کے پاس آیا۔ تب وزیر نے لوگوں سے کہا کہ اس فقیر کو دریا میں غرق کردو۔ تب اُن لوگوں نے سری گورو جی کو دریا میں دھکیل دیا اور سب لوگ تماشہ دیکھ رہے تھے۔ تو سری بابے جی کا لگا کا خلعت بھیگا بھی نہ تھا۔ اور پانی کا اثر بھی نہ پہنچا تہا۔ جو پانی کے موکل یعنی فرشتہ نے سری گورو جی کو دونوں ہاتھوں پر تھام لیا۔ اور سری گورو جی کے قدم چوم کر صحیح وسلامت کنارہ پر بٹھا دیا۔ تب وہ سری باباجی کو دیکھکر متعجب ہوئے۔ پھر بادشاہ کو اطلاع دیگئی۔ کہ وہ درویش دریا میں نہیں ڈوبا۔ پھر بادشاہ نے غضبناک ہوکر کہا۔ کہ اُس فقیر کو آگ میں جلا دو۔ تب وزیر نے بڑے بڑے لکڑے جمع کرکے سری گورو جی کے اردگرد چُنے۔ پھر آگ لگا دی۔ تب موکل آتش یعنی فرشتہ نے سری گورو جی کے قدموں پر جھک کر یہ عرض کی۔ کہ آپ کے جسم کا ایک بال بھی نہیں جلا۔ لیکن سب لکڑیاں جلکر راکھ ہوگئیں۔ تب لوگ دیکھکر حیران رہ گئے۔ پھر یہ خبر بادشاہ نے سُنی اور کہنے لگا کہ یہ فقیر کوئی چٹکلے دکھلانیوالا ہے لیکن اُس کو کسی بڑی اونچی جگہ سے گرا دو۔ تب وزیر نے سری گورو جی کو بڑے اونچے پہاڑ سے نیچے گرا دیا۔ جب گورو جی نیچے گرے۔ تو موکل ہوا یعنی فرشتہ نے سری باباجی کو اپنے ہاتھوں پر بٹھا کر ایک سنڈدے میں بیٹھا کر زمین اوپر لیا کے کر اتارا۔ پھر وہاں بہت خوبصورت پھولوں کی سیج پر آ بیٹھے۔ اور اس ملک کے سب لوگ وہاں کھڑے تھے۔ دیکھکر ہیبناک ہوگئے۔ تب وزیر نے خود بادشاہ کو جاکر کہا۔ کہ وہ فقیر ابتک بھی زندہ ہے۔ تو بادشاہ نے کہا۔ کہ اے وزیر یہ فقیر کوئی چٹکلے باز ہے۔ لیکن تم کوئی عمیق گڈھا کھود کر اور اُس میں اُسے ڈالکر اوپر سے پتھر چوٹ کردو۔ تب وزیر نے ایک بڑا بھاری گہرا گھتہ کھود کر سری گورو جی کو اس میں ڈال کر اوپر پتھروں کی بھرمار کی۔ اور سری گورو جی کو ہزاروں من پتھروں سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دبا کر سب اپنے اپنے گھر چلے گئے۔ اور جن لوگوں نے ان سے دریافت کیا کہ کیا قصہ گذرا تب انہوں نے۔"

اب اس ساکھی کی صداقت میں اوّل تو ہمیں یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ دوسری جنم ساکھیوں سے بھی یہ ملتی ہے۔ یا نہیں؟ دوسرے یہ بیان جو لکھا ہے۔ اپنے آپ میں کس قدر صداقت رکھتا ہے تیسرے جو حلیہ کہ چولہ صاحب کا اس جنم ساکھی میں بیان کیا گیا ہے وہ ڈیرہ بابا نانک کے موجودہ چولہ صاحب سے جس کو مرزا صاحب خود دیکھ آئے ہیں ملتا بھی ہے کہ نہیں۔ چوتھے چولہ صاحب کی در اصل کیا اصلیت ہے۔ پانچویں جو ساکھی کہ چولہ صاحب کی چولہ صاحب کے پوجاریوں سے دستیاب ہوئی ہے۔ وہ اصلی ہے یا بناوٹی +

امر اوّل کی بابت تو صاف ظاہر ہے۔ کہ چولہ صاحب کا ذکر نہ تو ولایت والی جنم ساکھی میں جو سب سے پورانی ہے کہیں ملتا ہے۔ اور نہ صرف ساکھیوں میں جو اس وقت تک ہمارے مطالعہ میں آئی ہیں کہیں دیکھنے میں آیا ہے سوائے بالے والی جنم ساکھی کے جو کوئی مستند نہیں ہے۔ صرف ایک دو جنم ساکھیوں میں چولہ صاحب کا ذکر ملیگا۔ لیکن وہ بھی مختلف پیرایہ میں جس پر اعتبار کرنا بہت مشکل ہے۔ اور جب بالے والی جنم ساکھی کی تائید دیگر کل جنم ساکھیوں سے چولہ کی بابت مطلق نہیں ہوتی۔ بلکہ اگر کسی میں کچھ ہے بھی تو بالکل مختلف پیرایہ میں۔ اسلیئے کوئی بھی عقلمند آدمی بالے والی جنم ساکھی کی شہادت کو اصلی خیال نہیں کر سکتا ہے۔ اور نہ اس پر اعتبار کر سکتا ہے۔ حتی کہ خود مرزا صاحب صفحہ ۳۹ پر لکھتے ہیں۔ کہ "اسی زمانہ میں ایک **نہایت مبالغہ** کیا ہے انگد صاحب نے جو باوا صاحب کے جانشین تھے اس چولہ کی بہت سی برکتیں اپنی جنم ساکھی میں تحریر کیں اور اس کو آسمانی چولہ تسلیم کیا ہے۔" جس سے صاف ظاہر ہے کہ جو کچھ باتیں اس چولہ کی بابت بالے والی جنم ساکھی میں لکھی گئی ہیں ان کا بہت سا حصہ راست نہیں ہے۔ کیا لطف جو غیر پردہ کھولے جادو وہ جو سر پر چڑھ کے بولے +

غرض جس شہادت میں زیادہ مبالغہ ہو وہ قابل اعتبار نہیں ہو سکتی۔ اور ایسا لکھنے سے مرزا صاحب نے

دیگر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

خود بخود اپنی اُس تحریر پر جو وہ چولہ کی برکتوں کی بابت اوپر لکھ آئے ہیں پانی پھیر رہا ہے۔ ہماری زیادہ تشریح کی ضرورت نہیں۔ گورو انگد صاحب کو ایک سخت آزمایش اور امتحان کے بعد گورو نانک صاحب نے اپنے بیٹوں پر ترجیح دیکر اپنا جانشین قرار دیا تھا۔ آپ کا نام پہلے لہنا تھا۔ لیکن جب گورو صاحب نے آپکو اپنے سینہ سے لگا کر زور سے دبایا۔ اور اپنی روح اُن میں ڈال دی تو کہا کہ آج سے تو انگد ہوا یعنی میرا روپ۔ تو پھر ایسے مہاتما اور بزرگ کی قلم سے جو سچائی کی تعلیم کے لیئے مقرر ہوں اور پیشوائے دین ہوں مبالغہ آمیز بات کب نکل سکتی ہے۔ اور انہی باتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ جس کو اندنوں گورو انگد اور بالا والی جنم ساکھی کہتے ہیں وہ اُسوقت نہیں لکھی گئی۔ اور نہ گورو انگد صاحب اس قسم کی مبالغہ آمیز باتیں تحریر کر سکتے تھے۔ یہ کتاب اس زمانہ کے پیچھے کسی سکھ کی بنائی ہوئی معلوم ہوتی ہے +

دوسرا امر یہ ہے۔ کہ یہ داستان بذاتہ کسقدر وزن رکھتا ہے۔ لیکن جب ہم اس کے لفظ لفظ پر خیال ڈالتے ہیں تو ہمکو یہ صاف بناوٹی کہانی یا قصہ معلوم ہوتا ہے۔ اور ایسے شخصوں کی درخواست پر جن کو چولہ کی عظمت سے بہت فایدہ پہنچنے کی امید تھی۔ پیچھے سے گھڑ کر جنم ساکھی میں شامل کیا گیا ہوا نظر آتا ہے۔ اول تو موجودہ روشنی کے زمانہ میں قدرت کے ہاتھ کا سلا ہوا جامہ نہ آگ ہی جل سکا۔ اور نہ پانی میں ڈوب گیا ایک ایسی بات ہے جو قرین قیاس سے بالکل باہر ہے۔ خدا نہ ہوا درزی ہوا۔

تیسرے اب اس بات کو بھی دیکھنا ہے۔ کہ آیا لاجورد نامی کوئی بادشاہ اُس زمانہ میں عرب کا تھا یا نہیں۔ لیکن جب ہم تواریخ کے صفحوں پر نگاہ ڈالتے ہیں تو اُس زمانہ میں لاجورد نام کا کوئی بادشاہ عرب کا نہیں معلوم ہوتا۔ تیسرے ایک جگہ یہ لکھا ہے۔ کہ اُس خلعت پر عربی ترکی۔ فارسی ہندی سنسکرت پانچوں قسم کے حروف لکھے ہوئے موجود تھے۔ اور پھر ایک جگہ اس سے آگے جا کر لکھا ہے۔ کہ ۳۰ سپارے قرآن کے لکھے ہوئے ہیں۔ یہ اختلاف بیانی ایک سخت شبہ میں ڈالتی ہے۔ اور اس بات کے باور کرنیکے لیئے مجبور کرتی ہے۔ کہ یہ ساکھی بناوٹی ہے اور ان شخصوں کیطرف سے ڈالی گئی ہے جنکو کہ چولہ کے ذریعہ سے کچھ فایدہ حاصل کرنا تھا۔ بابا گیان سنگھ صاحب کی تحقیقات کے بموجب جو ایک مشہور مورخ ہیں سمت ۱۹۱۶ سے پیشتر چولہ صاحب کا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

انہیں سکھوں میں ذکر تک نہیں تھا۔ اور نہ وہ جانتے تھے۔ کہ چولہ صاحب کیا چیز ہے +

تیسرا امر تنقیح یہ ہے۔ کہ آیا موجودہ چولہ صاحب کا حلیہ اس چولہ سے جو کہ شہادت میں بیان کیا جاتا ہے ملتا ہے یا نہیں۔ تو مرزا صاحب کی چشم دید شہادت سے صاف ظاہر ہے۔ کہ موجودہ چولہ صاحب کا حلیہ بعینہٖ اُس حُلیہ سے نہیں ملتا جو کہ بالا والی جنم ساکھی بیان کرتی ہے۔ اگر بالفرض ہم اس بات کو مان بھی لیں کہ جو کچھ بالا والی جنم ساکھی میں لکھا ہے سچ ہے۔ اور خدا کی قدرت کا ایسا سِلا ہوا خلعت گورو نانک صاحب کو مِلا جو نہ آگ میں جل سکا اور نہ پانی میں ڈوب گیا۔ تو پھر اُس وقت ہم کو یہ ایک بڑی دقت پیش آئیگی۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ موجودہ چولہ کے ساتھ وہ حلیہ جو کہ قدرتی چولہ کا شہادت میں بیان کیا گیا ہے ملتا نہیں شہادت میں پہلے لکھا ہے۔ کہ اُس خلعت پر عربی۔ ترکی۔ فارسی۔ ہندی۔ سنسکرت کے حروف لکھے ہوئے تھے لیکن مرزا صاحب کے بیان سے جو کہ خود چولہ صاحب کو جا کر اچھی طرح سے دیکھ آئے ہیں یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ چولہ صاحب پر سوائے عربی اور قرآنی آیات کے کسی اور زبان کا ایک حرف تک موجود نہیں ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ یہ چولہ جس کو مرزا صاحب شہادت میں پیش کرتے ہیں وہ خلعت قدرتی نہیں ہے جو کہ گورو نانک صاحب کو مِلا تھا۔ کیونکہ اُس پر تو سب زبانوں کے حروف موجود تھے۔ جو کہ قدرت کے لکھے ہوئے چولے میں ہونے بھی ضرور چاہئیں۔ لیکن اس چولہ پر جو شہادت میں پیش کیا جاتا ہے۔ صرف ایک زبان عربی کے ہی حروف ہیں۔ پس ایسی متزلزل شہادت پر جو واقعات اور قرائن دونوں کے لحاظ سے قابل اعتبار نہیں گورو نانک صاحب کو مسلمان کہنا یا مان لینا سراسر حماقت اور خباثت ہے +

چوتھی بات یہ ہے۔ کہ اس چولہ کی اصلیت کیا ہے۔ اگر بھائی بالے والی جنم ساکھی کی شہادت پر خیال کریں۔ تو چولہ کی اصلیت کچھ بھی معلوم نہیں ہوتی۔ اور بالکل ایک بناوٹی بات نظر آتی ہے۔ لیکن چونکہ اس نام کا بڑا بھاری مندر ہے۔ اور در اصل ایک چولہ بھی موجود ہے۔ خواہ وہ اصلی ہے یا نہیں اس لئے کوئی اصل بات اس کے متعلق ضرور ہونی چاہیئے۔ تواریخ خالصہ جو بڑی محنت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور کامل تحقیقات کے بعد بنائی گئی ہے۔ اس میں اس چولہ کی بابت یہ لکھا ہے کہ جب گورو نانک
صاحب بغداد گئے۔ تو وہاں کے حاکم نے ایک کامل درویش جانکران کو ایک چولہ نذر کیا جو اس حاکم
کی بیوی نے بنایا تھا۔ اور جس پر قرآن کی آیات لکھی ہوئی تھیں۔ گورو نانک صاحب کے نزدیک قرآن
انجیل کیا۔ اور وید کی شرتیاں کیا۔ عربی حروف کیا اور سنسکرت کیا سب ایک دکھائی دیتے تھے
کہ بچشمان دل مبیں جز دوست۔ ہر چہ بینی بداں کہ مظہر اوست۔ ان کی آنکھوں میں
اِس قسم کا تعصب اور خباثت نہ تھی جیسی کہ آجکل کے بناوٹی روحانی آدمیوں میں ہے۔ کہ وید کا نام
آجاوے تو سو سو گالیاں قرآن پر سو سو لعنت۔ انجیل پر تبرہ۔ بلکہ وہ کسی کو برا نہ کہتے تھے۔ اور نہ
وہ یہ سمجھتے تھے۔ کہ ایک سوتی کپڑا جس پر قرآن کی آیات لکھی ہوئی ہوں اس کو صرف پہننے سے
انسان مسلمان ہو جاتا ہے۔ انہوں نے اس حاکم کے پریم کو دیکھکر پہن لیا۔ اور چونکہ ہندوستان
کی طرف آرہے تھے۔ ساتھ ہی اس کو بطور تحفہ لیتے آئے۔ یہاں بیچارے سکھوں کو اپنے
گورو کے ساتھ ایسا پریم تھا۔ کہ بھلا چولہ تو ایک کپڑا تھا۔ گورو صاحب کے پاؤں کی جوتی یا
خاک بھی اگر کسی کو ہاتھ آگئی۔ تو اس نے اس کو جان سے عزیز سمجھکر اپنے پاس رکھا۔ اور اسی کی
پوجا کرنا شروع کیا۔ مندر وہاں بنا دیئے۔ میلے لگنے شروع ہو گئے۔ جس کے ہاتھ جوتی آئی۔ اُس
نے یہ بیان کرنا شروع کیا۔ کہ یہ وہ جوتی ہے۔ جو خدا نے اپنے ہاتھ سے سی کر گورو نانک صاحب
کے پیروں کے لیئے بھیجی تھی۔ یہ وہ کھڑاؤں ہے جس کو پرمیشور نے خود گورو نانک صاحب کے
لیئے گھڑا تھا۔ یہ وہ پارچہ ہے جس کو پہن کر گورو نانک صاحب سچ کھنڈ میں گئے تھے۔ یا وہاں سے
ملا تھا۔ غرض اسی طرح کی روایتیں گھڑ گھڑ کے جنم ساکھیوں میں ڈلوا دیں۔ ایک تو گورو صاحب
کی عظمت کو بڑھایا۔ دوسرے روپیہ کمانے کا خاصہ ذریعہ بنایا۔ بیچارے بھولے بھالے سکھ اپنے
گورو صاحب کی بابت جسقدر زیادہ اس قسم کی روایتیں سنتے اسیقدر اُن کو زیادہ شوق بڑھتا
اور بڑے سچے دل سے جوتی صاحب۔ چولہ صاحب۔ کھڑاؤں صاحب۔ چرن ڈھول صاحب
کے درشنوں کو امنڈ امنڈ کر آتے۔ اور روپیہ پیسہ چڑھاتے دمنتیں مانتے۔ ان کا سچا اعتقاد

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور صفائی قلب اُن کی مدد کرتا - اور منتیں بھی اُن کی پوری ہو جاتیں - لیکن اگر سچ پوچھو - تو گورونانک صاحب کے سکھوں نے ہی ایسا نہیں کیا ہے بلکہ ہر ایک مذہب میں یہ باتیں پائی جائیں گی - اور سکھوں میں تو پھر بھی بہت کم ایسی باتیں ملیں گی ورنہ اور مذہبوں میں تو زمین آسمان کے قلابے ملائے ہوئے ہیں - اور بلا کسی اصلیت کے ہوا میں محلات اُسارے ہیں - چولہ صاحب کی جو کچھ سکھوں میں عزت ہے - وہ اس وجہ سے نہیں ہے کہ اس پر قرآن کی آیات درج ہیں بلکہ اس خیال سے کہ اس چولہ صاحب کو گورونانک صاحب کے مبارک جسم کیساتھ چھو جانیکا اعزاز ملا تھا - اور جس وقت بغداد میں یہ چولہ گورو صاحب کو ملا تھا - اُسوقت اگر وہ اس کو نہ پہنتے تو اور کیا کرتے کہ مسلمانوں کا ملک تھا جو ہندوؤں سے نفرت کرتے تھے - اگر اُن پر یہ ظاہر ہو جاتا - کہ ہندو ہے - تو وہ گورونانک صاحب کو زندہ کب چھوڑتے - چنانچہ عرب کا ہی ذکر ہے کہ ایک شخص نے اُن سے پوچھا کہ تمہارا کیا مذہب ہے - جس کے جواب میں گورونانک صاحب نے کہا - کہ ”ہندو کہاں تاں ماریئے مسلمان بھی ناہنہ - پنج تتّ کا پوتلا غیبی کھیلے ماہنہ“ جس کے معنی یہ ہیں کہ اگر ہندو کہوں تو مجھکو مار ڈالیں گے - اور در اصل مَیں مسلمان بھی نہیں ہوں اس لئے انہوں نے کہا کہ یہ اربعہ عناصر کا پُتلا بنا ہوا ہے - اور اس میں ایک عجیب چیز کھیل رہی ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ مسلمان نہیں تھے - اُس ملک میں بطور امتحان تہذیب اسلام دیر گئے تھے - لیکن چونکہ اس بات پر مرزا صاحب نے حاشیہ متعلقہ صفحہ ۷۵ میں یہ زہر اگلا ہے - کہ :-

”نیلے کپڑے پہننا اور عصا ہاتھ میں لینا اور کوزہ اور مصلیٰ ساتھ رکھنا اور قرآن بغل میں لٹکانا اور خانہ کعبہ کا قصد کرکے ہزاروں کوس کی مسافت قطع کرکے جانا اور وہاں مسجد میں جاکر قیام کرنا اور بانگ دینا کیا یہ نشان مسلمانوں کے ہیں یا ہندوؤں کے - ظاہر ہے کہ مسلمان ہی حج کے لیئے نیلے کپڑے پہن کر جایا کرتے ہیں - عصا بھی مسلمانوں کا شعار ہے - اور مصلیٰ ساتھ رکھنا نمازیوں کا کام ہے - اور قرآن ساتھ لینا نیکبخت مسلمانوں کا طریق - اگر کہو کہ یہ

له جان کی حفاظت سب مذہبوں میں مقدم تصور کی گئی ہے - اسی لیئے اُنہوں نے اپنی جان بچانے کے لئے ”مجبوراً“ ایسا [illegible] ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لباس اور یہ طریق مکر اور فریب سے اختیار کیا تھا۔ تو تم آپ ہی منصف بن کر جواب دو کہ کیا تمہارا نورِ قلب اور کانشنس بابا نانک صاحب کی نسبت یہ بات جائز رکھتا ہے۔ کہ انہوں نے باوجود اس یکرنگی کے جو خدا تعالیٰ کے لیئے اختیار کی تھی۔ پھر مکر اور فریب کے طریق کو بھی ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ اور بہروپیوں کیطرح باہر سے مسلمان بنکر اور اندر سے ہندو رہکر حاجیوں کے ساتھ مکہ میں چلے گئے۔ میں اسوقت اس بات پر زور دینا نہیں چاہتا کہ یہ طریق کیسا ایک نیک انسان کے حالات کے مخالف ہے۔ بلکہ میں کہتا ہوں۔ کہ اگر ایک معمولی چال چلن کا انسان بھی ایسی فریب کی کارروائی کرے۔ تو وہ بھی قابل ملامت ہوگا"+

جی تو چاہتا ہے کہ مرزا صاحب کو اُن کی دُرفشانی اور شستہ کلامی کا ترکی بہ ترکی جواب دیا جاوے۔ مگر اپنی زبان اور اپنا قلم اس بات کو گوارا نہیں کرتا۔ اور شرافت سے بعید سمجھتا ہے۔ کہ اگر ایک انسان نے اپنی خبیث اور نالایق و رذیل طبیعت کی وجہ سے حماقت کی ہے۔ اور ناموزوں الفاظ استعمال کیئے ہیں۔ اُس کے جواب میں ہم بھی اپنی زبان اور اپنی قلم کو کیوں گندہ کریں۔ خدا نہ کرتا کہ ہم مرزا صاحب کی تصنیف کو پڑھتے۔ اور اُس کے جواب لکھنے کا ارادہ کرتے۔ باوجودیکہ ہم نہیں چاہتے۔ کہ ہمارے قلم سے کوئی نامناسب یا سخت کلمہ نکل جائے۔ جس کو کہ ہم خود پسند نہیں کرتے۔ لیکن کیا کریں مرزا صاحب کی نیک تصنیف کے پڑھنے کا ایسا اثر ہوا ہے۔ کہ زبردستی کوئی نہ کوئی لفظ لکھا ہی جاتا ہے۔ جس کے لیئے ہم اپنے ناظرین سے معافی چاہتے ہیں۔ اور اعلان کرتے ہیں کہ خدا کے لیئے آیندہ کوئی شریف صاحب مرزا صاحب کی تصنیف کے پڑھنے کا ارادہ نہ کریں۔ ورنہ اُن کی زبان اور قلم قابو میں نہ رہیں گے۔ اور خواہ مخواہ کمینے الفاظ نکالنے کے عادی ہو جائیں گے +

کیوں مرزا صاحب اگر کوئی پولیس کا افسر یا حاکم کسی معاملہ کی تفتیش اور تحقیقات یا چوروں کی گرفتاری کے لیئے وردی اُتار کر کسی اور بھیس میں ہو کے کہیں جائے۔ تو وہ ایسا کرنے سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سچ مچ کا مکار اور فریبی و ملامت کے قابل ہوگا؟ یا اُلٹے لوگ اس کی تعریف کریں گے۔ اور بڑا لایق سمجھا جائیگا۔ افسوس ہے آپکی روحانی طبیعت اور آپکی زبان اور آپکی قلم پر جن میں ایسے ایسے ناپاک خیالات بھرے ہوئے ہیں۔ اور سچائی کے راستہ کو کاٹ کر مکر و فریب کیطرف دوڑتے ہیں۔ کیوں صاحب؟ آپکے حضرت محمد صاحب نے بھی تو جب مُردوں میں لیٹنے میں احدیث جا چھپایا تھا۔ اور ایسے پکے مُردہ کا سوانگ بھرا تھا۔ کہ دانت بھی توڑے گئے۔ لیکن جُنبش تک نہ کی۔ کیا یہ فعل اُنکا باوجود اُس بزرگی کے جو خدا تعالیٰ کے لیئے اُنہوں نے اختیار کی تھی "مناسب تھا؟ اور افسوس کہ انہوں نے ایسا درجہ پاکر بقول آپکے "پھر بھی مکر و فریب کے طریق کو ہاتھ سے نہ چھوڑا"۔ افسوس کہ دنیا کے لوگوں کی نظروں میں اپنے نقص دکھائی نہیں دیتے۔ اور دوسروں کی عیب جوئی کیطرف بہت دوڑتے ہیں ✤

آخر میں ہم اب جملہ معترضہ کے جوابات کو یہیں چھوڑ کر اصل مطلب کیطرف آتے ہیں۔ اور اور امید ہے کہ جو کچھ ہمنے چولہ کی اصلیت اور شہادت کی لغویت کی بابت اسوقت تک کہا ہے وہ ناظرین کی تسلی کے لیئے کافی سے بھی زیادہ ہوگا۔ اگر یہ بات بقول مرزا صاحب مان بھی لی جاوے۔ کہ بالے والی جنم ساکھی سب سے پرانی ہے۔ اور گورو انگد صاحب کے وقت میں لکھی گئی۔ تو بھی یہ شہادت اس چولہ کی بابت جس کو کہ مرزا صاحب دیکھ آئے ہیں بالکل نکمّی ہے۔ کیونکہ موجودہ چولہ کا حلیہ اُس چولہ کے حُلیہ سے جس کا ذکر بالے والی جنم ساکھی میں ہے پورا پورا نہیں ملتا۔ حُلیہ میں ایک حصہ کا مل جانا اور باقی کا نہ ملنا شہادت کو بالکل کمزور اور نامعتبر بنا دیتا ہے۔ اور نہ کبھی کوئی معقول عدالت ایسی گواہی پر اعتبار کر سکتی ہے۔ پھر اگر بالے والی جنم ساکھی پرانی ہے تو ضرور ہے کہ اور جسقدر جنم ساکھیاں بنی ہیں اسی کی شاخ ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ چولہ کا ذکر دوسری جنم ساکھیوں میں بہت کم آیا ہے۔ بلکہ مطلق آیا ہی نہیں اور اگر کہیں آیا بھی ہے۔ تو مختلف پیرایہ میں کہیں یہ بیان کیا گیا ہے۔ کہ قاضی سے جیت کر لائے ہیں کہیں یہ بیان ہے۔ کہ کعبہ میں یہ چولہ رکھا ہوا تھا۔ وہاں سے لائے ہیں۔ کوئی بغداد سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کہتا ہے۔کوئی بخارا سے۔ غرض تمام بیانات اس چولہ کی بابت مختلف ہیں۔اس لیئے چولہ
کی بابت جسقدر شہادتیں پیش کیگئی ہیں قابل اعتبار نہیں۔اور جب یہ ثابت ہوگیا کہ چولہ کی اصلیت
میں ہی کلام ہے۔تو ایسے وقت میں ایسی مشکوک و مشتبہ شہادت پر گورو نانک صاحب کو یہ کہنا
کہ وہ مسلمان تھے بالکل انصاف سے بعید ہے۔بہرحال یہ ثابت ہوچکا کہ جس چولہ کا ذکر بالا والی جنم
ساکھی میں ہے۔وہ یہ چولہ جس کو مرزا صاحب دیکھ آئے ہیں نہیں ہے۔اگر یہ کہا جائے کہ ان لوگوں
کو جنہوں نے جنم ساکھیاں لکھیں یہ شناخت نہیں تھی۔کہ سنسکرت کے حروف اور عربی و ترکی حرفوں
میں کیا فرق ہے۔جو دل میں آیا وہ لکھدیا۔تو ان کو عربی اور قرآن کے سیپارہ کی کیونکر پہچان ہوگئی
بھائی بالا ہندوستان کا رہنے والا تھا۔ہندو تھا۔سنسکرت اور ہندی کے حروف تو وہ ضرور پہچانتا
ہوگا۔بلکہ عربی سے نامحرم ہوگا۔اس لیئے ممکن نہیں کہ اس معاملہ میں اس کو دھوکا ہوا ہو۔اور انصاف
بھی یہی کہتا ہے۔کہ اگر یہ قدرت کا چولہ تھا تو اس پر ساری زبانوں میں نقش ہونے واجب ہیں کیونکہ
خداوند کریم ساری زبانوں کا مالک ہے۔اور جب اس نے ایک ایسا پیشوا بھیجا جو صلح کل تھا اور
تمام مذہبوں کے لوگ اس کو اپنا سمجھتے ہیں۔تو ایسے پیشوا کے لیئے خلعت بھی ایسا ہی آنا چاہیئے
تھا جس میں سارے مذہبوں کا اجتماع ہو۔اس خلعت پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور قرآن کی آیات
لکھکر بھیجنے سے قدرت کا یہ مطلب تھا کہ اے گورو نانک قرآن والے محمدی لوگ بھی تیرے
قایل اور پیرو ہونگے ۱؎۔ اور ہندی و شاستری اور ترکی وغیرہ سے بھی علی ہذا یہ مطلب تھا۔کہ ہندو
وید کے ماننے والے وغیرہ بھی تیرے سکھ ہونگے۔گویا میں نے تیرا جسم ایسا بنایا ہے جس

۱؎ دوسرا ایک اور مطلب بھی قدرت کا اس میں یہ ہے کہ اے گورو نانک محمد کی امت کے لوگ جو قرآن
پڑھنے والے ہیں۔میرے اصل دیوک گیان سے اسوقت تک محروم ہیں۔ان میں سے بہت کم ایسے
ہیں جنہوں نے مجکو صوفی مذہب اختیار کرکے جو ان کو ہندوؤں سے پہنچا ہے۔پایا ہے۔اور باقی سب
اندھیرے میں بھٹک رہے ہیں۔اور وید کے جاننے والوں میں بہت کچھ کمزوری آگئی ہے۔اس لیئے
تو ان کو اس جامہ کیطرح اپنے گلے سے لگا کر اپنے ساتھ لائے۔تاکہ ان کو میرا گیان اچھی طرح پراپت ہو
جاوے۔اور آسانی سے ان کو مکت حاصل ہو۔چنانچہ گورو صاحب نے اس چولہ کے پہننے سے مسلمانوں کو
یہ بتلایا کہ میں وہ ہندو نہیں ہوں جو ان کو اپنے سے دور رکھوں۔مجھے پرمیشور نے تم لوگوں کو بھی اپنے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہیں وید۔ پوران۔ قرآن۔ انجیل سب کی طاقتیں بھر دی ہیں۔ اور تجھ میں ہی نے ایک مکمل پیشوا اپنا دنیا میں بھیجا ہے۔ تجھ پر ایک سربر آوردہ عیب جو تا نکہ کو بھی حرف گیری کی جرأت نہ ہوگی۔ تیری ذات اور تیرا جسم میں نے ایسا پاک بنایا ہے کہ کسی کو کچھ اعتراض کرنیکی جگہ نہ ملیگی۔ اور سب قرآن۔ پوران۔ وید اور انجیل والے تیرے مداح ہوں گے چنانچہ ایسا ہی دیکھنے میں آ رہا ہے۔ کہ ہر مذہب کے لوگ گورو نانک صاحب کے ثنا خواں ہیں۔ حتیٰ کہ اپنے ہی مذہب کا مہاتما اُن کو خیال کرتے ہیں*

اب رہا پانچواں امر کہ چولہ صاحب کی ساکھی اصلی ہے یا بناوٹی۔ اس کی بابت ہمارے خیال میں صرف اسقدر کافی ہے۔ کہ جب چولہ صاحب کی اصلیت کی بابت جو شہادت پیش ہوئی ہے۔ وہی نامعتبر ہے۔ تو یہ کب اعتبار کے لایق ہو سکتی ہے۔ اور پوجاریوں کا بھی روپیہ لیکر چولہ صاحب کا مرزا صاحب کو اچھی طرح سے درشن کرا دینا اور اس کی عبارت کی نقل اتار نے دینا ایک ایسا امر ہے جو صاف ظاہر کرتا ہے۔ کہ وہ طامع شخص ہیں اور طمع والے سے جو چاہو جھوٹ بلوالو۔ انھوں نے ساکھی میں چولہ صاحب کی جسقدر عظمت بیان کی ہے۔ اپنی طمع کی خاطر کی ہے۔ اگر وہ ایسا نہ لکھتے۔ تو اس قدر عالیشان مندر اور پوجا وغیرہ کے انکا سامان کہاں سے بن جاتا۔ ورنہ ہمنے کسی جنم ساکھی یا گوربلاس میں یا بھائی گورداس کی وار میں یہ نہیں دیکھا کہ جو گورو گدی پر بیٹھتا رہا ہے۔ وہ چولے کو سر پر رکھتا رہا ہے۔ گدی کے وقت صرف بابا بڈھے جی آگر گورو نانک صاحب والی سیلی ٹوپی پہنا دیتے تھے۔ اور تلک لگا دیا کرتے تھے۔ اس کے سوا چولے کی بابت ہمنے کہیں نہیں پڑھا اور سنا۔ اور بقول بابا گیان سنگھ صاحب کے سمت ۱۹۱۶ سے پہلے چولہ صاحب کا نام تک کسی کو معلوم نہ تھا اور نہ سوائے اس ساکھی کے اور کہیں یہ پڑھنے میں آیا ہے۔ کہ گورو صاحبان اپنے سر وں

گلے لگانیکی طاقت رکھتی ہے۔ چنانچہ ظاہر ہے۔ کہ گرنتھ صاحب کے ذریعہ سے شدھی سبھا مسلمانو کو شدہ کر کے اپنے ساتھ ملا رہی ہے۔ واہ رے زور صداقت خوب دکھلایا اثر۔ کردیا احمد شار دین نانک سربسر*

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مگر اس چولے کو رکھتے رہے۔ اور جب اس ساکھی کی کسی اور کتاب سے تائید نہیں ہوتی۔ تو سوائے اس کے کہ یہ بناوٹی ہے اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ جنم ساکھی کلاں میں چولہ کی ساکھی کو اس طرح رنگت دیکر انہی لوگوں نے کچھ خرچ کر کے پیچھے سے ڈلوا دیا ہے + اور بالفرض اگر یہ مان بھی لیں کہ یہ ساکھی بالے والی جنم ساکھی سے لی گئی ہے۔ تو اس وقت ہمکو یہ کہنا پڑیگا۔ کہ یہ چولہ جواب موجود ہے۔ وہ اصلی چولہ نہیں ہے۔ جس کا کہ ذکر جنم ساکھی کلاں میں آچکا ہے۔ کیونکہ حلیہ نہیں ملتا ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے۔ کہ روپیہ کمانے کی غرض سے اس کی جگہ یہ ایک اور چولہ بخارا وغیرہ یا کسی فقیر سے خرید لیا ہے۔ اور اس کی جگہ رکھدیا ہے۔ علاوہ اس کے مرزا صاحب کا چولہ کے ثبوت پر گورو نانک صاحب کو مسلمان کہنا بالکل ایسا ہی ہے جیسے کہ ولایت میں جا کر کسی انگریز کے ڈرائینگ روم میں ٹھاکر جی کی مورت یا ہندوؤں کی پوجا کے سامان جو وہ ہندوستان سے بطور عجائبات اور تحفہ لے گیا ہو رکھے ہوئے دیکھکر یہ رائے لگا دینا کہ وہ انگریز ہندو ہے۔ یا اگر ان تحایف کے لیجانیوالا مالک مر گیا ہے۔ تو اس کے لڑکوں سے صرف ان چیزوں کے ثبوت پر جنکو کہ انہوں نے اپنے باپ کے ہندوستان میں جانیکی یادگار سمجھکر بڑی محبت اور حفاظت سے رکھا ہوا ہو۔ یہ کہدینا کہ تمہارا باپ ہندو تھا۔ تم بھی ہندو ہو جاؤ۔ غرض چولہ صاحب کا ثبوت جو مرزا صاحب نے گورو نانک صاحب کے مسلمان اعتقاد رکھنے کے دعوی میں پیش کیا ہے۔ بالکل نکما اور پوچ ہے اور کوئی بھی عقلمند آدمی ایسی کمزور شہادت پر گورو نانک صاحب کی بابت مسلمان ہونیکا فیصلہ نہیں دیگا۔

گورو نانک صاحب نے کبھی ہندوؤں سے قطع تعلق نہیں کیا

مرزا صاحب نے صفحہ ۵ میں یہہ لکھا ہے۔ کہ پس یہ مقام بھی سوچنے کے لایق ہے۔ کہ کیوں ہندوؤں نے باوا نانک صاحب سے اور باوا نانک صاحب نے ہندوؤں سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اُنس نہ کیا۔ اور تمام عمر مسلمانوں سے ہی مانوس رہے۔ اور اسلامی ملکوں کیطرف ہی سفر کرتے رہے۔ کیا اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ باوا صاحب ہندوؤں سے قطع تعلق کر چکے تھے۔ کیا ہندوؤں میں اس کی کوئی نظیر مل سکتی ہے کہ کوئی شخص ہندو ہو کر اپنے تمام تعلقات مسلمانوں سے قایم کرے"؟

ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ مرزا صاحب نے یہ رائے کس ثبوت پر قایم کرلی ہے۔ اور ہندوؤں نے ان سے کب قطع تعلق کیا۔ یا انہوں نے ہندوؤں سے۔ ہندوؤں کے خاندان میں وہ پیدا ہوئے۔ ہندوؤں کے خاندان میں انہوں نے پرورش پائی۔ اور دنیا کو چھوڑتے وقت تک بھی وہ ہندوؤں کے ساتھ رہے۔ یہانتک کہ اس وقت تک ہندو ہی زیادہ ان کے پیرو ہیں۔ پشاور سے لیکر سندھ تک اور ادھر پورب سے لیکر آسام تک سب جگہ گورو نانک صاحب کی بانی کا پرچار ہے۔ کونسی ایسی جگہ ہے۔ جہاں دھرم سالہ نہیں یا گورو نانک صاحب کے پیرو نہیں۔ ہندوستان میں تمام ہندو گورو نانک صاحب کو مانتے ہیں اور ان کو اپنے دھرم کا اوتار خیال کرتے ہیں۔ دیکھو بھوشت پوران کا ادھیائے ۲۸ شلوک ۳۳:-

"ਸ਼ਲੋਕ ॥ ਏਵੰਵੈ ਧਰਮ ਪ੍ਰਾਰੁਣੀ ਭਵਿਸ਼੍ਯਤਿ ਸਦਾ
ਕਲੌ ॥੩੩ ਤਦਾਵੈ ਲੋਕ ਰੱਖ੍ਯਾਰਥੀ ਮਲੇਛਾਨ ਨਾਸ ਹੇਤਵੇ
॥ਪ੍ਰਸ਼ੂਮਤੁ ਸੁਭੇ ਦੇਸ਼ ਬੇਦੀ ਬੰਸ਼ੇਚ ਨਾਨਕੋ॥ ੩੪ ॥ਨਾਮਨ
ਭੂਵਿ ਰਾਜਾ ਰਿਖੀ ਬ੍ਰਮ ਰਯਾਨੰਕ ਮਾਨਸ: ਭਵਿਸ਼ਤਿ
ਕਲੌ ਸਕੰਦ ਤੱਤ੍ਰ ਥਿੱਤਅ ਕਲਿਯਾਹਰੋ॥ ੩੫ ॥ਸਸ਼੍ਰੀ
ਮਨ ਰਾਜ ਸ਼ਾਰਦੂਲਾਨੁਪਾਦਿਸ਼੍ਯਚ ਪੁਨ: ਪੁਨ: ਮਲੇਛ
ਨ ਹਨਿਸ਼੍ਯਤਿ ਸਕੰਦ ਧਰਮ ਤੱਤ੍ਵੋਪਦੇਸ਼ਕ੍ਰਿਤਾ॥ ੩੬ ॥ਤੈ
ਨੋ ਪਦਿਸ਼ੇ ਮਾਰਗੀ ਵੈ ਯੋਗਾਹੀ ਸਯੀਤੇ ਭੂਮਿਪ: ॥ਤੇਵੈ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

"ਰਾਜਨ ਕਿਰਤੰਜੀਤਿ ਤਰਜਨ ਜਿਖਾਨੁਸਾਰਤਾ ॥੩੭॥"

جس کا مطلب یہ ہے کہ "جب سوام کارتک جی نے برہما جی سے کلجگ کا حال پوچھا تو برہما جی نے کہا۔ کلجگ کے شروع میں مسلمان بادشاہ ہوں گے اور وہ ظلم کریں گے۔ پھر مغربی ملک میں گورو نانک بیدی خاندان سے پیدا ہو کر دس روپ دھاریں گے اور اپدیش کر کے دھرم چلائیں گے۔ اور ظلم کو فرو کریں گے۔ ان کے پیرو سنگھ لقب کے آدمی راج کریں گے"۔

اگر آپ اس بات سے کہ گورو نانک صاحب کو اُن کے زمانہ میں بہت سے ہندو برہمن گمراہی کہتے رہے یہ بات نکالتے ہیں تو یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ محمد صاحب کے زمانہ میں اُن کی بھی مخالفت ہوئی۔ اور کوتہ اندیش لوگوں نے ایسا کیا۔ لیکن جہاں مورکھ لوگ اُن کو گراہی کہتے تھے۔ وہاں اُسی وقت اُن کے قایل ہو کر بہت سے ہندو پیرو بھی ہو گئے تھے۔ اِس لیئے یہ کہنا کہ باوا نانک صاحب نے ہندوؤں سے بالکل اُنس نہ کیا۔ سراسر جھوٹ اور بہتان ہے۔ انھوں نے آسا کی وار میں کہا ہے۔ "ہندو صالاہیں صالاہ درشن روپ اپار"۔ یعنی ہندو تعریف کے قابل ہیں۔ اور اُن کا درشن بھی اچھا ہے۔ آپ کا یہ کہنا بالکل لغو ہے۔ کہ وہ اسلامی ملکوں کی طرف ہی سیر کرتے رہے"۔ بلکہ برخلاف اِس کے ہندوں کے جسقدر تیرتھ ہیں۔ سب جگہ وہ تشریف لے گئے۔ پہاڑوں میں جا کر جوگیوں اور سادھوں سے بھی ملاقات کی۔ جیسا کہ اُن کی نہ صرف جنم ساکھیوں سے بلکہ گرنتھ صاحب کی باتیوں سے بھی ثابت ہے۔ باقی رہا چونکہ وہ پرمیشور کی طرف سے ایک کامل پیشوا بن کر آئے تھے۔ اِس لیئے خدا کی طرح اُن کے نزدیک ہندو مسلمان سب ایک تھے۔ اُن کو کچھ مسلمانوں سے نفرت نہ تھی۔ اور جیسے خدا کا بنایا ہوا سورج اپنی روشنی ہر ایک سرزمین پر بلا تمیز ہندو مسلمان عیسائی پہنچاتا ہے اسی طرح گورو نانک صاحب نے جو پرمیشور کی طرف سے بھیجے گئے تھے اپنی روشنی کو صرف ایک ہندوؤں کے ہی ملک میں محدود نہیں رکھا۔ بلکہ مسلمانوں کے ساتھ بھی ملتے جلتے رہے اور اُن کے ملک میں سفر کیا۔ لیکن اُن کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ایسا کرنے سے اُن کو مسلمان کہہ دینا اگر سراسر حماقت اور خباثت نہیں تو اور کیا ہے؟

قولہ۔ بالا صاحب ہندوؤں کی رفاقت سے اِس قدر نا امید ہو گئے۔ کہ اُن کو اپنے معمولی سفروں کے لئے بھی دو ایسے ہندو خادم نہ مل سکے۔ کہ اُن کے موافق ہوں"۔

اِس پر مرزا صاحب نے ایک من گھڑت حاشیہ اور چڑھایا ہے۔ کہ "ایک بالا بھی ہندو خاندان میں سے تھا۔ مگر درحقیقت وہ بالا صاحب کی برکت صحبت سے مسلمان ہو چکا تھا"۔

اقول۔ ہمارے خیال میں نہیں آتا۔ کہ مرزا صاحب کو اس قسم کی بناوٹ اور بے تکی لاف زنی سے کیا فایدہ ہے۔ کیا اُن کی اِن باتوں سے لوگ گورو نانک صاحب کو مسلمان سمجھ لیں گے۔ یہ اُن کا خیال بالکل غلط ہے۔ اِن باتوں سے کبھی کوئی شخص گورو نانک صاحب کو مسلمان نہیں کہیگا۔ ہم کہتے ہیں۔ کہ مردانا ربابی جس کو آپ مسلمان سمجھے بیٹھے ہیں گورو نانک صاحب کی مہربانی سے اور صحبت سے اپنے مذہب کو چھوڑ کر ہندو بن گیا تھا۔ کیونکہ مکہ سے واپس آتے وقت جب راستہ میں مردانا مرنے لگا۔ تو اُس نے گورو نانک صاحب سے وصیت کی۔ کہ مجھکو دفن نہ فرمائیے گا۔ بلکہ ہندوؤں کے مذہب کے موافق جلا دیجئے گا۔ چنانچہ گورو نانک صاحب نے اُن کو ہندوؤں کی رسم کے موافق آگ میں جلا دیا تھا۔ (دیکھو بالا والی جنم ساکھی کلاں صفحہ ۵ء۵) جس سے بھائی بالا کا مسلمان ہونا تو درکنار مردانا بھی مسلمان ثابت نہیں ہوتا۔ اور اِس سے صاف ظاہر ہے کہ گورو نانک صاحب بھی مسلمان نہیں تھے۔ کیونکہ مکہ سے واپس آکر اگر وہ مسلمان ہوتے تو اپنے خادم کو جو پیدایشی مسلمان تھا ہندوؤں کی رسم کے مطابق کیوں جلاتے۔ اور جنہوں نے کہ اپنے پیدایشی مسلمان خادم کو ہندوؤں کی رسم کے مطابق داغ دیا۔ وہ بھلا خود اپنے تئیں قبر میں دفن کرانا کب پسند کرتے تھے۔ اِس لیئے مرزا صاحب کا وہ بیان بھی جو کہ ہو نے گورو نانک صاحب کے دفن ہونے کی بابت صفحہ ۱۱۳ پر لکھا ہے درست نہیں۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

بلکہ محض افترا ہے۔ کیونکہ جنم ساکھی کے جس شبد کا اُنھوں نے حوالہ دیا ہے۔ اس کے
معنی اُنھوں نے اُلٹے کیئے ہیں۔ شبد۔ داغ پونتر دہر دسری۔ دھرتی ہوئے سمائے۔
تاں نکٹ نہ آوے دوزخ سندی بھاہ۔ اس کے معنی یہ نہیں ہیں جو مرزا صاحب نے کیئے
ہیں۔ یعنی "جو لوگ داغ سے پاک ہو کر قبر میں داخل ہوئے۔ دوزخ کی بھاپ ان کے نزدیک
بالکل نہیں آئے گی"۔ بلکہ یہ ہیں۔ کہ داغ جسم کو پوتر یعنی پاک کرتا ہے۔ لیکن جو دھرتی یعنی مٹی
خاک کیطرح عاجزی سے مریں گے۔ اُن کے نزدیک دوزخ کی آگ نہیں آوے گی کیونکہ
جہاں یہ بیان ہے۔ اُس سے پہلے زمین کی عاجزی کا ذکر ہے۔ اور اُس کے بعد ہی عاجزی
کی تعریف ہے۔ اور سارے بیان کے پڑھنے سے معلوم ہوگا۔ کہ ہندو مذہب کی تائید
ہوتی ہے۔ وہاں خلاف رواج ہندو مذہب قبر کا ذکر آنا بالکل بے محل تھا۔ علاوہ اس کے
لفظی معنوں سے بھی وہ مطلب نہیں نکلتا جو کہ مرزا صاحب نے لکھا ہے +

پھر مولا نامی کھتری سیالکوٹ سے گورو نانک صاحب کے ساتھ ایک سفر میں گیا تھا
آپ یہ کہتے ہیں کہ اُن کو کوئی ہندو سفر کے ساتھ جانے والا نہیں ملا +

گورو نانک صاحب مسلمان فقیروں کے مقابر پر جا کر رہنے سے مسلمان نہیں ہو سکتے

چولہ کے بعد مرزا صاحب دوسری دلیل گورو نانک صاحب کے مسلمان ہونیکی بابت
یہ پیش کرتے ہیں کہ اُن کا میل جول عموماً مسلمان فقیروں سے رہا۔ اور انھوں نے مختلف
مسلمان فقیروں کے مقابر پر چلے کھینچے۔ اوّل مثال سرسہ میں شاہ عبد الشکور صاحب کی
خانقاہ کی دیتے ہیں۔ کہ ایک چلہ وہاں کھینچا۔ اور اُن کے نام کا وہ مکان جس میں انھوں
نے چلہ کھینچا اب تک قایم ہے۔ دوسرے ملتان میں شاہ شمس تبریز کے روضہ میں بیٹھ کر چلہ کھینچا

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور اپنے ہاتھ سے یا اللہ کا لفظ لکھکر اُس کے نیچے اپنے پنجہ کی شکل بنادی۔ ہمکو بھی اس سے انکار نہیں ہے۔ لیکن ہم بار بار اس بات کو ظاہر کر چکے ہیں۔ کہ گورو نانک صاحب کے نزدیک ہندو مسلمان سب برابر تھے۔ اُن میں آجکل کے لوگوں کیطرح یا یوں کہو کہ تمام دنیا کی طرح یہ بات نہیں تھی کہ اپنوں سے محبت اور دوسروں سے نفرت بلکہ اُن کے نزدیک اپنے پرائے سب ایک تھے۔ اور کیا مسجد و کیا مندر سب جگہ اُن کو ایک خدا کی نظر آتی تھی۔ چنانچہ جہاں وہ مسلمانوں کے مکانات میں جاکر مسلمان مذہب کے ولی اللہ لوگوں کے ساتھ ملتے تھے۔ اور معرفت کا چرچا کرتے تھے۔ وہاں دوسری طرف ہنود مذہب کے بھگتوں اور مہاتماؤں کے یہاں بھی ضرور جاتے تھے۔ اور اُن سے ست سنگت کرتے تھے جس کی مثالیں ہر ایک ہندو تیرتھ اور بھگتوں کے مکانوں پر موجود ہیں۔ دادو جی۔ رامانند جی۔ کبیر جی وغیرہ سب کے استھانوں پر گورو نانک صاحب کا بھی استھان بنا ہوا ہے۔ جہاں لوگ درشنوں کو جاتے ہیں۔ اور پوجا چڑھاتے ہیں۔ کیا اگر کوئی ہندو کسی مسلمان دوست کے مکان پر جاکر کچھ عرصہ تک ٹھہرے۔ اور وہاں اُس کے مکان میں ایک کمرہ یا کوٹھڑی لیکر اپنی پوجا کرے۔ تو اس خیال سے کہ وہ ایک مسلمان دوست کے گھر جاکر ٹھہرا ہے مسلمان ہوگیا؟ ہرگز نہیں! ہرگز نہیں اسی طرح گورونانک صاحب کا سرسہ میں یا ملتان میں اچھے مسلمان فقیروں کے مقابر پر جاکر بیٹھنا اور عبادت کرنا یہ نہیں ثابت کرسکتا۔ کہ وہ مسلمان تھے۔ علاوہ اس کے صوفی مذہب کے جسقدر مسلمان فقیر ہو گذرے ہیں۔ وہ اسلام کی شرع کے بالکل پابند نہیں ہوئے۔ شمس تبریز نے اپنی کھال اُتروا ڈالی۔ لیکن شرع کی پابندی منظور نہ کی۔ وہ لوگ بالکل ویدانتی تھے۔ اور اُن کے کلام سے بالکل ویدانت ظاہر ہوتا ہے۔

باقی رہا یا اللہ کا لفظ لکھنے سے جو معنی کہ مرزا صاحب نکالتے ہیں وہ نہیں ہیں۔ بلکہ

ط مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ کہ اللہ کا اسم قرآنی اسماء میں سے اسم اعظم ہے۔ اور باوا صاحب کا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پھر ہیں کہ صرف ایک اللہ ہے اور اس کے نام کیساتھ محمد الرسول اللہ جو بڑھایا گیا ہے یہ بالکل فضول ہے میں اُن کا قائل نہیں۔ صرف ایک اللہ کا قائل ہوں۔ اگر وہ مسلمان ہوتے تو جہاں اُنہوں نے اللہ لکھا تھا وہاں ساتھ ہی محمد الرسول اللہ بھی ضرور لکھ دیتے۔ وہ محمد صاحب کو ایک انسان سمجھتے تھے۔ اور انسان جو ہمیشہ خطاوار ہے چاہے خدا اُسکو اپنے فضل وکرم سے مقبول کرے تاہم وہ اُس پاک پروردگار بے عیب کے درجہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ اس لئے اُسکے مبارک نام کے ساتھ کسی اور کا نام شامل کرنا بالکل ٹھیک نہیں۔ چنانچہ ایک مسلمان شیخ فقیر نے گورونانک صاحب سے کہا کہ "اول نام خدا یا دوجا نبی رسول۔ نانک کلمہ جے پڑھیں تاں درگہ پویں قبول"۔ اس کا جواب گورونانک صاحب نے یہ دیا کہ "اول نام خدا یا دو کیتڑے رسول شیخا نیت راس کرتاں درگہ پویں قبول۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ گورونانک صاحب مسلمانی کلمہ کے اس مقام سے جہاں سے محمد صاحب کا نام شروع ہوتا ہے قائل نہیں تھے۔ اور نہ وہ محمد صاحب کو دنیا کی نجات کا ذریعہ خیال کرتے تھے۔ پس جنکا یہ خیال ہو ان کی نسبت یہ لکھنا کہ اُنہوں نے کلمہ پڑھا اور ملتان وغیرہ مقامات میں نماز ادا کی اور مسجد میں جاکر وہاں قرآن پڑھتے رہے سراسر جھوٹھ اور بہتان ہے۔ اور دنیا میں کونسی ایسی معقول عدالت ہوگی جو ایسے لچر اور بناوٹی گواہوں پر فیصلہ دیدیگی کہ گورونانک صاحب

یا اللہ اپنے ہاتھ سے لکھنا اور پھر اسکے نیچے اپنے ہاتھ کی شکل بنا کر رکھ دینا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اے وہ اللہ جو محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ظاہر ہوا دیکھ کہ تیری طرف آگیا ہوں اور تیرا تابعدار ہوگیا ہوں سو تو رحم کرکے میری دستگیری کر کہ میں تیری ہی آستانہ پر کھڑا ہوں"۔ کیا خوب!! من گھڑت معنے لکھتے یا جعل بناتے مرزا صاحب کو شرم نہیں آتی۔ کیا اللہ صرف محمد صاحب پر ہی ظاہر ہوا۔ اور کسی پر ظاہر نہیں ہوا۔ بھلا کوئی بھی عقلمند آدمی آپکی اس بات پر یقین لائیگا کہ خدا اور کسی پر ظاہر نہیں ہوا"۔ اگر گورونانک صاحب کا ایسا خیال ہوتا تو وہ ضرور اللہ کے ساتھ محمد کا نام لکھدیتے۔ اور چونکہ اُنہوں نے ایسا نہیں کیا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اُنکا یہ خیال نہیں تھا۔ اور جب اُنکا یہ کلام ہے کہ "دو کیتڑے رسول"۔ تو ممکن نہیں کہ اُنکے دل میں یہ بات ہو جیسی کہ مرزا صاحب لکھتے ہیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مسلمان تھے ؟ باقی رہا ملک عرب میں جب وہ مکہ وغیرہ کی سیر کو گئے تو وہاں چونکہ سوائے مسلمانوں کے اور کسیکو جانے نہیں دیتے تھے۔ جاہلوں سے اپنی جان کی حفاظت کے لئے جو ہر ایک مذہب کے رو سے انسان کا اول فرض ہے البتہ مصلحتاً گورو نانک صاحب نے حاجیوں کا بھیس کر لیا تھا۔ چنانچہ اس بات کا جواب ہم بڑی معقولیت کے ساتھ پیچھے دے آئے ہیں یہاں کچھ ضرورت دوہرانے کی معلوم نہیں ہوتی۔ سوائے ملک عرب کے

ف مرزا صاحب نے حاشیہ صفحہ ۵۶ کے صفحہ ب میں لکھا ہے "کہ جب بابا نانک صاحب فریب کے طور پر مسلمان بنکر مکہ میں گئے ہوں گے تو راہ میں بار بار اُن کو اپنے قافلہ کے ساتھ جھوٹھ بولنا پڑتا ہو گا۔ اور ہر ایک کو محض دروغگوئی کے طور پر کہتے ہونگے کہ میں مسلمان ہوں اور دکھلانے کے لئے کلمہ بھی پڑھتے ہوں گے اور پنج وقت نماز بھی پڑھتے ہوں گے کیونکہ یہ تو ظاہر ہے کہ جو کوئی مسلمانوں کے ساتھ ملکر اور بظاہر مسلمان بنکر سفر کرے وہ نماز پڑھنے سے اپنے تئیں روک نہیں سکتا بالخصوص جبکہ کسی نے حاجیوں کے ساتھ خانہ کعبہ کا قصد کیا ہو تو کیونکر ممکن ہے کہ وہ جماعت کیساتھ نماز نہ پڑھے اور قافلہ کیلوگ اس سے دریافت نکریں کہ کیا وجہ کہ آج تو نے نماز نہیں پڑھی۔ غرض ایسا مکر و فریب کہ اندر سے ہندو ہونا اور بظاہر کلمہ بھی پڑھنا روزہ بھی رکھنا اور حاجیوں کے ساتھ حج کرنے کے لئے جانا کسی نیک انسان سے ہرگز صادر نہیں ہوسکتا بلکہ ایسی حرکتیں صرف ان لوگوں سے سرزد ہوتی ہیں جن کو خدا تعالے پر بھی ایمان نہیں ہوتا۔ اور نفسانی اغراض کے لئے بہروپیوں کی طرح اپنی زندگی بسر کرتے ہیں" مگر مرزا صاحب کو یہ معلوم نہیں کہ گورو نانک صاحب کعبہ کو کس لئے گئے تھے۔ صرف اپنے خادم بھائی مروانا کی درخواست پر اسکو دکھلانے لے گئے تھے اور وہ حاجیوں کے ساتھ قافلہ میں ہو کر کبھی نہیں گئے جو انکو ایسا اتفاق پڑتا جیسا مرزا صاحب بیان کرتے ہیں۔ گورو نانک صاحب میں پرمیشور پرماتما نے وہ طاقت اور

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ان کا پنجاب میں واپس آ کر کبھی مسلمانوں کے بھیس میں ہونا اور عرب کی طرح کتاب ہاتھ میں رکھنا اور نماز و قران پڑھنے کی نیت سے مسجد میں جانا کسی جنم ساکھی سے ثابت نہیں ہے۔ شروع شروع میں جب دولت خاں لودھی نے آپکو قاضی کے ساتھ مسجد میں جا کر نماز پڑھنے کے لئے کہا تھا۔ تو وہ مسجد میں صرف اس بات کے ثابت کرنے کے لئے گئے تھے کہ تم لوگ جو نماز پڑھتے ہو وہ صرف ظاہرا دکھلاوے کے واسطے کرتے ہو۔ ورنہ تمہارا دل کہیں اور ہوتا ہے۔ اور جسم کہیں اور۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا تھا کہ قاضی صاحب کا دھیان تو اپنے گھر میں بچھڑے کی طرف چلا گیا تھا۔ اور نواب کا کابل میں گھوڑوں کی خرید و فروخت میں۔ مرزا صاحب اس بارہ میں لکھتے ہیں کہ اگر وہ نماز نہ پڑھتے ہوتے تو مسجد میں قاضی کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے طیار کیوں ہو جاتے۔ لیکن انکو یہ نہیں معلوم کہ انہوں نے وہاں جا کر نماز نہیں پڑھی۔ اور نہ قاضی کے پیچھے جماعت کے ساتھ اُٹھے بیٹھے۔ اور جب اُن سے پوچھا گیا کہ کیوں ایسا نہیں کیا تو انہوں نے قاضی صاحب کے دل کا حال بتا دیا۔ اگر وہ مسلمان ہوتے تو ضرور نماز ادا کرتے۔ باقی رہا قاضی کے دل کا حال وہ بعد میں بتلا دیتے یا اُس سے علیحدہ ہو کر تنہا نماز ادا کرتے۔ علاوہ اس کے وہ گورو نانک صاحب کے تارک ہونے کا ابتدائی زمانہ

قدرت بخشی تھی جسکے ذریعہ سے وہ خیال کیساتھ ہی جہاں چاہتے وہاں پہنچ جاتے چنانچہ جنم ساکھیوں میں بھی اسطرح لکھا ہے کہ جب مردانا نے درخوست کی کہ بابا صاحب میں مکہ دیکھنا چاہتا ہوں تو گورو نانک صاحب نے کہا کہ آنکھ بند کر اور پھر آنکھ کھولنے پر اسنے اپنے آپکو مکہ میں داخل پایا۔ اس لئے بار بار انکو جھوٹھ بولنے بولانے کی کوئی ضرورت نہیں پڑی۔ اور اگر کہیں کسی سے سوال و جواب کا موقع ملا بھی ہے تو اُنہوں نے اس قسم کی گفتار کی ہے جس سے انکا پنتھ قائم رہے جیسے اس سوال کے جواب میں کہ تمہارا کیا مذہب ہے انہوں نے کہا۔ کہ ہندو کہاں تو ماریئے مسلمان بھی ناہیں پانچ تت کا پتلا ہیں کھیلے ماہنہ +

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور اُس زمانہ کی بابت خود مرزا صاحب کی تحریر سے ثابت ہے کہ وہ مسلمان نہیں تھے
گورو نانک صاحب کی سوانح عمری سے ثابت ہے کہ وہ عموماً جہاں کہیں جاتے
شہر کی آبادی سے باہر استھان یا قبرستان وغیرہ میں مقام کرتے۔ اور یہی مقامات ایسے
ہیں جہاں جانے سے خود بخود خدا یاد آتا ہے۔ کوئی ملتان یا سرسہ کی نئی بات نہیں ہے
اور جس کوٹھری میں گورو نانک صاحب کا مقام کرنا بتلایا جاتا ہے اُس کا رو بقبلہ
ہونا گورو نانک صاحب کے مسلمان ہونے کی کوئی دلیل کافی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ یہ کہیں نہیں
بیان کیا گیا ہے کہ گورو نانک صاحب نے خود اس کوٹھری کو اپنے واسطے بنایا۔
بلکہ بنی بنائی کوٹھری میں جا بیٹھے۔ اور کچھ عرصہ تک وہاں قیام رکھا۔ مسلمان ان کو ایک
مشہور خدا شناس و رسیدہ بزرگ سمجھتے ہی تھے۔ اور ان کا کلام بھی صلح کل تھا۔ اُن کے
نام سے وہ کوٹھری مشہور ہو گئی۔ اور چونکہ ہندو بھی انکو اپنا گورو سمجھتے تھے۔ مجاوروں
کو ان کی حد میں ایسا موقع ملنے سے ٹکے اُگرا لینے کا ایک اچھا بہانہ ہاتھ لگا۔ چنانچہ
اُنھوں نے اس کے متعلق ایک روایت بھی ایسی گھڑ لی۔ جس کے ذریعہ سے مسلمانوں
کو بھی شکایت نہ ہو۔ لیکن افسوس مرزا صاحب کی تحقیقات ان مقامات کے متعلق بالکل
نامکمل ہے۔ وہیں پرہلاد بھگت کا بھی مکان ہے۔ ہمکو بھی بذات خاص دو سال کا
عرصہ ہوا کہ اُس جگہ جانے کا اتفاق ہوا تھا۔ یہ کوٹھری جہاں گورو نانک صاحب نے
مقام فرمایا تھا پرہلاد بھگت کے مکان کے قریب ہے۔ بلکہ شاید دیوار تک ملی
ہے۔ گورو نانک صاحب وہاں پر اس لئے گئے تھے کہ اس مقام پر پرہلاد بھگت
کو درشن ہوا تھا۔ اور نرسنگھ اوتار روپ دھار کر مہاراج نے اُسکی سہائیتا کی تھی۔ نہ کہ مسجد
میں نماز پڑھنے شمس تبریز وغیرہ فقیروں نے بھی پرہلاد بھگت کی سیوا سے یہ درجہ حاصل
کیا اور انکو ایسا اچھا گیان ہو گیا کہ الٹی کھال اُتروا ڈالی۔ لیکن محمدی شرع کی پابندی
قبول نہ کی۔ مسلمان فقرا نے جسقدر حاصل کیا ہے وہ ہنود کے مہاتما رشیوں کی سچی تعلیم سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور اُن کو ہندو مذہب سے بہت محبت تھی۔ لیکن چونکہ وہ جانتے تھے کہ ہندؤں میں اس قسم کا تعصب آگیا ہے کہ وہ اور کسی کو اپنے پاک مذہب میں شامل نہیں کرتے۔ اور نہ وہ لوگ اسلام ترک کرنے پر ہندوؤں میں شامل ہو سکتے تھے۔ اس لیئے انہوں نے ظاہرا اپنا مذہب اسلام رکھا۔ لیکن نماز روزے وغیرہ کی پابندیوں سے بالکل بیزار رہے۔ اور نہ اسلام کی شرع قبول کی چنانچہ اُن کے کلام سے ظاہر ہے۔ کہ نہ وہ ہندو تھے نہ مسلمان تھے۔ اور مذہبی تعصب اُن لوگوں میں بالکل نہ تھا۔ اور چونکہ گورو نانک صاحب ایسے شخصوں کو پسند کرتے تھے۔ اِس لیئے اُن کے مکانوں پر جاتے تھے۔ اور وہاں بیٹھتے تھے۔ شمس تبریز صاحب کا یہ قول ہے۔ کہ

چہ تدبیر اے مسلماناں کہ من خود را نمیدانم۔ نہ ترسا یہودی ام نہ گبرم نہ مسلمانم ٭ نہ شرقی ام نہ غربی ام نہ بحری ام نہ بری ام۔ نہ از ملک عراقی ام نہ از خاک خراسانم ٭ نہ از خاکم نہ از آبم نہ از بادم نہ از آتش۔ نہ از آدم نہ از حوا نہ از فردوس رضوانم ٭ مکانم لامکاں باشد نشانم بے نشاں باشد۔ نہ تن باشد نہ جاں باشد نہ باشد عشق جانانم ٭ الا یا شمس تبریزی چرا مستی درین عالم۔ بجز مستی و مدہوشی دگر چیزے نمیدانم

پس ثابت ہوا کہ یہ لوگ جن کے مکانوں پر گورو نانک صاحب گیئے بلا تعصب تھے۔ اور اُن کا مذہب صرف ایک وحدانیت تھا ہندو مسلمان اُن کے نزدیک سب ایک نظر آتے تھے۔ اور ایسے بے تعصب لوگوں کے مکان پر جا رہنے سے یہ کسی طرح پر ثابت نہیں ہوتا۔ کہ گورو نانک صاحب مسلمان تھے ٭

گورو نانک صاحب تناسخ کے قایل تھے

چونکہ گورو نانک صاحب کے شبدوں سے صاف صاف ظاہر ہے۔ کہ گورو نانک صاحب تناسخ کے قایل تھے۔ اور اُسی تناسخ کے قایل تھے جس کے کہ آریہ لوگ ہیں۔ اِس لیئے گورو نانک صاحب مسلمان ہرگز نہیں ہو سکتے۔ لیکن مرزا صاحب فرماتے ہیں۔ کہ ہمیں باوا صاحب کے کلامات کا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بخوبی علم ہے۔ اور ہمنے قریباً ۴۲ سال تک یہ شغل رکھا ہے۔ باوا صاحب اس تناسخ کے ہرگز قایل نہیں جس کے آریہ قایل ہیں جیسا کہ وہ آپ فرماتے ہیں" :- اوّل اللہ نور اُپایا قدرت کے سب بندے ایک نور سے سب جگ اُپجیا کون بھلے کون مندے"۔ یہ شبد باوجود ۳۰ برس تک گورو نانک صاحب کے کلامات کا شغل رکھنے کے بھی مرزا صاحب نے افسوس ہے کہ صحیح نہیں لکھا۔ جب گرنتھ کی صحت الفاظی بھی ۳۰ برس تک کے شغل سے نہ آئی۔ تو بھلا معنی یا شرح جو مرزا صاحب نے گورو نانک صاحب کے شبدوں کے کئے ہیں کب صحیح اور قابل اعتبار ہو سکتے ہیں۔ مرزا صاحب اس شبد کی تشریح کرتے ہوئے یوں لکھتے ہیں۔ کہ :-

"خدا نے پہلے نور پیدا کیا۔ اور پھر اُسی نور سے تمام دنیا کو پیدا کیا۔ پس یہ تفریق کیونکر ہو۔ کہ پیدایش کی رو سے کوئی بھلا اور کوئی بُرا ہے۔ یعنی یہ کہنا کہ کوئی جزا کے طور پر پیدا ہوا اور کوئی سزا کے طور پر یہ سراسر غلطی ہے۔ کیونکہ سب نور سے پیدا ہوئے ہیں۔ یہ شعر باوا صاحب کا آواگون یعنی تناسخ کے رد میں ہے۔ یہ کہنا پڑتا ہے کہ نیک عمل والوں کو اچھا جنم ملا اور بدعملوں والوں کو بُرا جنم ملا۔ لیکن حق یہ ہے جو باوا صاحب نے فرمائی۔ کہ روحوں میں پیدایش کی رو سے نیک و بد کی تقسیم نہیں ہو سکتی"۔

اس شبد کا ثانی مصرعہ جان بوجھ کر مرزا صاحب نے نہیں لکھا۔ ورنہ یہ ثابت ہو جاتا کہ گورو نانک صاحب کا اصل کیا مذہب تھا۔ افسوس ہے مرزا صاحب گورو نانک صاحب کے شبدوں کی واقفیت کا دعویٰ تو کرتے ہیں۔ لیکن اُن کی تحریر سے اُن لوگوں کو جو گرنتھ صاحب کو اچھی طرح جانتے ہیں صاف معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ مرزا صاحب کا ایسا دعویٰ کرنا سوائے مشیخت اور ڈینگ کے جو ایک روحانی آدمی کا کام نہیں کچھ زیادہ حیثیت نہیں رکھتا ہے۔ مرزا صاحب!!! گورو نانک صاحب کے شبد اور اُن کا باریک مطلب صرف اُن لوگوں کو ٹھیک ٹھیک سمجھ میں آتا ہے جن کے دل صاف ہیں۔ اور سچے و پاک دل آدمی ہیں۔ نہ کہ اُن کو جن کی آنکھوں میں تعصب کی چربی چھائی ہوئی ہو۔ اور مکاری و فریب اور مفسدہ پردازی کے سوا اُن کا اور کچھ وطیرہ نہ ہو۔ افسوس! مرزا صاحب نے شبد تو اپنے دعوے کے ثبوت میں تلاش کر کے رکھدیا۔ لیکن اُن کو یہ معلوم نہ ہوا کہ یہ شبد کس موقع کا ہے۔ اور کب گورو نانک صاحب نے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کرتا تھا +

گورونانک صاحب کا ایک بڑا بھاری اصول یہ تھا۔ کہ وہ کسی کا دل دکھانا نہیں چاہتے تھے۔ اور اُن کو دنیا کے سارے مذاہب میں سچائی نظر آتی تھی۔ اور چونکہ وہ خود سچے تھے۔ اُن کو ہر ایک جگہ حق دکھلائی دیتا تھا۔ ہمارے اور آپ کی طرح فروعات پر وہ کبھی نظر نہیں ڈالتے تھے۔ اور نہ وہ ہماری آپکی طرح ایسی خودغرض اور نفس پرور تھے۔ کہ سوائے اپنے مذہب اور اپنی بات کے دوسرے کی چیز اچھی معلوم ہی نہیں ہوتی۔ اور دوسرے کی عیب جوئی کیطرف بہ نسبت اپنی برائیوں کے زیادہ تر خیال دوڑتا ہے۔ اصل میں بات یہ ہے کہ گورونانک صاحب نے عنقریب تمام دنیا کا سفر کیا۔ اور ہر فرقہ اور ہر مذہب کے لوگوں سے وہ ملتے رہے۔ اور چونکہ اُن کی نظروں میں کوئی بھی فرقہ یا مذہب حق سے خالی نہ دکھائی دیتا تھا۔ اس وجہ سے جس مذہب والے سے ملتے تھے۔ اُس سے اُس کے مذہب کے موافق ہی گفتگو کرتے تھے۔ اور اُس کو اُن کی مذہبی اصطلاحات میں حق کی ہدایت کرتے تھے کسی کو یہ نہیں کہتے تھے۔ کہ تیرا مذہب بُرا ہے۔ کیونکہ ایسا کہنے سے اُن کا دل دکھنا ایک ضروری امر تھا۔ اور جب دل دکھا تو ہدایت وہ کب قبول کرنے لگا۔ بلکہ بجائے فایدہ کے اُلٹا نقصان ہوتا ہے۔ اور ہر جگہ خواہ مخواہ کے لئے فضول جھگڑا بڑھ جاتا ہے۔ چنانچہ جس موقع "اول اللہ نور اُپایا" کا شبد گورونانک صاحب نے فرمایا تھا۔ اُس وقت ایک مسلمان صاحب گورونانک صاحب کے پاس آئے تھے۔ اور انہوں نے یہ سوال کیا تھا۔ کہ بابا صاحب ہندو اچھے ہیں یا مسلمان؟ جس کے جواب میں گورونانک صاحب نے کبیر جیکا یہ شبد پڑھا کہ: "اول اللہ نور اُپایا قدرت کے سب بندے + ایک نور سے سب جگ اُپجیا کون بھلے کو مندے + لوگا بھرم نہ بھولو بھائی + خالق خلق میں خالق رہ رہیا سب ٹھائیں" +

اب گویا مسلمانوں کے مذہب میں دنیا کی پیدایش خدا کے نور سے ہے۔ اسواسطے گورو صاحب نے اُس مسلمان سے کہا کہ (بھائی جب تیرے مذہب میں یہ بات لکھی ہے) کہ اول خدا نے نور پیدا کیا۔ اور اُس کی قدرت سے سب آدمی پیدا ہوئے ہیں۔ (تو پھر بتلا) کہ جب ایک نور سے ساری دنیا پیدا ہوئی ہے۔ (جس میں ہندو مسلمان سب ہیں) تو پھر کس کو اچھا کہا جائے۔ اور کس کو بُرا۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اے بھائی لوگو اس وہم میں مت پڑو۔ یا نہ بھولے بھٹکو۔ اب اس سے آگے بڑھ کر اپنے اصل ویدانت کے مت کو ظاہر کر کے یہ بتلایا ہے۔ کہ خالق خلق ہے۔ (کیونکہ) خلق میں خالق ہے"۔ کوئی بھید نہیں ہے۔ یہ سب جگت اُسی کا روپ ہے۔ کیونکہ وہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے۔ ذرہ ذرہ میں موجود ہے۔ یہ آخری فقرہ ایسا کہا جس سے کسی مسلمان کو انکار نہیں ہو سکتا۔ اور اس کے کہنے سے اپنے ویدانت نے دعویٰ کو جو خالق خلق میں خالق کے کہنے سے کیا نہیں ثابت کر دیا؟ اور یہ جواب اُس مسلمان کو ایسا لاکہ پھر وہ لاجواب ہو کر خاموش ہو رہا۔ اب اس شبد کے آخری حصّہ کو چھوڑ کر صرف پہلے شبد کو پیش کر کے دنیا کو اصل بات سے اندھیرے میں رکھ کر مرزا صاحب نے یہ یقین دلانیکی کوشش کی ہے۔ کہ وہ تناسخ کے قائل نہیں تھے۔ لیکن مرزا صاحب گورو نانک صاحب کے دوسرے شبدوں کو پڑھنے سے جو گرنتھ صاحب میں تناسخ کی تائید میں بھرے پڑے ہیں۔ اور ایسے صاف الفاظ میں ہیں۔ کہ جن سے وہ معنی یا اس قسم کا تناسخ جس کے مرزا صاحب قائل ہیں نہیں نکل سکتے +

گوجری راگ میں گورو نانک صاحب کا شبد ہے :-

"ਓਇ ਜੀ ਜਨਮਿ ਮਰੇ ਆਵੈ ਫੁਨਿ ਜਾਵੈ ਬਿਨੁ ਗੁਰ ਗਤਿ ਨਹੀ ਕਾਈ ॥"

"اُوے جی جنم مرے آوے پھُن جاوے بِن گور گت نہیں کائی"۔ یعنی یہ انسان پیدا ہوتا ہے۔ مرتا ہے۔ آتا ہے۔ پھر جاتا ہے۔ یعنی بار بار جنم لیتا ہے۔ بغیر گورو کے نجات نہیں ہوتی ہے +

پھر سورٹھ راگ میں فرماتے ہیں :-

"ਸਤਿਗੁਰ ਬੰਧਨ ਤੋੜੇ ਨਿਰਾਰੇ ਬਹੁੜਿ ਨ ਗਰਭ ਮਝਾਰੀ ਜੀਉ ॥"

"ست گور بندہن توڑ نرارے۔ بہوڑ نہ گربھ مجھاری جیو"۔ ستگورو جنم مرن کی قید توڑ کر علیحدہ کر دیتے ہیں یعنی مکت دیدیتے ہیں۔ پھر گربھ یعنی حمل میں انسان نہیں آتا +

"ਪੀਵਹੁ ਅਪਿਉ ਪਰਮ ਸੁਖੁ ਪਾਈਐ ਨਿਜ ਘਰਿ ਵਾਸਾ ਹੋਈ ਜੀ-ਉ ॥ ਜਨਮ ਮਰਨ ਭਵ ਭੰਜਨ ਗਾਈਐ ਪੁਨਰਪਿ ਜਨਮੁ ਨ ਹੋਈ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ਜੀਉ॥"

امرت پینے سے اعلیٰ درجہ کا سکھ ملتا ہے۔ اور اپنے مکان کی رہایش مل جاتی ہے۔ جنم مرن کا خوف ٹوٹ جاتا ہے۔ اور پھر بار بار جنم نہیں ہوتا +

"ਸਤਿਗੁਰ ਸੇਵੇ ਤਾਂ ਸੁਖ ਪਾਏ ਭਾਈ ਆਵਣੁ ਜਾਣੁ ਰਹਾਈ॥"

ست گور کی سیوا یعنی خدمت سے آرام ملتا ہے بھائی۔ اور آنا جانا یعنی تناسخ سے بچ جاتا ہے +

پھر وہنا سری راگ میں گورو نانک صاحب ایک چھند میں یہ فرماتے ہیں :-

"ਮਸਤਕ ਲਿਖਿਆੜਾ ਲੇਖੁ ਪੁਰਬਿ ਕਮਾਇਆ ਜੀਉ। ਪੁਰਬਿ ਕਮਾਇਆ
ਅਗੋ ਤਿਸੁ ਭਾਇਆ ਕਿਆ ਜਾਣਾ ਕਿਆ ਹੋਸੀ॥

جو پیشانی میں پچھلے جنم کا لکھا ہوا تھا وہ ملا۔ پچھلے جنم کی کمائی کا جو نوشتہ ہے۔ نہیں مٹ سکتا نہیں معلوم کیا ہو گا +

پھر سوہی راگ میں گورو نانک صاحب کا شبد ہے :-

"ਜਿਨ ਸੇਤੀ ਗੱਤਿਆ ਜਨਮ ਨ ਦੂਜੀ ਵਾਰ ਜੀਉ॥"

جنکے (پرمیشور پرماتما) سے پریت لگانے سے دوسری مرتبہ پیدایش کی تکلیف نہیں ہوتی +

"ਜਿਉ ਆਰਣ ਲੋਹਾ ਪਾਇ ਭੰਨਿ ਘੜਾਈਆ। ਤਿਉ ਸਾਕਤ ਜੋਨੀ
ਪਾਇ ਭਵੈ ਭਵਾਈਆ॥੧॥"

جسطرح لوہے کو آہرن پر رکھکر گھڑا جاتا ہے۔ اسی طرح گنہگار جون میں یعنی تناسخ میں پھرتا رہتا ہے +

پھر رام کلی راگ میں گورو نانک فرماتے ہیں :-

"ਹਰਿ ਨਾਮੁ ਚੇਤਿ ਫਿਰਿ ਪਵਹਿ ਨ ਜੂਨੀ। ਗੁਰਮਤੇ ਸਾਰੁ ਹੋਰ ਨਾਮ ਬਿਹੂਣੀ

پرمیشور کے نام کو یاد کرو۔ تاکہ پھر جون یعنی پیدایش میں نہ آؤ +

پھر مارو راگ میں :-

"ਪੂਰਬ ਜਨਮ ਕੇ ਲੇਖੁ ਨ ਮਿਟਈ ਜਨਮਿ ਮਰੈ ਕਾ ਕਉ ਦੋਸੁ ਧਰੈ"

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پورب جنم کو لیکھہ نہ مٹی یعنی گذشتہ جنم کا جو نوشتہ ہے وہ نہیں ہٹ سکتا۔ اُس کا پھل ضرور بھوگنا پڑے گا +

پھر گوڑی محلہ پہلا میں یہ شبد ہے:۔

"ਰਾਮ ਭਗਤਿ ਗੁਰ ਸੇਵ ਤਰਣਾ॥ਬਾਹੁੜਿ ਜਨਮ ਨ ਹੋਇਹੈ ਮਰਣਾ॥"

پرمیشور کی بھگتی اور گورو کی سیوا کرنے سے پھر جنم اور مرن (کی تکلیف) نہیں ہوگی +

سارنگ وار محلہ پہلا :۔

"॥ਜੁੜਿ ਜੁੜਿ ਵਿਛੁੜੇ ਵਿਛੁੜਿ ਜੁੜੇ॥ਜੀਵਿ ਜੀਵਿ ਮੁਏ ਮੁਏ ਜੀਵੇ ॥ਕੇਤਿਆਂ ਕੇ ਬਾਪ ਕੇਤਿਆਂ ਕੇ ਬੇਟੇ ਕੇਤੇ ਗੁਰ ਚੇਲੇ ਹੂਏ॥ਆਗੈ ਪਾਛੈ ਗਣਤ ਨ ਆਵੈ ਕਿਆ ਜਾਤੀ ਕਿਆ ਹੁਣ ਹੂਏ॥"

(کئی بار) مل مل کر جدا ہوئے۔ اور جدا ہو کر پھر ملے۔ (اسی طرح (کئی بار) زندہ رہ رہ کر مر گئے (اور پھر) زندہ ہوئے۔ کتنوں کے باپ کتنوں کے بیٹے ہوئے۔ اور کتنوں کے گورو اور کتنوں کے چیلے۔ آگے پیچھے کا کچھ شمار نہیں آتا۔ کیا ذات تھی اور کیا اب ہے۔ وغیرہ +

اب ان شبدوں سے جو گورو نانک صاحب کی زبان مبارک سے اکال پرکھ[۱] کے حکم میں نکلے۔ اُن سے ثابت ہے کہ تناسخ صحیح ہے۔ اور گورو نانک صاحب اِس کے قایل تھے[۲]۔ اور جب

---

۱ اکال پورکھ یعنی خدا کے حکم سے۔ اِس لیئے کہ گورو صاحب جو شبد اپنی زبان مبارک سے کہتے تھے۔ وہ اکال پورکھ کے اشارہ سے کہتے تھے چنانچہ انہوں نے ایمن آباد کے مقام میں بھائی لالو جی سے کہا۔ کہ "جیسی میں آوی خصم کی بانی تیسڑا کریں گیان وے لالو" یعنی جو کچھ خصم یعنی مالک کی بانی (ارشاد) مجھ میں آتی ہے۔ ویسا ہی تو یقین کر لا لو۔ کہ میں کہتا ہوں۔ اِس سے صاف ظاہر ہے۔ بلکہ ثابت ہوا۔ کہ جو کچھ وہ کہتے تھے۔ اکال پورکھ کا حکم تھا +

۲ نانک پرکاش میں لکھا ہے۔ کہ گورو نانک صاحب دوسری بار مولا کھتری سے ملنے گئے۔ اور اُس کو اس کے رشتہ داروں نے عجب اِس خوف سے چھپا دیا۔ کہ وہ گورو نانک صاحب کے ساتھ پہلی دفعہ کی طرح نہ چلا جاوے۔ اور وہاں مولا کھتری کو سانپ نے ایسا ڈسا کہ وہ وہیں مر گیا۔ اور اس کے رشتہ دار یہ یقین کر کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تناسخ تھے۔ تو مسلمان کسی طرح سے نہیں ہو سکتے +

جواب الجواب اخبار خالصہ بہادر نمبر ۶

ہمارے سب اڈیٹر صاحب نے ہماری غیر حاضری میں مرزا صاحب کا اشتہار دیکھکر کچھ مختصر طور پر اس کا جواب اپنے پرچہ نمبر ۶ - مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۸۹۵ء بحوالہ خالصہ گزٹ گو لکھی دیا تھا جس کا معقول جواب افسوس ہے کہ جب مرزا صاحب کو ہاتھ نہ آیا۔ تو انہوں نے عبارت کو بہت طول طویل اور پیچدار کر کے انہی دو ایک باتوں کو جنہیں وہ اپنی کتاب کے آغاز میں پہلے ہی کہہ آئے تھے ۔ مکرر سہ کرر بیان کیا ہے۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ :-

"اس اخبار کے اڈیٹر صاحب کو یہ بات نہایت مستبعد معلوم ہوئی ہے۔ کہ باوا نانک صاحب اہل اسلام میں سے تھے۔ اس لیئے وہ نہایت سادگی سے فرماتے ہیں۔ کہ اصل بات یہ ہے۔ کہ باوا صاحب نہ ہندو مت کے پابند تھے۔ اور نہ مسلمان تھے۔ بلکہ صرف واحد خدا پر اُن کا یقین تھا۔ اب ناظرین سمجھ سکتے ہیں۔ کہ اڈیٹر صاحب کی اس تقریر کا خلاصہ یہی ہے۔ کہ باوا صاحب نہ تو وید کو پرمیشر کی کہ چونکہ ہمنے اپنے مہاتما سادہو سے اُس کو چھپایا تھا اس لیئے اُس کو سانپ ڈس گیا۔ اور وہ اُس کی لاش گو گورو نانک صاحب کے پاس لے آئے۔ اور کہا کہ آپ بخش دیجیئے۔ اب اس کو زندہ کر دیجیئے جن کے جواب میں گورو نانک صاحب نے فرمایا کہ جاؤ اب کچھ نہیں ہو سکتا۔ جو کچھ ایشور کا حکم تھا وہ ہوا۔ لیکن جب ہم چھٹا جامہ پہنینگے یعنی چھٹے گورو کے قالب میں آدیں گے۔ تو اس وقت اس کا اودھار کریں گے۔ اور اب تک اس روہین کی یادگار میں ہادلی صاحب کے نام سے ایک گو دوارہ سیالکوٹ شہر کے مغرب جانب واقع ہے۔ پس اس روایت سے ثابت ہوا۔ کہ گورو نانک صاحب تناسخ کے قایل تھے۔ اور چونکہ یہ روایت اُس وقت کی ہے جبکہ گورو نانک صاحب مکہ سے واپس آچکے تھے۔ اس لیئے اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ وہ مسلمان نہیں تھے۔ اور نہ مکہ سے آنے کے بعد اُن کا اعتقاد بقول مرزا صاحب اسلامی ہو گیا تھا۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا۔ تو گورو نانک صاحب مولا کی نسبت اس قسم کی بات جو تناسخ کو ثابت کرتی ہے۔ اور اسلامی اعتقاد کے برخلاف ہے، ہرگز نہ کہتے +

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

طرف سے جانتے تھے۔ اور نہ قرآن شریف کو ہی منجانب اللہ تسلیم کرتے تھے۔ اور ان دونوں کتابوں میں سے کسی کا الہامی ہونا قبول نہیں کرتے تھے"

ہم حیران ہیں۔ کہ مرزا صاحب نے اتنے جملہ کا خلاصہ مطلب "باوا صاحب نہ ہندو مت کے پابند تھے نہ مسلمان تھے" اس طرح پر طول طویل الفاظ میں کہاں سے نکال لیا۔ اور کن لفظوں سے یہ معنی نکلتے ہیں "مسلمان نہ تھے" تو بہت ٹھیک ہے۔ لیکن "ہندو مت کے پابند نہ تھے" اس سے بقول مرزا صاحب یہ مطلب نہیں تھا کہ انہوں نے ہندو دہرم سے علیحدگی اختیار کر لی تھی۔ یا ہندوں کو برا سمجھتے تھے۔ اور وید کے مخالف ہو گئے تھے۔ یا بمقابلہ قرآن کے وید کو الہامی نہیں سمجھتے تھے۔ وغیرہ۔ بلکہ یہ تھا کہ گورو نانک صاحب ایک منصف مزاج اور راستباز اوتار تھے۔ باوجودیکہ اُن کا اوتار ہندوں کے مذہب میں ہوا تھا۔ تاہم وہ تعصب سے ہندوں کی ہر ایک بات کا جو واقعی راست اور ٹھیک نہ ہوتی ایسی اندھے طور سے پابند نہ تھے جیسے اور لوگ ہوتے ہیں۔ بلکہ جو کوئی نقص ہندوں میں اُن کو نظر آیا فوراً انہوں نے بیان کر دیا۔ اور اس بات کی کبھی پرواہ نہ کی۔ کہ ہندو ہمیں برا کہیں گے۔ علیٰ ہذا گو وہ مسلمان نہیں تھے لیکن اگر مسلمانوں میں کوئی اچھا آدمی حق شناس دیکھتے۔ تو اُس سے صرف اس بات کی خاطر کہ وہ مسلمان ہے نفرت نہیں کرتے تھے بلکہ محبت سے ملتے تھے۔ اور دونوں فریقوں کو سچی اور راجبی بات کا اُپدیش کرتے تھے۔

گورو نانک صاحب نے جس وقت اوتار دھارا۔ اُس وقت ہندو مسلمان دونوں مذہبوں میں باہم جھگڑے پڑ رہے تھے۔ اور کوئی بھی نقص سے خالی نہیں تھا۔ نہ تو ہندو اپنے اصل مت پر چلتے تھے۔ اور نہ مسلمان اپنے مذہب پر[ا]۔ اس لیئے گورو نانک صاحب کو خداوند کریم نے ہندوستان میں جو ہندوں کا ملک تھا ہندوں کے خاندان میں ان دونوں مذہبوں کے جھگڑوں اور برائیوں کو رفع کرنے کے

[ا] باوا صاحب ایسے وقت میں ظہور فرما ہوئے تھے۔ کہ جب ہندوں کی روحانی حیات بالکل بے حس و حرکت ہو گئی تھی۔ بلکہ اس ملک میں مسلمانوں میں سے بھی بہت سے لوگ صرف نام کے ہی مسلمان تھے۔ اور نقطہ ظاہر پرستی اور رسوم میں مبتلا تھے پس ایسے وقت میں خدا تعالےٰ نے باوا صاحب کو حق اور حقیقت طلبی کی روح عطا کی جبکہ پنجاب میں روحانیت کم ہو چکی تھی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ وہ بلا شبہ اُن عارفوں میں سے تھے۔ جو اندر ہی اندر فات

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لئے بھیجا تھا۔ اور جیسے جب کوئی کسی مقدمہ کے فیصل کرنیکے لئے منصف مقرر کیا جاتا ہے اور جو منصف ہوتا ہے۔ وہ فریقین کے جھگڑوں کے معاملہ میں اپنا فیصلہ دیتے وقت کسی فریق کا بخیال اپنے مذہب پاس کرنیکا پابند نہیں ہوتا۔ گویا اُسوقت نہ وہ ہندو ہوتا ہے۔ نہ مسلمان بلکہ ایک جج۔ اسیطرح گورو نانک صاحب نے اپنے زمانہ میں ہندو اور مسلمان دونوں قوموں میں اپنے تئیں مذہبی خیال سے ایک جج کی مثال رکھا ہے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ اُن کا فرقہ حالانکہ ہندوؤں کے ساتھ شامل ہے۔ تیسرا فرقہ نامزد ہو رہا ہے۔ گویا پرمیشور پرماتما نے گورو نانک صاحب کو دونوں کے باہم جھگڑوں کا فیصلہ کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ چنانچہ انہوں نے دنیا پر آکر ہر فریق کی شہادت لینے کے بعد جو فیصلہ دیا۔ وہ سکھ مذہب ہے جس کی تعمیل اب ہر فریق پر واجب ہے۔ یعنی جو راستہ کہ گورو صاحب گرنتھ صاحب میں بتلا گئے ہیں ہندو و مسلمان دونوں کو بلا کسی قیل وقال کے اُس پر چلنا چاہیئے۔ پھر مرزا صاحب ہمارے اس لکھنے پر کہ گورو نانک صاحب ہندو مت کے پابند نہ تھے جس کے معنی ہم اوپر اچھی طرح سے بیان کر آئے ہیں۔ کیسے خوش ہوئے ہیں ہی ہی کہتے ہیں۔ کہ "وید کی نسبت تو یہ قول اڈیٹر صاحب کا ٹھیک اور صحیح ہے۔ کیونکہ اگر باوا صاحب وید کے پابند ہوتے۔ تو اپنے شبدوں میں بار بار یہ اقرار نہ کرتے۔ کہ خدا ارواح اور اجسام کا خالق ہے۔ اور حجاب جاودانی ہے۔ اور خدا توبہ اور عاجزی کرنے کے وقت گناہ بخش دیتا ہے۔ اور الہام کا دروازہ بند نہیں ہے۔ کیونکہ یہ سب باتیں وید کے مخالف ہیں"۔ ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ مرزا صاحب نے وید کس سے پڑھا ہے۔ یا کس سے سنا ہے۔ جو یہ لکھتے ہیں۔ کہ یہ باتیں وید سے مخالف ہیں۔ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ جپ صاحب اور دیگر کل شبد گورو نانک صاحب کے ویدوں کی شرتیوں سے ملتے ہیں۔ گورو نانک صاحب کا اول ایک اونگ کا اُپدیش ہی وید سے ملتا ہے اور نہ صرف معنی میں بلکہ آواز میں بھی۔ گورو نانک صاحب نے ایشور کو سارے جگت کا کرتا یعنی خالق لکھا ہے۔ اور کرتا شبد برہدارنیک اپنشد کی شرتی سے ملتا ہے:-

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

न तत्र रथा न रथयोगा न पन्थानो भवन्त्यथ
रथान् रथयोगान् पथः सृजते न तत्रानन्दा मुदः
प्रमुदः भवन्त्यथानन्दान् मुदः प्रमुदः सृजते न
तत्र वेशान्ताः पुष्करिण्यः स्रवन्त्यो भवन्त्यथ
वेशान्तान् पुष्करिणीः स्रवन्तीः सृजते स हि
कर्ता॥ १० ॥ ३ ॥ १०॥

ترجمہ - وہاں "خواب میں" نہ تو رتھ ہوتے ہیں - اور نہ گھوڑے - نہ رتھ وغیرہ کے چلنے کا راستہ - پھر رتھ گھوڑے - رتھ کا سامان اور راستہ بنا لیتا ہے - نہ وہاں سامان خوشی وغیرہ کے ہوتے ہیں - (بہت ہی خوشی ۔ نہایت درجہ کی خوشی - لیکن عیش وعشرت وخوشی کے سامان بنا لیتا ہے - نہ وہاں تالاب ہے - نہ پانی نہ جھیل اور دریا - لیکن پانی اور دریا وغیرہ خود بخود بنا لیتا ہے - ایسا بنانیوالا کرتا یعنی خالق ہے - حالانکہ در اصل نہ کوئی چیز تھی - اور نہ بنی - مگر اس نے اپنی ہی خواہش سے سب کچھ بنا لیا - ایسا بنانیوالا خالق ہے -

بقیہ نوٹ صفحہ ۴۹ - کیا کیطرف کھینچے جاتے ہیں - اگرچہ ہمیں اُن کی آیندہ زندگی کے حالات اچھی طرح معلوم نہیں لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ اُن کا خاتمہ ایک ایسے صراط مستقیم پر ہوا جس کے رو سے ہر ایک دین متقی پر فرض ہے - کہ اُن کو عزت کی نگاہ سے دیکھے اور پاک جماعت کے رشتہ میں اُن کو داخل سمجھے"

اور بھائی گورداس جی نے بھی اس زمانہ کی بابت فرمایا ہے - وہو ہذا :-

।ਕਲਿਜੁਗ ਬੋਧ ਉਤਾਰ ਹੈ ਬੋਧ ਅਬੋਧ ਨ ਦਿਸਟੀ ਆਵੈ। ਕੋਇ ਨ ਕਿਸੈ ਵਰਜਈ
ਸੋਈ ਕਰੇ ਜੋਈ ਮਨ ਭਾਵੈ। ਕਿਸੀ ਪੁਜਾਈ ਸਿਲਾ ਸੁੰਨ ਕੋਈ ਗੋਰ ਮੜ੍ਹੀ ਪੂਜ
ਵੈ। ਤੰਤ੍ਰ ਮੰਤ੍ਰ ਪਾਖੰਡ ਕਰ ਕਲਹ ਕ੍ਰੋਧ ਬਹੁ ਵਾਦ ਵਧਾਵੈ। ਆਪੋ ਧਾਪੀ ਹੋਇ ਕੈ ਨਿ
ਆਰੇ ਨਿਆਰੇ ਧਰਮ ਚਲਾਵੈ। ਕੋਈ ਪੂਜੇ ਚੰਦ੍ਰ ਸੂਰ ਕੋ ਧਰਤ ਅਕਾਸ ਮਨਾ
ਵੈ। ਪੌਣ ਪਾਣੀ ਬੈਸੰਤਰੋ ਧਰਮਰਾਜ ਕੋਈ ਤ੍ਰਿਪਤਾਵੈ। ਫੋਕਟ ਧਰਮੀ ਭਰਮ ਭੁਲਾ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پھر آپ لکھتے ہیں - کہ:-

ਵੈ ਭਈ ਗਿਲਾਨ ਜਗਤ ਵਿਚ ਚਾਰ ਵਰਨ ਆਸ੍ਰਮ ਉਪਾਏ। ਦਸ ਨਾਮ ਸੰਨਿਆਸੀਆਂ ਜੋਗੀ ਬਾਰਹ ਪੰਥ ਚਲਾਏ। ਜੰਗਮ ਤੇ ਸਰੇਵੜੇ ਦਗੇ ਦਿਗੰਬਰ ਵਾਦ ਕਰਾਏ। ਬ੍ਰਾਹਮਣ ਬਹੁ ਪ੍ਰਕਾਰ ਕੇ ਸਾਸਤ੍ਰ ਵੇਦ ਪੁਰਾਣ ਲੜਾਏ। ਖਟ ਦਰਸਨ ਬਹੁ ਵੈਰ ਕਰ ਨਾਲ ਛਤੀਸ ਪਖੰਡ ਰਲਾਏ। ਤੰਤ ਮੰਤ ਰਸਾਇਣਾ ਕਰਾਮਾਤ ਕਾਲਿਖ ਲਪਟਾਏ। ਇਕਸ ਤੇ ਬਹੁ ਰੂਪ ਕਰ ਰੂਪ ਕਰੂਪੀ ਘਣੇ ਦਿਖਾਏ। ਕਲਜੁਗ ਅੰਦਰ ਭਰਮ ਭੁਲਾਏ। ਬਹੁ ਵਾਟੀ ਜਗ ਚਲੀਆਂ ਤਬੀ ਭਏ ਮੁਹੰਮਦ ਯਾਰਾ। ਕੌਮ ਬਹੱਤਰ ਸੰਗ ਕਰ ਬਹੁ ਬਿਧ ਵੈਰ ਵਿਰੋਧ ਪਸਾਰਾ। ਰੋਜੇ ਈਦ ਨਿਮਾਜ ਕਰ ਕਰਮੀ ਬੰਦ ਕੀਆ ਸੰਸਾਰਾ। ਪੀਰ ਪੈਕੰਬਰ ਔਲੀਏ ਗੌਸ ਕੁਤਬ ਬਹੁ ਭੇਖ ਸਵਾਰਾ। ਠਾਕੁਰ ਦੁਆਰੇ ਢਾਹਿ ਕੇ ਤਿਹ ਠੌੜੀ ਮਸੀਤ ਉਸਾਰਾ। ਮਾਰਨ ਗਊ ਗਰੀਬ ਨੂੰ ਧਰਤੀ ਉਪਰ ਪਾਪ ਬਿਥਾਰਾ। ਕਾਫਰ ਮੁਲਹਦ ਇਰਮਨੀ ਰੂਮੀ ਜੰਗੀ ਦੁਸਮਨ ਦਾਰਾ। ਪਾਪੇ ਦਾ ਵਰਤਿਆ ਵਰਤਾਰਾ। — ।ਚਾਰ ਵਰਨ ਚਾਰ ਮਜਹਬਾਂ ਜਗ ਵਿਚ ਹਿੰਦੂ ਮੁਸਲਮਾਣੇ। ਖੁਦੀ ਬਖੀਲੀ ਤਕਬਰੀ ਖਿੰਚੋਤਾਣ ਕਰੇਨ ਧਿਙਾਣੇ। ਸੁੰਨਤ ਮੁਸਲਮਾਨ ਦੀ ਤਿਲਕ ਜੰਞੂ ਹਿੰਦੂ ਲੋਭਾਣੇ। ਗੰਗ ਬਨਾਰਸ ਹਿੰਦੂਆਂ ਮੱਕਾ ਕਾਬਾ ਮੁਸਲਮਾਣੇ। ਰਾਮ ਰਹੀਮ ਕਹਾਇਦੇ ਇਕ ਨਾਮ ਦੋਇ ਰਾਹ ਭੁਲਾਣੇ। ਬੇਦ ਕਤੇਬ ਭੁਲਾਇ ਕੇ ਮੋਹੇ ਲਾਲਚ ਦੁਨੀ ਸੈਤਾਣੇ। ਸਚ ਕਿਨਾਰੇ ਰਹਿ ਗਯਾ ਖਹਿ ਮਰਦੇ ਬਾਮਣ ਮੌਲਾਣੇ। ਸਿਰੋਂ ਨ ਮਿਟੇ ਆਵਣ ਜਾਣੇ। — ।ਚਾਰੇ ਜਾਗੇ ਚਹੁ ਜੁਗੀ ਪੰਚਾਇਣ ਆਪੇ ਹੋਇਆ। ਆਪੇ ਪਟੀ ਕਲਮ ਆਪ ਆਪੇ ਲਿਖਣਹਾਰਾ ਹੋਇਆ। ਬਾਝ ਗੁਰੂ ਅੰਧੇਰ ਹੈ ਖਹਿ ਖਹਿ ਮਰਦੇ ਬਹੁ ਬਿਧ ਲੋਆ।

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

"باباصاحب نے اسی پر بس نہیں کیا۔ بلکہ چاروں ویدوں کو کہانی یعنی محض یاوہ گوئی قرار دیا ہے"

ਵਰਤਿਆ ਪਾਪ ਜਗਤ੍ਰ ਤੇ ਧੌਲ ਉਡੀਣਾ ਨਿਸ ਦਿਨ ਰੋਇਆ ਬਾਝ ਦਇਆ ਬਲਹੀਣ ਹਉ ਨਿਘਰ ਚਲੋ ਰਸਾਤਲ ਟੋਇਆ। ਖੜਾ ਇਕਤੇ ਪੈਰ ਤੇ ਪਾਪ ਸੰਗ ਬਹੁ ਭਾਰਾ ਹੋਇਆ। ਥੰਮੇ ਕੋਇ ਨ ਸਾਧ ਬਿਨ ਸਾਧ ਨ ਦਿਸੇ ਜਗ ਵਿਚ ਕੋਇਆ। ਧਰਮ ਧੌਲ ਪੁਕਾਰੈ ਤਲੈ ਖੜੋਇਆ। ਸੁਣੀ ਪੁਕਾਰ ਦਾਤਾਰ ਪ੍ਰਭੁ ਗੁਰੂ ਨਾਨਕ ਜਗ ਮਾਹਿ ਪਠਾਇਆ। ਚਰਣ ਧੋਇ ਰਹਿਰਾਸ ਕਰ ਚਰਨਾਮਤ ਸਿਖ ਵਰਤਾਇਆ। ਪਾਰ ਬ੍ਰਹਮ ਪੂਰਨ ਬ੍ਰਹਮ ਕਲਜੁਗ ਅੰਦਰ ਇਕ ਦਿਖਾਇਆ। ਚਾਰੇ ਪੈਰ ਧਰਮ ਦੇ ਚਾਰ ਵਰਨ ਇਕ ਵਰਨ ਕਰਾਇਆ। ਰਾਣਾ ਰੰਕ ਬਰਾਬਰੀ ਪੈਰੀ ਪਵਣਾ ਜਗ ਵਰਤਾਇਆ। ਉਲਟਾ ਖੇਲ ਪਿਰੰਮ ਦਾ ਪੈਰਾਂ ਉਪਰ ਸੀਸ ਨਿਵਾਇਆ। ਕਲਜੁਗ ਬਾਬੇ ਤਾਰਿਆ ਸਤਿਨਾਮ ਪੜ੍ਹ ਮੰਤ੍ਰ ਸੁਣਾਇਆ। ਕਲ ਤਾਰਨ ਗੁਰ ਨਾਨਕ ਆਇਆ। ——

ترجمہ۔ کلجگ میں بودھ اوتار کہتے ہیں۔ مگر کوئی بودھ اوتار (سمجھانیوالا) نظر نہیں آتا۔ کوئی کسی کو منع نہیں کرتا ہے۔ جو دل چاہتا ہے وہی کرتے ہیں۔ کسی نے پتھر کی سل کو پجوایا۔ اور کسی نے قبروں اور سمادھیوں کو۔ اور کوئی تنتر منتر کا پاکھنڈ دکھلاتا ہے۔ اور اس طرح پر غصہ کر کے آپس میں خواہ نخواہ کی لڑائی لڑا رکھی ہے۔ اپنی اپنی مرضی کے موافق الگ الگ چلا رہے ہیں۔ کوئی چاند اور سورج کو۔ کوئی زمین اور آسمان کو مانتا ہے اور کوئی ہوا اور پانی اور آگ کو۔ اور کوئی دھرم راج کو مانتا ہے۔ غرض سب فضول مذہبی وہم میں بھولے ہوئے ہیں۔ دنیا میں نفرت نے چار آشرم اور چار برن کی تقسیم کی۔ دس طرح کے سنیاسی ہوئے۔ اور بارہ پنتھ کے جوگی چلے۔ جنگم۔ سر یوڑے۔ دگنبر وغیرہ باہم تکرار کرنے لگ گئے۔ اور برہمنوں نے بہت قسم کے شاستر بنا کر وید اور پورانوں کی لڑائی کرائی۔ چھیوں شاستروں نے بہت مخالفت کر کے چھتیس قسم کے (یعنی بہت) پاکھنڈ پھیلائے۔ تنتر منتر۔ رساین۔ کراماتوں میں پڑ گئے۔ غرض کلجگ نے ہر ایک کو وہم میں ڈال دیا۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar.

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور یہ بھی کہا ہے۔ کہ چاروں وید عارفوں کی راہ سے بیخبر ہیں۔ سو باوا صاحب کی ان تمام باتوں

داسیطرح جب دنیا میں بہت رستے چل پڑے۔ تب محمد صاحب بھی معہ چار یاروں کے ہوگئے۔ جن کی قوم نے بھی ۷۲ فرقوں میں ہو کر بہت فساد اور دشمنیاں پیدا کردیں۔ دنیا کرم دھرم یعنی پوجا پاٹھ سے بند کر کے روزہ عید نماز کیطرف رجوع کیا۔ پیر پیغمبر اولیا۔ غوث۔ قطب وغیرہ نے بہت قسم کے راہ نکالے۔ ٹھاکر دواروں کو مسمار کر کے اُن کی جگہ مسجدیں بنائیں۔ گائے اور غریبوں کو قتل کرنے لگے۔ اور زمین پر گناہ پھیلا دیا۔ (دوسرے لوگوں کو کافر۔ مُلحد۔ ارمنی۔ رومی۔ زنگی کہکر دشمن سمجھنے لگے۔ غرض گناہ کا ہی زمانہ ہوگیا۔

دنیا میں چار برن چار مذہب ہو گئے۔ ہندو مسلمان وغیرہ۔ خودی۔ بخیلی۔ تکبری کیوجہ سے خواہ مخواہ کے لیئے آپس میں اینچا تانی کرنے لگے۔ مسلمان سُنت پر اور ہندو جنیئو اور تلک پر مرنے لگے۔ ہندوں نے گنگا اور بنارس کو متبرک سمجھا۔ اور مسلمانوں نے مکہ اور کعبہ کو۔ ایک رام کہتا دوسرا رحیم کہتا۔ حالانکہ نام دونوں ایک ہی تھے۔ مگر خواہ مخواہ کے لیئے دو رستوں میں بھولے۔ بید اور کتاب یعنی قرآن دونوں کی نصیحتوں کو بھول کر دنیا کے لالچ اور شیطانی باتوں میں پھنس گئے۔ حق جو چیز ہے۔ اُس کو طاق پر رکھکر باہم برہمن اور مولوی خواہ مخواہ کو جھگڑ رہے ہیں۔ اور پیدایش اور موت کی تکلیف سر سے نہیں مٹاتے۔

چاروں وید چاروں جُگ میں ہوئے۔ یا چاروں کتابوں نے (توریت۔ انجیل۔ زبور۔ قرآن) اپنے اپنے چاروں زمانوں میں پہرہ دیا۔ پانچویں جگہ پرمیشور نے اپنے حصہ میں لی۔ آپ ہی تختی اور قلم بنا۔ اور آپ لکھنے والا۔ لیکن بغیر گورو کے اندھیرا ہے۔ اور لوگ آپس میں جھگڑ جھگڑ کر مر رہے ہیں۔ دنیا میں گناہ پھیل رہا ہے۔ اور گناہ کے بوجھ سے بیل جس کے سر پر زمین ہے رات دن روتا ہے۔ اور پکار کر پرمیشور سے کہتا ہے۔ کہ بغیر تیری مہربانی کے کمزور ہوں۔ اور بوجھ کے مارے نیچے دبتا جاتا ہوں۔ ایک پاؤں سے کھڑا ہوں۔ اور پاپ اور گناہ کا بہت بھاری بوجھ ہے۔ بغیر مہاتما کے کوئی مدد نہیں دیسکتا۔ اور مہاتما اس وقت جگت میں کوئی نظر نہیں آتا۔

دہرم جو بیل کی شکل میں ہے۔ نیچے کھڑا ہوا پکار رہا تھا۔ کہ اُس کی فریاد کو ایشور پرماتما نے جو دیالو اور کرپالو ہے۔ سُن کر گورو نانک جیکو دنیا میں بھیجا جس نے لوگوں کو راہ راست دکھلائی۔ اور چرن دہوکر چرن امرت سکھوں کو تقسیم کیا۔ پار برہم پورن برہم جو پرمیشور پرماتما ایک ہے۔ اُسی کی پرستش کلجگ میں دکھائی۔ دھرم روپی بیل کو چاروں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سے بلاشبہ یقینی طور پر کھل گیا ہے۔ کہ باوا صاحب نے ہندو مذہب کو چھوڑ دیا تھا۔ اور ہندوؤں کے وید اور شاستروں سے سخت بیزار ہو گئے تھے"۔

گورو نانک صاحب نے ویدوں کی نسبت کہیں کہانی کا لفظ نہیں فرمایا۔ اور جس شبد کے حوالہ سے آپ کہتے ہیں وہ گورو نانک صاحب کا نہیں ہے۔ اور یہ گرنتھ صاحب میں بھی نہیں ہے اس لیئے آپ کا ایسا لکھنا سراسر جعل اور بناوٹ ہے۔ کیونکہ جب آپ خود کہتے ہیں۔ کہ "ہمکو گرنتھ صاحب کا ۳۰ برس سے تجربہ ہے"۔ تو ایسے شخص کا جس نے گرنتھ صاحب تمام دیکھا ہو جان بوجھکر ایک ایسا شبد شہادت میں پیش کرنا جو گرنتھ صاحب کا نہیں ہے۔ اور نہ گورو نانک صاحب کا ہے صریح جعلسازی اور بناوٹ نہیں تو اور کیا۔ اصل میں یہ شبد کبیر جی کا ہے۔ اور کبیر جی کی پوتھیوں میں یوں لکھا ہے۔ "مالا لکڑ تے ٹھاکر پتھر گنگے تیرتھ پانی۔ جب لگ گھٹ میں گیان نہ آوے چاروں وید کہانی"۔ اب اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ جب تک انسان کے دل میں پرمیشور کا سچا گیان نہیں ہوتا تو اس وقت تک اس کے نزدیک مالا لکڑی ہے۔ ٹھاکر پتھر اور تیرتھ پانی ہے یعنی مالا پھیرنا۔ ٹھاکر پوجنا یہ سب فضول ہے۔ اور چاروں وید بھی اس کے نزدیک مثل قصہ کے ہیں۔ کیونکہ بلا عمل اور گیان کے اگر وید کو صرف پڑھ ڈالا۔ جیسے قصہ کہانیاں پڑھ کر چھوڑ دیتے ہیں۔ تو وید پر کیا منحصر ہے۔ قرآن۔ انجیل سب ایسے نا اہلوں کے نزدیک قصہ سے زیادہ کچھ وقعت نہیں رکھتے۔ اور گورو ارجن دیو جی کا سکھمنی صاحب میں یہ مصرعہ کہ سادھ کی مہما وید نہ جانے۔ مہاتماؤں اور رشیوں کی اُپماں میں داخل ہے۔ جیسے میری باندھی بھگت چھڑائی۔ بھگتن کی باندھی مجھسے نہ چھوٹے۔ اور یہاں وید سے مراد مشکل علم سے ہے۔

بیڑوں پر کھڑا کر دیا۔ اور برنوں کو ایک اپدیش دیا۔ غریب امیر سب کو باہم ایک دوسرے کی برابر تعظیم کرنے کی ہدایت کی عشق کا اُلٹا کھیل پیروں پر سر دھرنا بتلایا یعنی پریم ایک ایسی چیز ہے۔ جس میں انسان محو ہو جاتا ہے اور غرور کو چھوڑ کر ہر ایک کے سامنے عاجزی کرتا ہے۔ اس سچے پرماتما کا عشق گورو نانک صاحب نے لوگوں کو بتلایا۔ اور عاجزی سکھلائی۔ کلجگ کا اودھار گورو نانک جی نے کیا۔ اور پرمیشور کے سچے نام کا منتر لوگوں کو سنایا کلجگ کو تارنے کے لیئے گورو نانک صاحب آئے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

برخلاف اس کے اب جب گورو صاحب کے شبدوں کو ہم ویدکی شرتیوں کے مطابق پاتے ہیں۔ تو ہمکو مرزا صاحب کی اس تحریر پر کہ اُن تمام باتوں سے بلا شبہ یقینی طور پر کھل گیا ہے۔ کہ باوا صاحب نے ہندو مذہب کو چھوڑ دیا تھا۔ اور ہندوؤں کے وید اور شاستروں سے سخت بیزار ہو گئے تھے" سخت افسوس آتا ہے۔ خدا کی پناہ تعصب اور بغض ایسا جو خواہ نخواہ انسان کو اندھا کر دیتا ہے۔ بناوٹ اور افترا کی طرف رجوع کرنے کے لیئے مجبور کرتا ہے بھلا کس سنہ میں گورونانک صاحب نے ہندو مذہب چھوڑا؟ اور کب اور کہاں وہ مسلمان ہوئے؟ اس بات کا کوئی تاریخی ثبوت بھی اپنی اُس زمانہ کی مسلمانی تواریخوں سے آپ دے سکتے ہیں؟ اور یہ کب ممکن تھا۔ کہ ایسا بڑا مشہور ہندو داتا مسلمان ہو۔ اور اُس کا ذکر مسلمانوں کی تواریخ میں نہ آوے۔ اور اگر یہ مسلمان ہو گئے ہوتے۔ تو کیا یہ ممکن تھا۔ کہ ہندو اُن کو اپنے گھر میں یا اپنے ساتھ شامل رکھتے۔ اولاد اور عورت تک تو ایسے موقعوں پر الگ ہو جاتے ہیں۔ لیکن جب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ اس بات کا ذکر کہیں اُس زمانہ کی تواریخ میں نہیں ملتا۔ تو صرف اس لکھدینے سے کہ گورونانک صاحب نے ہندوؤں کو چھوڑ دیا۔ اور مسلمانوں کے مذہب کو قبول کر لیا۔ یہ ہرگز ثابت نہیں ہوسکتا۔ کہ گورونانک صاحب مسلمان تھے۔

اب باقی رہا "مسلمان نہ تھے" ہمارے اس جملہ نے مرزا صاحب کو مرچیں ہی لگادی ہیں۔ اور بڑے غضب میں آکر فرماتے ہیں۔

"مگر یہ بات صحیح نہیں ہے۔ کہ باوا صاحب ہندو مذہب کو چھوڑ کر پھر بالکل لامذہب ہی رہے۔ کیا باوا صاحب اسقدر بھی نہیں سمجھتے تھے۔ کہ وہ خدا جس نے نوع انسان کو اُس کی جسمانی محافظت کے لیئے سلاطین کی قہری حکومتوں کے نیچے داخل کر دیا۔ اس نے روحانی بلاؤں سے بچانے کے لیئے جو انسان کی فطرت کو لگی ہوئی ہیں۔ کوئی قانون اپنی طرف سے ضرور بھیجا ہوگا۔ اڈیٹر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ باوا صاحب واحد خدا پر یقین

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

رکھتے تھے۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ یہ یقین اُن کو کیونکر اور کس راہ سے حاصل ہُوا۔"

ہم پیچھے مفصل طور پر ظاہر کر آئے ہیں۔ کہ گورو نانک صاحب خدا کی طرف سے منصب مقرر ہو کر آئے تھے۔ انہوں نے نہ ہندوؤں کے مذہب کو تیاگ دیا (چھوڑا) اور نہ مسلمانوں کے مذہب کو گرہن کیا۔ (قبول کیا) جس مذہب میں آئے تھے۔ اُسی مذہب میں چلے گئے اور اپنے فیصلہ میں سکھ مذہب ایجاد کر گئے۔ وہ لامذہب نہیں تھے۔ اُن کا مذہب حق شناسی اور راست گوئی تھا۔ چنانچہ اُن کے شبدوں سے ظاہر ہے۔ باقی رہا آپکا یہ سوال "کہ یہ یقین اُن کو کیونکر اور کس راہ سے حاصل ہُوا" اس کا جواب صرف مختصر دو لفظوں میں ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ جس راہ سے خدا کا یقین محمد صاحب کو ہونا آپ خیال کرتے ہیں۔ اُسی راہ سے گورو نانک صاحب کو یہ یقین ہُوا۔ آپ نے صفحہ ۶۶ پر اپنے سوال کا خود جواب لکھدیا ہے۔ یعنی :-

"اور اسی انتظام سے خدا تعالیٰ نے اپنے تئیں مخلوق پر ظاہر کیا۔ تا اس کے کام وحدت سے باہر نہ جائیں۔ اور انبیا کو آپ ہدایت دیکر اپنی معرفت کا آپ موجب ہُوا۔ اور کسی نے اُس پر یہ احسان نہیں کیا۔ کہ اپنی عقل اور فہم سے اُس کا پتہ لگا کر اُس کو شہرت دی ہو بلکہ اُس کا خود احسان ہے۔ کہ اُس نے نبیوں کو بھیجکر آپ سوئی ہوئی خلقت کو جگایا۔"

پس گورو نانک صاحب بھی نبی تھے۔ اور اُن کو خداوند کریم نے اپنی سوئی ہوئی خلقت کے جگانے کے لیئے بھیجا تھا۔ اُن کا نبی یعنی اوتار ہونا بھوشت پوران کی اس پیشینگوئی سے صاف ثابت ہے۔ جو دس ہزار برس پیشتر سوام کارتک جی نے کی۔ دیکھو بھوشت پوران کا ادھیائے ۴۸ شلوک ۳۳

"ਸਲੋਕ॥ ਏਵੰਵੈਧਰਮ ਪ੍ਰਾਚੁਰਯੰ ਭਾਵਿਸ਼ਮਤਿ ਯਦਾ ਕਲੌ ੩੩ ਤਦਾਂਵੈ ਲੋਕ ਰੱਖਯਾਰਥੰ ਮਲੇਛਨਾਂ ਨਾਸ਼ ਹੇਤਵੇ॥ ਪਸ਼੍ਰਮੇ ਤ੍ਰਸੁਭੇ ਦੇਸ਼ ਭੇਦੀ ਬੰਸ਼ੇਰ ਨਾਨਕੋ॥ ੩੪ ।ਨਾਮਨਾ ਭਵਿ ਰਾਜਿਆ ਰਿਖੀ ਬ੍ਰਮ ਗਿਆਨੈਕ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ਮਾਲਸ: ਭਵਿਸ਼ਤਿ ਕਲੌ ਸਕੰਦ ਤੋਂ ਬ੍ਰਿਤਅ ਕਥਿਆ ਜਾਣੋ। ੩੫॥
ਸਮ੍ਰੀ ਮਨ ਰਾਜ ਸਾਰ ਭੂਲਾਨੂ ਪਰਿਆਸ਼ਰ ਪੁਨ: ਪੁਨ: ਮਲੇਛ ਰਾਜਨਿ
ਸ਼ਅਤਿ ਸਕੰਦ ਪਰਮ ਤੌਂ ਪਰੇਸ਼ ਕ੍ਰਿਤਾ। ੩੬। ਤੌਂ ਪਰਿਸ੍ਰੀ ਮਾਰਗੀ ਦੇ
ਲੋਕਗੀ ਸਕੀਤਿ ਭੂਮਿਪ:। ਤੈਦੈ ਰਾਜਅਖਿ ਰਸਕੀਤਿ ਤੋਂ ਕਨਸਿਖਾਂ
ਨੁਸਾਰਤਾ। ੩੭॥"

جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ جب سوام کارتک جی نے برھما جی سے کلجگ کا حال پوچھا۔ تو برھما جی نے کہا۔ کہ کلجگ کے شروع میں مسلمان بادشاہ آویں گے۔ اور وہ ظلم کریں گے۔ پھر پنجابی ملک میں گورو نانک بیدی خاندان سے پیدا ہو کر وشن روپ دہارین گے۔ اور اپدیش کر کے دھرم چلائیں گے۔ اور ظلم کو فرو کریں گے۔ ان کے پیرو سنگھ لقب کے آدمی راج کریں گے۔

پھر گورو نانک صاحب کے خود اس کلام سے کہ "جیسی میں آوے خصم کی بانی تیسڑا کریں گیان وے لالو۔" یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ خود خدا نے اپنا پرکاش ان پر کیا۔ اور ان کو یہاں بھیجا۔ وہ خدا کا نام اپنے ساتھ لائے۔ انہوں نے کسی سے سن کر خدا کے نام کو نہیں ظاہر کیا۔ جیسا کہ گورو نانک صاحب کے بچپن کی سوانح عمری سے ثابت ہے۔ پیدا ہوتے ہی ان کی کرامات اور مکاشفات لوگوں پر ظاہر ہوئے۔ جب پنڈت کے یہاں پڑھنے بٹھلائے گئے۔ تو بجائے اس کے کہ اس سے پڑھتے خود اس کو برہم گیان کا سبق دیا۔ اسیطرح مولوی کے ساتھ کیا۔ پھر جب جنیو ان کا ہونے لگا۔ تو ہندوؤں سے انھوں نے جنیو کے بارے میں گفتگو کی۔ اور شدید اپکار کیے۔ کیا سوائے انبیا اور اوتاروں کے کسی دوسرے آدمی نے بھی بچپن میں اس طرح کے معجزات اور کرامات دکھلائی ہیں۔ اور جب آپ صفحہ ۵۷ کے آخیر میں خود لکھتے ہیں۔ کہ اس نے نوع انسان میں بھی یہی قانون رکھا اور اسی لحاظ سے دو طبقہ کے انسان پیدا کیے۔ اول وہ جو اعلیٰ استعداد کے لوگ ہیں جنکو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

آفتاب کی طرح بلا واسطہ ذاتی روشنی عطا کی گئی ہے۔ دوسرے وہ جو درجہ دوم کے آدمی ہیں جو اس آفتاب کے واسطہ سے نور حاصل کرتے ہیں۔ اور خود بخود حاصل نہیں کر سکتے۔ تو پھر آپکا یہ سوال بہت بیہودہ ہے۔ کیونکہ گورو نانک صاحب آپکو معلوم رہے۔ کہ اول درجہ میں سے تھے۔ جنکو خداوندکریم نے آفتاب کیطرح بلا واسطہ ذاتی روشنی عطا کی چنانچہ گورو نانک جی کی بابت تشبیہ بھی اس زمانہ کے مورخوں نے آفتاب سے دی ہے۔ مثلاً:۔

"مٹی دھند جگ چانن ہویا۔ ستگور نانک پرگٹیا۔ جیوں سورج نکلے تارے چھپے اندھیر پلویا"

یعنی اندھیرا دور ہوا دنیا پر روشنی ہوگئی۔ (کیونکہ) ست گورو نانک جی ظاہر ہوئے جیسے سورج کے چڑھنے سے تارے چھپ جاتے ہیں اور اندھیرا دور ہو جاتا ہے۔ اسی طرح بھائی گورداس جی نے اُن کے اوتار یعنی نبی ہونے کی بابت لکھا ہے۔ دیکھو صفحہ رسالہ ہذا ۴۰

قولہ:۔ "اب ہم پوچھتے ہیں۔ کہ اگر باوا صاحب اُن پاک نبیوں کو کاذب جانتے تھے۔ جو ابتدا سے ہوتے چلے آئے ہیں۔ جنہوں نے وحدانیت الٰہی سے زمین کو بھر دیا تو باوا صاحب نے خوردسالی کی حالت میں اور ایسا ہی اُن کے باپ اور دادا نے اللہ جلشانہ کا نام کہاں سے سن لیا۔ یہ تو ظاہر ہے کہ باوا صاحب تو کیا بلکہ اُن کے باپ بھائی کالو اور دادا صاحب بھائی سوبھا بھی خدا تعالیٰ کے نام سے بیخبر نہ تھے۔ سو اگر باوا صاحب ہی سچی معرفت کے بانی مبانی ہیں تو اُن کے وجود سے پہلے یہ پاک نام کیونکر مشہور ہوگیا۔ پس اس دلیل سے ظاہر ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے مقدس اور پاک لوگ ابتدا سے ہوتے رہے ہیں جو اس سے الہام پاکر اُس کی خبر لوگوں کو دیتے رہے"۔

اقول۔ گورو نانک صاحب پاک نبیوں کو کاذب نہیں جانتے رہے۔ بلکہ ایسا جیسا کہ ایک نبی اپنے سے پہلے نبیوں کو۔ اور البتہ "جلشانہ" کا نام گورو نانک صاحب نے اسطرح خود خدا سے سنا جسطرح اور پورانے نبی یا اوتار سنتے آئے۔ اور اُن کے وجود

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سے پہلے یہ پاک نام اسطرح مشہور ہو گیا تھا جیسے محمد صاحب سے پہلے یہ پاک نام مشہور تھا اور گورونانک صاحب کو کبھی اس سے انکار نہیں ہوا۔ کہ مقدس اور پاک لوگ ابتدا سے نہیں ہوتے رہے ہیں۔ ہاں البتہ آپ نے جو یہ لکھا ہے کہ سب سے بڑے اُن میں سے وہی ہیں جنکی بڑی تاثیریں دنیا میں پیدا ہوئی ہیں۔ اور جنکی متابعت سے بڑے بڑے اولیا ہر ایک زمانہ میں ہوتے رہے ہیں۔ سو وہ جناب سید الانبیا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں جنکی اُمت کی تعداد سرسری انگریزوں سے مردم شماری میں بیس کروڑ لکھی تھی۔ مگر جدید تحقیقات کی رو سے[1] معلوم ہوا ہے۔ کہ در اصل مسلمان روئے زمین پر چورانوے کروڑ ہیں"۔ اس سے گورونانک صاحب کو اتفاق نہ تھا۔ وہ محمد صاحب کو پچھلے سب نبیوں سے بڑے نہیں تصور کرتے تھے۔ جیسا کہ اُن کے اس کلام سے صاف ظاہر ہے۔ کہ اوّل نام خدائے وادر کیتے رسول شیخانیت راس کرتاں در گہہ پویں قبول"۔

اب رہا انگریزوں کی مردم شماری کا سوال یہ تو سرسری ہوئی۔ لیکن اب آپکی سرکار نے جو مردم شماری کی ہے۔ وہ ہمکو نہیں معلوم ہوتا کہ کیونکر درست ثابت ہو سکتی ہے[1]۔ لیکن یہ لکھا یہ فخر کرنا اور محمد صاحب کو اس وجہ سے بڑا کہنا اور گورونانک صاحب پر ترجیح دینا کہ اُن کی امت میں کثیر التعداد لوگ شامل ہیں ہمارے خیال میں ایک بہت بڑی کمزور اور شرمناک دلیل ہے۔ آپ خود اس بات کے اپنی کتاب میں قایل ہیں۔ کہ نیک لوگ جو خدا کی قبولیت میں ہوتے ہیں۔ تعداد میں تھوڑے ہوتے ہیں۔ اور دوسرے

[1] ذریعہ تحقیقات جدید صاف طور پر بیان نہیں ہے۔ حوالہ میں بعض انگریزی اخبارات کا جملہ درج ہے۔ نہ نام اُن کا بھی نہیں۔ شاید کوئی مسلمان انگریزی اخبار ہو گا۔ تاوقتیکہ کافی ثبوت جدید تحقیقات کے ذرایع کا نہ دیا جاوے۔ ہم اس قسم کی گپ کو کبھی ماننے کے لیئے تیار نہیں ہیں۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection; Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لوگ زیادہ ہوتے ہیں جس کا مطلب صاف لفظوں میں یہ ہے۔ کہ بہ نسبت نیک آدمیوں
کے بُرے لوگ دنیا پر بہت پائے جائیں گے۔ اور یہ فی الواقع صحیح بھی ہے۔ ہمیں اسکی
متعلق اسوقت ایک مثال یاد آئی ہے۔ جو اکثر مسلمان صاحبان عیسائی مذہب کے
پیشوا کی بابت دیتے ہیں اور کہتے ہیں......... کہ اس وجہ سے عیسائی اُمت
زیادہ ہے۔ لیکن ہماری شرافت اس بات کو قبول نہیں کرتی۔ کہ ایسی سخت بات ہم محمد صاحب
کی شان میں لکھیں۔ عقلمنداں را اشارہ کافی ست ٭

مکہ مدینہ اور مسلمان فقرا کے مقابر پر جانیکی بابت ہم ایک بہت شافی جواب دے آئے
ہیں۔ دوبارہ یہاں پر مرزا صاحب کے جواب میں دوہرانے کی کچھ ضرورت معلوم نہیں
ہوتی۔ لیکن ہمکو مرزا صاحب کی روحانیت اور امامیت پڑھکر سخت افسوس آتا ہے
کہ ایسے پاک دعوی کرنیوالے کی قلم سے ایسا سفید جھوٹ اور جعل کیوں نکلتا ہے۔ اور
کیا اُن کو وہ جامہ جسکو انہوں نے پہن رکھا ہے شرم نہیں دلاتا۔ کہ اگر آپکا دل خود اِن
باتوں سے صاف نہیں تو اس ظاہری جامہ کی خاطر اور عزت کیواسطے ہی ذرا ایسے مکر
و فریب کی باتوں کو نہ استعمال کیا کریں۔ آپ فرماتے ہیں کہ بالے والی جنم ساکھی میں یہ بھی
لکھا ہے۔ کہ "پھر مدینہ سے فارغ ہوکر اپنے مرشد خانہ میں بمقام ملتان پہنچے۔ اور ایک
مدت تک روضہ شمس تبریز پر چلہ میں بیٹھے"۔ مگر نہ تو صفحہ کا حوالہ ہے نہ کسی سطر کا یا باب کا
ارے بھائی خدا کے بندو! کچھ تو خدا کا خوف کرو۔ اور ایسے غضب کے جھوٹ اور بناوٹ
و جعل سے باز آؤ۔ جس کا کہیں نام و نشان بھی نہیں۔ کیا جھوٹ اور جعل بنانا روحانی
آدمیوں کا کام ہے۔ اُنکے مرشد کا لفظ یا اس جملہ کا نشان بھی ہم بالے والی جنم ساکھی میں
اُس مقام پر نہیں پاتے۔ جہاں کہ مدینہ سے واپسی کا ذکر ہے۔ اور غرضیکہ انہوں نے مزار پر بیٹھکر
چلہ کھینچا۔ مدینہ سے تو واپس ہو کر اُن کا سیدھے اپنی بہن نانکی کے یہاں سلطان پور جانا
لکھا ہے۔ اس گورت گھڑنے سے کیا فایدہ۔ آپ تو دیانند پر دفعہ ۵۰۰ کے لیئے سفارش

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کرتے ہیں۔ ہمارے خیال میں مرزا صاحب۔ آپ پر ۱۹۳ اور جعلسازی کی دفعہ
اور ۵۰۰ سب عاید ہونی چاہئیں۔

پھر اس مقام پر دوبارہ مرزا صاحب نے چولہ کا ذکر کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ اُسی پر باوا صاحب نے کفایت نہیں کی بلکہ اُن لوگوں کیطرح جو غلبہ عشق میں دیوانہ کی مانند ہو جاتے ہیں۔ چولہ پہنا جس پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔ ہم باوا صاحب کی کرامت کو مانتے ہیں اور قبول کرتے ہیں کہ وہ چولہ اُن کو غیب سے ملا۔ اور قدرت کے ہاتھ نے اُس پر قرآن شریف لکھ دیا تھا۔

ہم چولہ صاحب کی حقیقت اچھی طرح سے ظاہر کر چکے ہیں۔ اور مرزا صاحب کیطرح اب اُنہی باتوں کو یہاں پر دوبارہ بیان کرنا نہیں چاہتے۔ خدا کے غلبہ عشق میں گورو نانک صاحب واقعی اگر دیوانہ کی مانند ہو گئے ہوں۔ اور بقول مرزا صاحب اس حالت میں انہوں نے جبکہ اُن کے ہوش و حواس قایم نہیں رہے تھے۔ اگر ایسا کپڑا پہن لیا ہو جس پر کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔ تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ محمد صاحب کے پیرو ہو گئے تھے۔ کیونکہ ایسی حالت میں عاشق کو ہر ایک شئے میں معشوق نظر آتا ہے۔ کہ بچشمانِ دل مبیں جز دوست ہر چہ بینی بدان کہ مظہرِ اوست۔ اسوقت مرزا صاحب کے سمجھانے کے لیئے ایک تواریخی بات ہمکو یاد آگئی ہے۔ کہ جس زمانہ میں گورو گوبند سنگھ صاحب مسلمانی لشکر سے جنگ کر رہے تھے اسوقت ایک سکھ ماشکی جہاں اپنی فوج کو پانی پلاتا تھا وہاں دشمن کی فوج میں جا کر اُن کو بھی پانی پلایا کرتا تھا۔ اس امر کی شکایت گورو گوبند سنگھ صاحب کے پاس پیش ہوئی۔ کہ یہ سکھ ہمارے دشمنوں کو بھی پانی پلاتا ہے۔ جب گورو صاحب نے اُس سکھ ماشکی سے پوچھا۔ تو اُس نے کہا کہ مہاراج مجکو دونوں طرف آپ ہی کی صورت نظر آتی ہے۔ ادہر بھی آپ نظر آتے ہیں ادہر بھی آپ نظر آتے ہیں۔ گورو صاحب نے اس سکھ کو کچھ نہ کہا۔ اور سکھوں سے کہا کہ جو یہ کہتا ہے وہ ٹھیک ہے۔ اور اس کو منع مت کرو بس اسیطرح عشق میں گورو نانک

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

صاحب کو اُس چولے سے کوئی تعصب نہیں ہؤا۔ لیکن اگر آپ چولہ کا غیب سے آنا اور قدرت
کے ہاتھ کا اُس پر قرآن لکھنا قبول کرتے ہیں۔ تو آپ کو اسی جنم ساکھی کے بموجب جسکی شہادت
پر آپ نے یہ بات لکھی ہے۔ مکہ کا چاروں طرف پھرنا اور محمد صاحب کی قبر کا جھکنا وغیرہ سب باتیں
بھی ضرور قبول کرنی چاہییں۔ یہ نہیں کہ میٹھا میٹھا غپ اور کڑوا کڑوا تھو۔

ہم یہ بات پیچھے ظاہر کر آئے ہیں۔ کہ گورو نانک صاحب کو خداوند کریم نے منصف بنا کر ہندو
مسلمانوں کے جھگڑوں کا فیصلہ کرنے کے لیئے بھیجا تھا۔ چنانچہ جب کوئی جج یا کمیشن مقرر ہو کے
آتا ہے۔ تو یہ ایک قدرتی بات ہے۔ کہ اُس کو اہل فریق جھک کر سلام کرتے ہیں۔ اور جو زیادہ
قصوروار ہوتا ہے۔ وہ بہت ہی عاجزی کے ساتھ جھک کر سلام کرتا ہے۔ اسلیئے محمد صاحب
کی قبر گورو نانک صاحب کے سلام کے لیئے جھکی جسکو ہم بھی قبول کرتے ہیں۔ اور اگر بالفرض یہ
بات مان بھی لیجاوے۔ کہ وہ چولہ قدرت سے اُترا۔ تو اُس کا ہرگز وہ منشا نہیں تھا۔ جو کہ مرزا
صاحب کے متعصب اور محدود طبیعت نے سوچا ہے۔ بلکہ یہ تھا۔ کہ اے گورو نانک! تجھے میں
نے ایک اپنا پورا اور مکمل نبی دنیا پر بھیجا ہے۔ تو ان چولہ والوں کو جنکی کتاب کا کچھ حصہ میں نے
اس چولہ پر لکھ دیا ہے۔ جسطرح کہ پیراہن لگے ہیں ڈالکر اپنے بدن سے لگا لیا جاتا ہے۔ اسی
طرح ان کو بھی اپنے بدن سے لگا لے۔ تاکہ یہ بھی میرے سچے گیان سے محروم نہ رہیں۔ کیونکہ
گو میں نے محمد کو دنیا پر اپنا نبی بنا کر بھیجا تھا۔ لیکن وہ دنیا میں جا کر دنیاوی خواہشات اور لذات میں
پھنس گیا۔ اور میری ہدایات کو بھول گیا۔ تب گورو صاحب نے اُس جامہ کو پہن لیا۔ اور
پہننے سے اپنے سکھوں کو اپنے بعد یہ وصیت چھوڑی۔ کہ جب میرا اوتار مکمل ہو جاویگا۔ یعنی

ੴ ਅਕਾਲ ਪੁਰਖੁ ਬਾਚ ਇਸ ਕੀਟ ਪ੍ਰਤਿ ਚੌਪਈ। ਜਬ ਪਹਿਲੇ ਹਮ ਸ੍ਰਿ
ਸਟ ਬਨਾਈ। ਦੈਤ ਰਚੇ ਦੁਸਟ ਦੁਖ ਦਾਈ। ਤੇ ਭੁਜ ਬਲ ਬਵਰੇ ਹ੍ਵੈ ਗਏ।
ਪੂਜਤ ਪਰਮ ਪੁਰਖ ਰਹਿ ਗਏ। ੬। ਤੇ ਹਮ ਤਮਕ ਤਨਿਕ ਮੋ ਖਾਪੇ। ਤਿਨ
ਕੀ ਠੌਰ ਦੇਵਤਾ ਥਾਪੇ। ਤੇ ਭੀ ਬਲ ਪੂਜਾ ਉਰਝਾਏ। ਆਪਨ ਹੀ ਪਰਮੇਸਰ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دسواں جامہ پہن لوں گا - تو تم لوگ مسلمانوں کو بھی جو محمد کی امت ہیں سے ہیں امرت چھکا کر تو
کر لینا اور اپنے گلے سے اس طرح لگا لینا جیسے میں نے یہ جامہ لگا لیا ہے - اور باوجودیکہ

ਕਹਾਏ। ੭ ਮਹਾਦੇਵ ਅਚੁਤ ਕਹਾਯੋ। ਬਿਸਨ ਆਪ ਹੀ ਕੋ ਠਹਿਰਾਯੋ।
ਬ੍ਰਹਮ ਆਪ ਪਾਰਬ੍ਰਹਮ ਬਖਾਨਾ। ਪ੍ਰਭ ਕੋ ਪ੍ਰਭੂ ਨ ਕਿਨਹੂੰ ਜਾਨਾ। ੮। ਤਬ
ਸਾਖੀ ਪ੍ਰਭ ਅਸਟ ਬਨਾਏ। ਸਾਖ ਨਮਿਤ ਦੇਬੇ ਠਹਿਰਾਏ। ਤੇ ਕਹੈ ਕਰੋ ਹ
ਮਾਰੀ ਪੂਜਾ। ਹਮ ਬਿਨ ਅਉਰ ਨ ਠਾਕੁਰ ਦੂਜਾ। ੯। ਪਰਮ ਤੱਤ ਕੋ ਜਿਨ ਨ
ਪਛਾਨਾ। ਤਿਨ ਕਰ ਈਸਰ ਤਿਨ ਹੀ ਕਹੁ ਮਾਨਾ। ਕੇਤੇ ਸੂਰ ਚੰਦ ਕਹ ਮਾਨੈ।
ਅਗਨਿਹੋਤ੍ਰ ਕਈ ਪਵਨ ਪ੍ਰਮਾਨੈ। ੧੦। ਕਿਨਹੂੰ ਪ੍ਰਭ ਪਾਹਨ ਪਹਿਚਾਨਾ।
ਨ੍ਹਾਤ ਕਿਤੇ ਜਲ ਕਰਤ ਬਿਧਾਨਾ। ਕੇਤਕ ਕਰਮ ਕਰਤ ਡਰਪਾਨਾ। ਧਰਮ
ਰਾਜ ਕੋ ਧਰਮ ਪਛਾਨਾ। ੧੧। ਜੇ ਪ੍ਰਭ ਸਾਖ ਨਮਿਤ ਠਹਰਾਏ। ਤੇ ਹਿਆਂ
ਆਇ ਪ੍ਰਭੂ ਕਹਿਵਾਏ। ਤਾਂ ਕੀ ਬਾਤ ਬਿਸਰ ਜਾਤੀ ਭੀ। ਅਪਨੀ ਅਪਨੀ
ਪਰਤ ਸੋਭ ਭੀ। ਜਬ ਪ੍ਰਭ ਕੋ ਨ ਤਿਨੈ ਪਹਿਚਾਨਾ। ਤਬ ਹਰਿ ਇਨ ਮਨੁੱਖਨ ਠ
ਹਰਾਨਾ। ਤੇ ਭੀ ਬਸ ਮਮਤਾ ਹੁਇ ਗਏ। ਪਰਮੇਸਰ ਪਾਹਨ ਠਹਰਏ।
੧੩। ਤਬ ਹਰਿ ਸਿਧ ਸਾਧ ਠਹਰਾਏ। ਤਿਨ ਭੀ ਪਰਮ ਪੁਰਖ ਨਹੀ ਪਾ
ਏ। ਜੇ ਕੋਈ ਹੋਤ ਭਯੋ ਜਗ ਸਯਾਨਾ। ਤਿਨ ਤਿਨ ਅਪਨੋ ਪੰਥ ਚਲਾਨਾ।
੧੪। ਪਰਮ ਪੁਰਖ ਕਿਨਹੂੰ ਨ ਪਾਯੋ। ਬੈਰ ਬਾਦ ਹੰਕਾਰ ਬਢਾਯੋ। ਪੇਡ
ਪਾਤ ਆਪਨ ਤੇ ਜਲੈ। ਪ੍ਰਭ ਕੈ ਪੰਥ ਨ ਕੋਊ ਚਲੈ। ੧੫। ਜਿਨ ਜਿਨ ਤ
ਨਕ ਸਿਧ ਕੋ ਪਾਯੋ। ਤਿਨ ਤਿਨ ਅਪਨਾ ਪੰਥ ਚਲਾਯੋ। ਪਰਮੇਸਰ ਨ
ਕਿਨਹੂੰ ਪਹਿਚਾਨਾ। ਮਮ ਉਚਾਰ ਤੇ ਭਯੋ ਦਿਵਾਨਾ। ੧੬। ਪਰਮ ਤੱਤ
ਕਿਨਹੂੰ ਨ ਪਛਾਨਾ। ਆਪ ਆਪ ਭੀਤਰ ਉਰਝਾਨਾ। ਤਬ ਜੇ ਜੇ ਰਿਖ
ਰਾਜ ਬਨਾਏ। ਤਿਨ ਆਪਨ ਪੁਨ ਸਿੰਮ੍ਰਿਤ ਚਲਾਏ। ੧੭। ਜੇ ਸਿੰਮ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اس پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا ہے۔ (جس کلمہ کو میں ٹھیک نہیں سمجھتا۔ کیونکہ لا الہ الا اللہ
تک حرف صحیح ہے۔ اس کے بعد ایک ایسے شخص کا نام مل جاتا ہے جو بندہ ہو ہر طرح سے لاچار ہو

ਤਿਨ ਕੇ ਭਏ ਅਨੁਰਾਗੀ ॥ ਤਿਨ ਤਿਨ ਕ੍ਰਿਆ ਬ੍ਰਹਮ ਕੀ ਤਿਆਗੀ ॥ ਜਿਨ ਮ
ਨ ਹਰਿ ਚਰਨਨ ਠਹਰਾਯੋ ॥ ਸੋ ਸਿਧਨ ਕੇ ਰਾਹ ਨ ਆਯੋ ॥ ੧੮ ॥ ਬ੍ਰਹ
ਮੇ ਚਾਰ ਹੀ ਬੇਦ ਬਨਾਏ ॥ ਸਰਬ ਲੋਕ ਤਿਨ ਕਰਮ ਚਲਾਏ ॥ ਜਿਨ ਕੀ
ਲਿਵ ਹਰਿ ਚਰਨਨ ਲਾਗੀ ॥ ਤੇ ਬੇਦਨ ਤੇ ਭਏ ਤਿਆਗੀ ॥ ੧੯ ॥
ਜਿਨ ਸਭ ਬੇਦ ਕਤੇਬ ਤਿਆਗੇ ॥ ਪਾਰਬ੍ਰਹਮ ਕੇ ਭਏ ਅਨੁਰਾਗੇ ॥
ਤਿਨ ਕੇ ਗੂੜ੍ਹ ਮਤ ਜੇ ਚਲੀ ॥ ਭਾਂਤ ਅਨੇਕ ਦੂਖਨ ਦੂਖ ਸੋ ਦਲਹੀ ॥ ੨੦
॥ ਜੇ ਜੇ ਸਹਤ ਜਾਤਨ ਸੰਦੇਹਾ ॥ ਪ੍ਰਭ ਕੋ ਸੰਗ ਨ ਛੋਡਤ ਨੇਹਾ ॥ ਤੇ ਤੇ ਪਰ
ਮ ਪੁਰੀ ਕਹ ਜਾਹੀਂ ॥ ਤਿਨ ਹਰਿ ਸਿਉਂ ਅੰਤਰ ਕਛੁ ਨਾਹੀਂ ॥ ੨੧ ॥ ਜੇ ਜੇ
ਜੀਅ ਜਤਨ ਤੇ ਡਰੇ ॥ ਪਰਮ ਪੁਰਖ ਤਜ ਤਿਨ ਮਗ ਪਰੇ ॥ ਤੇ ਤੇ ਨਰਕ
ਕੁੰਡ ਮੋਂ ਪਰਹੀ ॥ ਬਾਰ ਬਾਰ ਜਗ ਮੋਂ ਬਪੁ ਧਰਹੀ ॥ ੨੨ ॥ ਤਬ ਹਰਿ
ਬਹੁਰ ਦੱਤ ਉਪਜਾਯੋ ॥ ਤਿਨ ਭੀ ਅਪਨ ਪੰਥ ਚਲਾਯੋ ॥ ਕਰ ਮੋ ਨਖ ਸਿ
ਰ ਜਟਾ ਸਵਾਰੀ ॥ ਪ੍ਰਭ ਕੀ ਕ੍ਰਿਆ ਨ ਕਛੂ ਬਿਚਾਰੀ ॥ ੨੩ ॥ ਪੁਨ ਹਰਿ ਗੋਰ
ਖ ਕੋ ਉਪਰਾਜਾ ॥ ਸਿਖ ਕਰੇ ਤਿਨਹੂੰ ਬਡ ਰਾਜਾ ॥ ਸ੍ਰਵਨ ਫਾਰ ਮੁੰਦ੍ਰਾ
ਦੁਐ ਡਾਰੀ ॥ ਹਰਿ ਕੀ ਪ੍ਰੀਤ ਰੀਤ ਨ ਬਿਚਾਰੀ ॥ ੨੪ ॥ ਪੁਨ ਹਰਿ ਰਾਮਾਨੰ
ਦ ਕੋ ਕਰਾ ॥ ਭੇਸ ਬੈਰਾਗੀ ਕੋ ਜਿਨ ਧਰਾ ॥ ਕੰਠੀ ਕੰਠ ਕਾਠ ਕੀ ਡਾਰੀ ॥
ਪ੍ਰਭ ਕੀ ਕ੍ਰਿਆ ਨ ਕਛੂ ਬਿਚਾਰੀ ॥ ੨੫ ॥ ਜੇ ਪ੍ਰਭ ਪਰਮ ਪੁਰਖ ਉਪਜਾਏ
॥ ਤਿਨ ਤਿਨੈ ਮਾਰਗ ਚਲਾਏ ॥ ਮਹਾ ਦੀਨ ਤਬ ਪ੍ਰਭ ਉਪਰਾਜਾ ॥ ਅਰ
ਬ ਦੇਸ ਕੋ ਕੀਨੋ ਰਾਜਾ ॥ ੨੬ ॥ ਤਿਨ ਭੀ ਅਪਨਾ ਪੰਥ ਉਪਰਾਜਾ ॥ ਲਿੰ
ਗ ਬਿਨ ਕੀਨੇ ਸਭ ਰਾਜਾ ॥ ਸਭ ਤੇ ਅਪਨਾ ਨਾਮ ਜਪਾਯੋ ॥ ਸਤਿਨਾ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پیدائش اور موت دونوں کی تکلیف اٹھائی ہو۔ بالکل خلاف ہے۔ لیکن جب مجکو ایک مسلمان
نے نشر دیا یعنی شوق سے دیا۔ تو میں نے انکار نہیں کیا +

ਮ ਕਾਹੂੰ ਨ ਦ੍ਰਿੜਾਯੋ ॥੨੭॥ ਸਭ ਅਪਨੀ ਅਪਨੀ ਉਰਝਾਨਾ ॥ ਪਾਰਬ੍ਰ
ਹਮ ਕਾਹੂੰ ਨ ਪਛਾਨਾ ॥ ਤਪ ਸਾਧਤ ਹਰਿ ਮੋਹਿ ਬੁਲਾਯੋ ॥ ਇਮ ਕਹਿ
ਕੈ ਇਹ ਲੋਕ ਪਠਾਯੋ ॥੨੮॥ ਅਕਾਲ ਪੁਰਖ ਵਾਚ ॥ ਚੌਪਈ ॥ ਮੈਂ
ਅਪਨ ਸੁਤ ਤੋਹਿ ਨਿਵਾਜਾ ॥ ਪੰਥ ਪ੍ਰਚੁਰ ਕਰਬੇ ਕੌ ਸਾਜਾ ॥ ਜਾਹਿ ਤਹਾ
ਤੈ ਧਰਮ ਚਲਾਇ ॥ ਕਬੁਧ ਕਰਨ ਤੇ ਲੋਕ ਹਟਾਇ ॥੨੯॥ ਕਬਿ ਬਾ
ਚ ਦੋਹਰਾ ॥ ॥ ਠਾਢ ਭਯੋ ਮੈਂ ਜੋਰ ਕਰਿ ਬਚਨ ਕਹਾ ਸਿਰ ਨਿਆ
ਇ ॥ ਪੰਥ ਚਲੈ ਤਬ ਜਗਤ ਮੈਂ ਜਬ ਤੁਮ ਕਰਹੁ ਸਹਾਇ ॥੩੦॥ ਚੌਪਈ
॥ ਇਹ ਕਾਰਨ ਪ੍ਰਭੁ ਮੋਹਿ ਪਠਾਯੋ ॥ ਤਬ ਮੈਂ ਜਗਤ ਜਨਮ ਧਰ ਆਯੋ ॥
ਜਿਮ ਤਿਨ ਕਹੀ ਤਿਨੈ ਤਿਮ ਕਹਿਹੋਂ ॥ ਔਰ ਕਿਸੂ ਤੇ ਬੈਰ ਨ ਗਹਿਹੋਂ ॥
੩੧ ॥ ਜੋ ਹਮ ਕੋ ਪਰਮੇਸਰ ਉਚਰਹੈਂ ॥ ਤੇ ਸਭ ਨਰਕ ਕੁੰਡ ਮਹਿ ਪਰਿਹੈਂ ॥
ਮੋ ਕੌ ਦਾਸ ਤਵਨ ਕਾ ਜਾਨੋ ॥ ਯਾ ਮੈਂ ਭੇਦ ਨ ਰੰਚ ਪਛਾਨੋ ॥੩੨॥ ਮੈਂ ਹੋ
ਪਰਮ ਪੁਰਖ ਕੋ ਦਾਸਾ ॥ ਦੇਖਨ ਆਯੋ ਜਗਤ ਤਮਾਸਾ ॥ ਜੋ ਪ੍ਰਭੁ ਜ
ਗਤ ਕਹਾ ਸੋ ਕਹਿਹੋਂ ॥ ਮ੍ਰਿਤ ਲੋਕ ਤੇ ਮੋਨ ਨ ਰਹਿਹੋਂ ॥੩੩॥ ਨਰਾਜ
ਛੰਦ ॥ ਕਹਿਯੋ ਪ੍ਰਭੂ ਸੋ ਭਾਖਿਹੋਂ ॥ ਕਿਸੂ ਨ ਕਾਨ ਰਾਖਿਹੋਂ ॥ ਕਿਸੂ ਨ ਭੇ
ਖ ਭੀਜਿਹੋਂ ॥ ਅਲੇਖ ਬੀਜ ਬੀਜਿਹੋਂ ॥੩੪॥ ਪਖਾਣ ਪੂਜ ਹੋਂ ਨਹੀਂ ॥ ਨ
ਭੇਖ ਭੀਜ ਹੋਂ ਕਹੀਂ ॥ ਅਨੰਤ ਨਾਮ ਗਾਇਹੋਂ ॥ ਪਰੱਮ ਪੁਰਖ ਪਾਇਹੋਂ ॥
੩੫ ॥ ਜਟਾ ਨ ਸੀਸ ਧਾਰਿਹੋਂ ॥ ਨ ਮੁੰਦ੍ਰਕਾ ਸੁ ਧਾਰਿਹੋਂ ॥ ਨ ਕਾਨ ਕਾਹੂ ਕੀ
ਧਰੋਂ ॥ ਕਹਯੋ ਪ੍ਰਭੂ ਸੁ ਮੈਂ ਕਰੋਂ ॥੩੬॥ ਭਜੋ ਸੁ ਏਕ ਨਾਮਯੰ ॥ ਜੁ ਕਾਮ ਸਰ
ਬ ਠਾਮਯੰ ॥ ਨ ਜਾਪ ਆਨ ਕੋ ਜਪੋਂ ॥ ਨ ਔਰ ਥਾਪਨਾ ਥਪੋਂ ॥੩੭॥

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بہرحال عقلمند لوگ بھی جو خدا کو جانتے ہیں کہ وہ درزی نہیں ہے - اور نہ چھاپہ چھاپنے
یا کشیدہ کاڑھنے والا ہے اس بات سے انکار نہیں کر سکتے۔ کہ جب گورو نانک صاحب

ਇਅੰਤ ਨਾਮ ਧਿਆਇ ਹੈਂ। ਪਰਮ ਜੋਤਿ ਪਾਇ ਹੈਂ। ਨ ਧਿਆਨ ਆਨ
ਕੋ ਧਰੈਂ। ਨ ਨਾਮ ਆਨ ਉਚਰੈਂ।੩੮। ਤਵੱਕ ਨਾਮ ਰਤਿ ਹੀ ਨ ਆਨ
ਮਾਨ ਮੱਤ ਹੀ। ਪਰਮ ਧਿਆਨ ਧਾਰੀਅੰ। ਅਨੰਤ ਪਾਪ ਟਾਰੀਅੰ।੩੯। ਤੁ
ਮੇਵ ਰੂਪ ਰਾਚਿ ਹੀਂ। ਨ ਆਨ ਦਾਨ ਮਾਚਿ ਹੀਂ। ਤਵੱਕ ਨਾਮ ਉਚਾਰਿ
ਹੀਂ। ਅਨੰਤ ਦੂਖ ਟਾਰਿ ਹੀਂ।੪੦।। ਚੌਪਈ।। ਜਿਨ ਜਿਨ ਨਾਮੁ ਤਿਹ
ਾਰੋ ਧਿਆਇਆ। ਦੂਖ ਪਾਪ ਤਿਨ ਨਿਕਟ ਨ ਆਇਆ। ਜੇ ਜੇ ਅਉਰ
ਧਿਆਨ ਕੋ ਧਰਹੀ। ਬਹਿਸ ਬਹਿਸ ਬਾਦਨ ਤੇ ਮਰਹੀਂ।੪੧।। ਹਮ
ਇਹ ਕਾਜ ਜਗਤ ਮੋਂ ਆਏ। ਧਰਮ ਹੇਤ ਗੁਰਦੇਵ ਪਠਾਏ। ਜਹਾਂ ਤਹਾਂ
ਤੁਮ ਧਰਮ ਬਿਥਾਰੋ। ਦੁਸਟ ਦੋਖੀਅਨ ਪਕਰ ਪਛਾਰੋ।੪੨। ਯਹੀ
ਹੈ ਕਾਜ ਧਰਾ ਹਮ ਜਨਮੰ। ਸਮਝ ਲੇਹੁ ਸਾਧੂ ਸਭ ਮਨਮੰ। ਧਰਮ ਚ
ਲਾਵਨ ਸੰਤ ਉਬਾਰਨ। ਦੁਸਟ ਸਭਨ ਕੋ ਮੂਲ ਉਪਾਰਨ।੪੩।। ਜੇ ਜੇ
ਭਏ ਪਹਿਲ ਅਵਤਾਰਾ। ਆਪ ਆਪ ਤਿਨ ਜਾਪੁ ਉਚਾਰਾ। ਪ੍ਰਭ ਦੋਖੀ
ਕੋਈ ਨ ਬਿਦਾਰਾ। ਧਰਮ ਕਰਨ ਕੋ ਰਾਹ ਨ ਡਾਰਾ।੪੪।। ਜੇ ਜੇ ਗੌਸ
ਅੰਬੀਆ ਭਏ। ਮੈਂ ਮੈਂ ਕਰਤ ਜਗਤ ਤੇ ਗਏ। ਮਹਾਂ ਪੁਰਖ ਕਾਹੂੰ ਨ ਪਛਾ
ਨਾ। ਕਰਮ ਧਰਮ ਕੋ ਕਛੂ ਨ ਜਾਨਾ।੪੫।। ਅਵਰਨ ਕੀ ਆਸਾ ਕਿਛੁ
ਨਾਹੀ। ਏਕੈ ਆਸ ਧਰੋ ਮਨ ਮਾਹੀ। ਆਨ ਆਸ ਉਪਜੈ ਕਛੁ ਨਾਹੀ।
ਵਾ ਕੀ ਆਸ ਧਰੋ ਮਨ ਮਾਹੀ।੪੬।। ਦੋਹਰਾ।। ਕੋਈ ਪੜ੍ਹਤ ਕੁਰਾਨ ਕੋ
ਕੋਈ ਪੜ੍ਹਤ ਪੁਰਾਨ। ਕਾਲ ਨ ਸਕਤ ਬਚਾਇ ਕੈ ਫੋਕਟ ਧਰਮ ਨਿਦਾਨ
।।੪੭।। ਚੌਪਈ।। ਕਈ ਕੋਟਿ ਮਿਲ ਪੜ੍ਹਤ ਕੁਰਾਨਾ। ਬਾਚਤ ਕਿਤੇ ਪੁਰਾ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بغداد میں گئے۔ اور وہاں کے حاکم نے اُن کو ایک چولہ نذر کیا۔ جو کہ ایک امر واقعی ہے۔ تو انہوں
نے اُسے پہن لیا۔ اور بطور تحفہ و نشانی اپنے ہمراہ لے آئے جو اب تک موجود ہے۔ اور اس سے

ਅਜਪਾ ਅੰਤ ਕਾਲ ਕੋਈ ਕਾਮ ਨ ਆਵਾ। ਨਾਦ ਕਾਲ ਕੋਊ ਨ ਬਚਾਵਾ।
੪੯। ਮੋਨ ਜਪੋ ਤਉ ਕੈਤਮ ਭਾਈ। ਅੰਤ ਕਾਲ ਜੋ ਹੋਤ ਸਹਾਈ। ਫੋਕ
ਟ ਧਰਮ ਲਖੋ ਕਰ ਭਰਮਾ। ਇਨ ਤੇ ਸਰਤ ਨ ਕੋਈ ਕਰਮਾ। ੪੯।
ਇਹ ਕਾਰਨ ਪ੍ਰਭੁ ਹਮੇ ਬਤਾਯੋ। ਭੇਦ ਭਾਖ ਇਹ ਲੋਕ ਪਠਾਯੋ। ਜੋ
ਤਿਨ ਕਹਾ ਸੋ ਸਭਨ ਉਚਰੌ। ਡਿੰਭ ਵਿੰਭ ਕਛੁ ਨੈਕ ਨ ਕਰੌ। ੫੦। ਰ
ਸਾਵਲ ਛੰਦ। ਨ ਜਟਾ ਮੂੰਡ ਧਾਰੌ। ਨ ਮੁੰਦ੍ਰਕਾ ਸਵਾਰੌ। ਜਪੋ ਤਾਸ ਨਾਮੀ।
ਸਰੈ ਸਰਬ ਕਾਮੀ। ੫੧। ਨ ਨੈਨੀ ਮਚਾਊਂ। ਨ ਡਿੰਭੀ ਦਿਖਾਊਂ। ਨ ਕੁਕ੍ਰ
ਮ ਕਮਾਊਂ। ਨ ਭੇਖੀ ਕਹਾਊਂ। ੫੨। ਚੌਪਈ। ਜੇ ਜੇ ਭੇਖ ਸੁਤਨ ਮੇਂ ਧਾ
ਰੈਂ। ਤੇ ਪ੍ਰਭ ਜਨ ਕਛੁ ਕੈ ਨ ਬਿਚਾਰੈਂ। ਸਮਝ ਲੇਹ ਸਭ ਜਨ ਮਨ ਮਾਹੀ।
ਡਿੰਭਨ ਮੇ ਪਰਮੇਸੁਰ ਨਾਹੀ। ੫੩। ਜੇ ਜੇ ਕਰਮ ਕਰਹਿੰ ਭੇਖਧਾਰੀ।
ਤਿਨ ਪ੍ਰਭੁ ਲੋਗਨ ਮੇਂ ਗਤ ਨਾਹੀ। ਜੀਵਤ ਚਲਤ ਜਗਤ ਕੇ ਕਾਜਾ।
ਸ੍ਵਾਂਗ ਦੇਖ ਕਰ ਪੂਜਤ ਰਾਜਾ। ੫੪। ਸ੍ਵਾਂਗਨ ਮੇਂ ਪਰਮੇਸੁਰ ਨਾਹੀ।
ਖੋਜ ਫਿਰੈ ਸਭ ਹੀ ਕੋ ਕਾਹੀ। ਅਪਨੋ ਮਨੁ ਕਰਮੋ ਜਿਹ ਆਨਾ। ਪਾਰ
ਬ੍ਰਹਮ ਕੋ ਤਿਨੀ ਪਛਾਨਾ। ੫੫। ਦੋਹਰਾ। ਭੇਖ ਦਿਖਾਯੋ ਜਗਤ ਕੋ
ਲੋਗਨ ਕੋ ਬਸ ਕੀਨ। ਅੰਤ ਕਾਲ ਕਾਤੀ ਕਟ੍ਯੋ ਬਾਸ ਨਰਕ ਮੇ ਲੀਨ
।੫੬। ਚੌਪਈ। ਜੇ ਜੇ ਜਗ ਕੋ ਡਿੰਭ ਦਿਖਾਵੈ। ਲੋਗਨ ਮੂੰਡ ਅਧਿ
ਕ ਸੁਖ ਪਾਵੈ। ਨਾਸਾ ਮੂੰਦ ਕਰੈ ਪਰਣਾਮੀ। ਫੋਕਟ ਧਰਮ ਨ ਕੌਡੀ ਕਾ
ਮੀ। ੫੭। ਫੋਕਟ ਧਰਮ ਜਿਤੇ ਜਗ ਕਰਹੀ। ਨਰਕ ਕੁੰਡ ਭੀਤਰ
ਤੇ ਪਰਹੀ। ਹਾਥ ਹਲਾਏ ਸੁਰਗ ਨ ਜਾਹੂ। ਜੋ ਮਨ ਜੀਤ ਸਕਾ ਨਾਹੀ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اپنی سچے مذہب کے پیرو سکھوں کو یہ ہدایت کی۔ کہ سب چیزیں خدا کی ہیں۔ اور مسلمان بھی خدا
کے بندے ہیں۔ اِن سے تم لوگوں کو نفرت یا تعصب نہیں رکھنا چاہیئے۔ اور جس طرح سے

ਕਹੂੰਆ ॥ ੫੮ ॥ ਕਬਿ ਬਾਚ ॥ ਦੋਹਰਾ ॥ ਜੋ ਨਿਜ ਪ੍ਰਭੁ ਮੋਸੋ ਕਹਾ ਸੋ ਕਹਿ
ਹੋਂ ਜਗ ਮਾਹਿ ॥ ਜੋ ਤਿਹ ਪ੍ਰਭੁ ਕੋ ਧਿਆਇ ਹੈ ਅੰਤ ਸੁਰਗ ਕੋ ਜਾਂਹਿ ॥
੫੯ ॥ ਦੋਹਰਾ ॥ ਹਰਿ ਹਰਿਜਨ ਦੁਇ ਏਕ ਹੈ ਬਿਬ ਬਿਚਾਰ ਕਛੁ
ਨਾਹਿ ॥ ਜਲ ਤੇ ਉਪਜ ਤਰੰਗ ਜਿਉਂ ਜਲ ਹੀ ਬਿਖੈ ਸਮਾਹਿ ॥ ੬੦ ॥
ਚੌਪਈ ॥ ਜੇ ਜੇ ਬਾਦ ਕਰਤ ਹੰਕਾਰਾ ॥ ਤਿਨ ਤੇ ਭਿੰਨ ਰਹਤ ਕਰਤਾ
ਰਾ ॥ ਬੇਦ ਕਤੇਬ ਬਿਖੈ ਹਰਿ ਨਾਹੀ ॥ ਜਾਨ ਲੇਹੁ ਹਰਿਜਨ ਮਨ ਮਾਹੀ ॥
੬੧ ॥ ਆਂਖ ਮੂੰਦ ਕੋਊ ਡਿੰਭ ਦਿਖਾਵੈ ॥ ਆਂਧਰ ਕੀ ਪਦਵੀ ਕਹ ਪਾ
ਵੈ ॥ ਆਂਖ ਮੀਚ ਮਗ ਸੂਝ ਨ ਜਾਈ ॥ ਤਾਹਿ ਅਨੰਤ ਮਿਲੈ ਕਿਮ ਭਾਈ ॥
੬੨ ॥ ਬਹੁ ਬਿਸਥਾਰ ਕਹਾ ਲਉ ਕੋਈ ਕਹੈ ॥ ਸਮਝਤ ਬਾਤ ਥਕਤਿ
ਹੁਐ ਰਹੈ ॥ ਰਸਨਾ ਧਰੈ ਕੋਈ ਜੋ ਕੋਟਾ ॥ ਤਦਪਿ ਗਨਤ ਤਿਹ ਪਰਤ
ਸੁ ਤੋਟਾ ॥ ੬੩ ॥ ਦੋਹਰਾ ॥ ਜਬ ਆਇਸ ਪ੍ਰਭ ਕੋ ਭਯੋ ਜਨਮ ਧਰਾ ਜ
ਗ ਆਇ ॥ ਅਬ ਮੈ ਕਥਾ ਸੰਛੇਪ ਤੇ ਸਭਹੂੰ ਕਹਤ ਸੁਨਾਇ ॥ ੬੪ ॥ ਉ

اِس کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ دسم پادشاہی (گورو گوبند سنگھ صاحب) پچھلے جنم میں ہیم کنٹ پربت پر جہاں پانچو
پانڈو نے تپ کیا تھا۔ تپ کر رہے تھے۔ اور پرمیشور کی یاد میں ایسے محو ہو گئے تھے کہ بالکل اسی میں لین ہو گئے
تھے۔ اور دوئی مطلق نہیں رہی تھی۔ اُس وقت کی بابت گورو صاحب فرماتے ہیں۔ کہ مجکو پرمیشور نے یہ کہکر
بھیجا۔ (اکال پورکھ بچ اس کیٹ پت) یعنی خدا کا کلام مجھ حقیر کیطرف مخاطب ہو کر:۔

جب پہلے ہمنے دنیا بنائی تو اس وقت راکھشس دکھ دینے والے بنائے وہ اپنے زور کی
طاقت میں اپنی تئیں بھولکر پاگل ہو گئے۔ اور پرمیشور کی پرستش سے رہ گئے۔ اُن کو ہمنے تھوڑے ہی
عرصہ میں ختم کر دیا۔ اُن کی جگہ دیوتا بنائے۔ وہ قربانیاں اور پوجا لینے میں ایسے مصروف ہوئے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

میں مسلمانوں کے ملک میں گیا۔ اور وہاں اُن کے کپڑے کو بھی پہنا۔ اسی طرح سے ضرورت کے وقت تم لوگوں کو کسی ملک میں جانے سے یا کسی لباس کے پہننے سے نفرت اور تعصب

لگا۔ آپ ہی پرمیشور ہو بیٹھے۔ مہادیو نے اپنے تئیں اچیت کہلایا۔ بعض نے اپنے آپ کو ہی پرمیشور کہا۔ برہما نے کہا کہ میں ہی پاربرہم ہوں۔ لیکن جو در اصل پربھو مالک تھا۔ اس کو کسی نے نہیں جانا۔ تب پربھو نے تب پربھو نے نشٹ سا کبھی بنائے۔ لیکن انہوں نے بھی کہا کہ ہماری ہی پوجا کرو۔ ہمارے سوائے کوئی دوسرا مالک نہیں ہے۔ جن لوگوں نے پرمیشور کو نہیں پہچانا انہوں نے انہیں کو ایشور مان لیا۔ کئی ایسے ہیں جو سورج اور چاند کو ہی ایشور جانتے ہیں۔ کئی آگ میں آہوتی ڈالتے ہیں۔ اور کئی ہوا کو مانتے ہیں۔ کتنوں نے پتھروں کو پربھو سمجھا۔ اور کتنوں نے پانی میں نہانے کو۔ اور کتنوں نے فعال کو۔ اور کسی نے دھرم راج کو ہی دھرم جان لیا۔ غرض جب ساکھیوں نے بھی اصل مالک کی پرستش نہ کرائی تب پرمیشور نے ان انسانوں کو ہی قائم کیا۔ یہ بھی حرص و ہوا کے قابو میں ایسے آئے کہ پتھروں کو پرمیشور ٹھہرایا۔ تب پرمیشور نے سِدھ اور سادھو لوگ پیدا کئے لیکن انہوں نے بھی اصل بات کو چھوڑ دیا۔ جو جو اشخاص دنیا میں عقلمند ہوئے۔ انہوں نے اپنا اپنا ایک جدا ہی راستہ نکالا۔ اصل پرمیشور پرماتما کے پانے کی کسی نے کوشش نہ کی۔ آپس میں نفاق اور دشمنی اور غرور کو بڑھایا +

جن لوگوں کو ذرا بھی سِدھتا (مقدرت) حاصل ہوئی۔ انہوں نے اپنا اپنا ایک جدا ہی مذہب قائم کیا۔ اصل مالک کو نہیں پہچانا۔ اور جو کچھ ہوں سو میں ہی ہوں ہوں ہیں، دیوانہ رہا۔ پرمیشور کو کسی نے نہیں پہچانا۔ اپنے ہی میں مشغول رہا۔ پھر جو جو رگھ راج بنائے۔ انہوں نے پھر اپنی عقل کے موافق سمرتیوں کا مت چلایا۔ جو لوگ سمرتیوں کے بس میں ہوئے۔ انہوں نے پہیم کی کرپا جسقدر تھی تیاگ دی۔ ہاں جن لوگوں کی محبت سچے پرماتما کے قدموں کے ساتھ لگی۔ انہوں نے بیدوں کی پرواہ نہیں کی جنہوں نے بید اور کتاب کے متوں کی پرواہ کی اور پرمیشور پرماتما کو نہیں پایا اُن کے مذہب میں جو چلیں گے وہ تکلیفیں اٹھائیں گے۔ جو لوگ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نہیں ہونا چاہیئے۔ میرا مذہب سچ اور صاف ہے۔ اور جس طرح سے خدا کا دروازہ جس کا
میں بھیجا ہوا ہوں سب قوموں کے لیئے کھلا ہوا ہے۔ اسی طرح جو سیدھی سڑک کہ خدا کے

ذات پات کی پرواہ نہ کر کے ہمیشہ ایک پرمیشور پرماتما سے محبت رکھتے ہیں وہ پرمیشور کے ملک
میں جاتے ہیں۔ اور اُن میں اور پرمیشور میں کوئی بھید نہیں ہے۔ جو لوگ ذات پات کا خیال کر کے
پرمیشور پرماتما کے اصل راستہ کو چھوڑ کر اُن کے راستہ پر چلے ہیں وہ لوگ نرک کُنڈ میں یعنی دوزخ
میں پڑیں گے۔ اور سنسار میں بار بار جنم لیں گے۔ پھر پرمیشور پرماتما فرماتے ہیں کہ ہمنے دتّ
کو بھیجا۔ اُس نے بھی دنیا پر ایک علیحدہ مذہب چلایا۔ ہاتھوں میں ناخن اور سر پر جٹائیں بڑھائیں
لیکن پرمیشور کے حکم کی کچھ بھی تعمیل نہ کی۔ پھر پرمیشور نے گورکھ کو بھیجا۔ اُس نے بھی بڑے بڑے
راجاؤں کو چیلے بنایا۔ کانوں کو پھاڑ کر مُندریں ڈالدیں مگر اصل پرمیشور کی جو محبت تھی اسکی طرف
خیال نہ کیا۔ پھر پرمیشور نے رامانند کو بھیجا۔ جس نے بیراگی کا بھیس چلایا۔ اُس نے بھی ہر ایک
کے گلے میں کاٹھ کی کنٹھی ڈال دی۔ لیکن سچے پرماتما کے حکم کا کچھ خیال نہ کیا۔ غرض جس قدر پرمیشور
نے بڑے آدمی پیدا کیئے سب نے اپنا الگ ہی فرقہ قایم کیا۔ آخر کار پرمیشور نے محمد صاحب
کا دین بنایا۔ اور اُن کو عرب کے ملک کا بادشاہ کیا۔ لیکن انہوں نے بھی اپنا ایک جدا مذہب
جاری کیا۔ تمام انسانوں کے عضو تناسُل کٹوائے۔ اور سب کے مُنہہ سے اپنا نام جپوایا۔ حرف
ایک سَتّ نام کو کسی نے نہ سمجھایا۔ جو آیا وہ اپنی اپنی باتوں میں مصروف رہا۔ پاربرہم کو کسی نے
نہ پہچانا۔ گورو گوبند سنگھ صاحب فرماتے ہیں کہ اسطرح پر اکال پورکھ نے مجھسے فرمایا۔ اور کہا کہ جا
دنیا میں دہرم چلا۔ بیوقوفی سے لوگوں کو ہٹا! گورو گوبند سنگھ صاحب فرماتے ہیں۔ یہ سُنکر میں
حضور کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو گیا۔ اور سرنگوں ہو کر یہ عرض کیا۔ کہ مذہب دنیا میں تب چل
سکتا ہے جب آپکی مدد ہو۔ اَے بھائی لوگو! اسواسطے پرمیشور نے مجھے دنیا میں بھیجا ہے
اور اس لیئے میں نے اُس کے حکم سے دنیا میں جنم لیا ہے۔ جس طرح اُس نے کہا ہے ویسا ہی
تم لوگوں سے کہوں گا۔ اور کسی سے دشمنی نہیں کروں گا۔ جو کوئی شخص مجکو پرمیشور کہے گا۔ وہ دوزخ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پاس پہنچنے کی میتے تمکو بتلائی ہے۔ سب قوموں کے لیئے ہے۔ جو چاہے اُس پر چلے۔
کسی کو روک ٹوک نہیں ہے۔ چنانچہ دسویں جامہ میں گورونانک صاحب نے صاف طور پر

میں پڑے گا۔ مجکو اُس کا خادم سمجھو۔ اور اِس میں ذرا شک مت لاؤ۔ میں پرمیشور پرماتما کا داس
(خادم) ہوں۔ دنیا کا تماشا دیکھنے آیا ہوں + جو پرمیشور نے کہا وہی کروں گا۔ کسی کا لحاظ نہیں کرونگا
کبھی کے بھیکھ میں نہیں آؤں گا۔ پرمیشور کے نام کا بیج بوؤں گا۔ بُت پرست میں نہیں ہوں۔ نہ
بھیکھی ہوں۔ پرمیشور کے ہزارہا نام کو گاؤں گا۔ تو ہی اُس کو پاؤں گا۔ نہ تو سر پر جٹا بناؤں گا۔ نہ کانوں
میں مُندراں ڈالوں گا۔ نہ کسی کا لحاظ رکھوں گا۔ جو پرمیشور نے کہا وہی کہوں گا۔ بس صرف ایک پرمیشور
کا نام بھجو۔ یعنی ایک خدا کے نام کا ورد کرو۔ تاکہ تمہاری سب مرادیں بر آدیں۔ اور کسی کا نام مت لو۔
نہ تو کوئی تھا پنا تھا پو۔ بے انتہا نام پرمیشور کا لو۔ اور اُسی کو پاؤ۔ نہ غیر کا دھیان دھرو۔ نہ کسی اور کا مُنہہ
سے نام لو۔ اُسی پرمیشور کا دھیان کرو۔ اور وہی گناہ کو بخشیگا۔ جس جس نے پرمیشور کا نام لیا۔ اُس کے
نزدیک کوئی عذاب اور تکلیف نہیں آئی۔ اور جو کسی غیر کا دھیان دھریں گے۔ وہ باہم بحث مباحثہ
کرتے ہی مر جائیں گے۔ میں صرف اسی واسطے جگ میں آیا ہوں۔ دھرم چلانے کے واسطے مجکو
پرمیشور نے بھیجا ہے۔ اور کہا کہ جا ہر ایک جگہ دھرم پھیلا۔ اور جو ظالم اور تکلیف دینے والے ہیں
اُن کو گرفتار کر کے مغلوب کر۔ اے سب سادھو لوگو! سمجھ لو! زمین پر میرا جنم صرف اسیواسطے ہُوا ہے
کہ دھرم کو چلاؤں۔ اور نیک آدمیوں کی رچھا کروں۔ ظالموں کو بیخ و بُن سے اُکھاڑوں۔ جسقدر پہلے
اوتار ہوئے ہیں۔ سوائے اِس کے کہ اپنے ہی نام کے ورد کرانیکی کوشش کی ہو۔ پرمیشور کے دوکھی کو
کسی نے نیست و نابود نہیں کیا۔ نہ دھرم کا کوئی رستہ چلایا۔ جسقدر غوث اور انبیا ہوئے ہیں سب
میں میں کرتے چلے گئے ہیں۔ پرمیشور کو کسی نے نہیں پہچانا۔ اور نہ دھرم کرم کی کچھ خبر لی۔ اور
کسی کی امید دل میں مت رکھو۔ صرف ایک پرماتما پرمیشور سچے کال پورکھ کا اپنے دل میں آسرا رکھو۔
دوسروں کے آسروں سے کچھ فائدہ نہیں ہو سکتا۔ صرف اُسی کی آس رکھو + کوئی قرآن کو پڑھتا ہے
کوئی پوران کو۔ لیکن کال سے کوئی بھی نہیں بچا سکتا۔ لاکھوں آدمی مل کر قرآن کو پڑھتے ہیں۔ اور

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بجز نانک میں اس وصیت کو اپنی زبان مبارک سے بھی فرما دیا ہے۔
"ਕੋਊ ਭਇਓ ਮੁੰਡੀਆ ਸੰਨਿਆਸੀ ਕੋਊ ਜੋਗੀ ਭਇਓ ਬ੍ਰ"

بیشمار پوران کو۔ لیکن آخر کے وقت کوئی بھی کام نہیں آتا۔ اور نہ کال کے داؤں سے کوئی بچا سکتا ہے۔ پھر کیوں اُسکے نام کا ورد نہیں کرتے۔ جو آخر کے وقت میں تمہاری مدد کرے۔ یہ جسقدر دیکھتے ہو سب جھوٹے دہرم ہیں۔ اُن سے کوئی کام نہیں نکلتا۔ اسیواسطے مجھے پرمیشور نے بھیجا ہے اور یہ سب حالات مجھے بتلا کر اس طرف روانہ کیا ہے۔ جو پرمیشور نے کہا ہے۔ وہی سب سے کہوں گا۔ کوئی فریب یا جھوٹ نہیں دکھلاؤں گا۔ وہی میں دنیا پر کہوں گا۔ جو اُس ایک سچے پرماتما کا دھیان کرینگے وہی آخیر میں بہشت میں جاویں گے۔ ہری اور اُس کے پیارے دونوں ایک ہیں۔ کچھ فرق نہیں ہے جو لوگ غرور اور فضول جھگڑا کرتے ہیں۔ اُن سے پرمیشور الگ رہتا ہے۔ وید اور پورانوں میں پرمیشور نہیں ہے۔ پرمیشور کے پیارے لوگو! اپنے دل میں سمجھ لو۔ کچھ وید اور پورانوں میں پرمیشور نہیں رکھا ہے۔ جو لوگ آنکھ بند کر کے فریب دکھاتے ہیں۔ اندھے کے نام سے پکارے جاتے ہیں آنکھ بند کرنے سے جب اُس کو رستہ ہی دکھلائی نہیں دیتا تو اُس کو پرمیشور کیسے مل سکتا ہے مفصل طور پر کہاں تک بیان کیا جائے۔ پرمیشور کی اگر بات سمجھی جائے تو کہی جائے۔ اگر کروڑ زبان بھی ہو جائے۔ تو بھی تو شمار میں نہیں آسکتا۔ غرض جس طرح مجھے پرمیشور نے اجازت دی اُس کے حکم کے بموجب میں دنیا میں آیا ہوں۔ اور اب میں اپنی بات سب کو سُنا کر ختم کرتا ہوں"+

لے (نوٹ صفحہ گذشتہ) دسواں جامہ اس لیئے کہ گورو نانک صاحب کا اوتار ۱۰ گوروؤں میں پرمیشور نے مکمل کیا ہے۔ دیکھو بھوشت پران کا ادھیائے ۲۸ جس کی نقل اس کتاب میں موجود ہے+

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

ਮਚਾਰੀ ਕੋਊ ਜਤੀ ਅਨਮਾਨਬੋ ॥ ਹਿੰਦੂ ਤੁਰਕ ਕੋਊ ਰਾਫਜੀ
ਇਮਾਮ ਸਾਫੀ ਮਾਨਸ ਕੀ ਜਾਤ ਸਬੈ ਏਕੈ ਪਹਿਚਾਨਬੋ ॥ ਕ
ਰਤਾ ਕਰੀਮ ਸੋਈ ਰਾਜਕ ਰਹੀਮ ਓਈ ਦੂਸਰੋ ਨ ਭੇਦ ਕੋ
ਈ ਭੂਲ ਭ੍ਰਮ ਮਾਨਬੋ ॥ ਏਕ ਹੀ ਕੀ ਸੇਵ ਸਬ ਹੀ ਕੋ ਗੁਰਦੇ
ਵ ਏਕ ਹੀ ਸਰੂਪ ਸਬੈ ਏਕੈ ਜੋਤ ਜਾਨਬੋ ॥੧੫॥੫੮॥
॥ ਦੇਹਰਾ ਮਸੀਤ ਸੋਈ ਪੂਜਾ ਔ ਨਿਵਾਜ ਓਈ ਮਾਨਸ ਸਬੈ ਏ
ਕ ਪੈ ਅਨੇਕ ਕੋ ਪ੍ਰਭਾਵ ਹੈ ॥ ਦੇਵਤਾ ਅਦੇਵ ਜਛ ਗੰਧਰਬ
ਤੁਰੱਕ ਹਿੰਦੂ ਨਿਆਰੇ ਨਿਆਰੇ ਦੇਸਨ ਕੇ ਭੇਸ ਕੋ ਪ੍ਰਭਾਉ ਹੈ ॥
॥ ਏਕੈ ਨੈਨ ਏਕੈ ਕਾਨ ਏਕੈ ਦੇਹ ਏਕੈ ਬਾਨ ਖਾਕ ਬਾਦ ਆਤ
ਸ ਔ ਆਬ ਕੋ ਰਲਾਉ ਹੈ ॥ ਅਲਾਹ ਅਭੇਖ ਸੋਈ ਪੁਰਾਨ
ਔ ਕੁਰਾਨ ਓਈ ਏਕ ਹੀ ਸਰੂਪ ਸਬੈ ਏਕ ਹੀ ਬਨਾਉ ਹੈ ॥
੧੬ ॥ ੮੬ ॥ ਜੈਸੇ ਏਕ ਆਗ ਸੇ ਕਨੂਕਾ ਕੋਟ ਆਗ ਉਠੇ
ਨਿਆਰੇ ਨਿਆਰੇ ਹੁਇ ਕੇ ਫੇਰ ਆਗ ਮੇਂ ਮਿਲਾਹਗੇ ॥
ਜੈਸੇ ਏਕ ਧੂਰ ਤੇ ਅਨੇਕ ਧੂਰ ਪੂਰਤ ਹੈ ਧੂਰ ਕੇ ਕਨੂਕਾ ਫੇਰ
ਧੂਰ ਹੀ ਸਮਾਹਿਗੇ ॥ ਜੈਸੇ ਏਕ ਨਦ ਤੇ ਤਰੰਗ ਕੋਟ ਉਪ
ਜਤ ਪਾਨ ਕੇ ਤਰੰਗ ਸਬੈ ਪਾਨ ਹੀ ਕਹਾਹਗੇ ॥ ਤੈਸੇ ਬਿ
ਸ੍ਵ ਰੂਪ ਤੇ ਅਭੂਤ ਭੂਤ ਪ੍ਰਗਟ ਹੋਇ ਤਾਹੀ ਤੇ ਉਪਜ ਸਬੈ
ਤਾਹੀ ਮੇਂ ਸਮਾਹਿਗੇ ॥੧੭॥੮੭॥"

ترجمہ- کوئی سر منڈا کر سنیاسی ہو گیا- کوئی جوگی بن گیا- کوئی برہمچاری ہو گیا- کوئی اپنے
تئیں جتی شمار کرتا ہے- کوئی ہندو ہے اور کوئی ترک اور کوئی رافضی کوئی امام شافعی- لیکن سب ایک
ہی انسان کی ذات سے ہیں- کرتا کریم- رازق رحیم سب ایک ہی کا نام ہے- کوئی ان میں بھول کر

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

فرق نہیں جاننا چاہیئے۔ ایک ہی کے سب ماننے والے ہیں۔ اور سب کا ایک ہی گوردیو ہے۔ سب کی ایک ہی سی بناوٹ ہے اور سب کی پیدائش ایک ہی نور سے جاننی چاہیئے دیرہ۔ مسجد۔ پوجا اور نماز سب ایک ہے۔ سب ایک ہی کو مانتے ہیں۔ صرف ظاہرا مختلف ہیں دیوتا۔ جچھہ۔ گمذہب۔ تُرک اور ہندو جو مختلف ناموں سے پکارے جاتے ہیں وہ اُنکے اپنے اپنے مختلف ملکوں کی وجہ ہے۔ ورنہ دراصل سب کی آنکھ۔ کان۔ جسم۔ ہاتھ پاؤں سب ایک سے ہیں۔ اللہ اور پرمیشور سب ایک ہی کا نام ہے۔ پوران اور قرآن کا مطلب سب ایک ہی ہے۔ اور سب ایک ہی طرح سے بنے ہوئے ہیں۔ آگ سے کئی ایک چنگاریاں نکل کر الگ الگ دکھائی دیتی ہیں۔ مگر پھر آگ ہی میں مل جاتی ہیں۔ جیسے ایک خاک سے طرح طرح کے بگولے اور ذرّے سے بن کر اُڑتے ہیں۔ مگر پھر خاک ہی میں مل جاتے ہیں جیسے ایک دریا میں ہزارہا لہریں اُٹھتی ہیں۔ مگر پھر دریا ہی میں مل جاتی ہیں۔ اسی طرح سچے پرمیشور پرماتما ایک خالق سے یہ سب مخلوق مختلف طور پر پیدا ہو کر آخر کو پھر اُسی میں مل جائیں گے ❖

اِن تمام باتوں سے صاف ظاہر ہے۔ کہ گورو نانک صاحب نے محمد صاحب کو "دل وجان" سے تو کیا معمولی طور سے بھی "اپنا نبی" نہیں قبول کیا"۔ کیونکہ اگر یہ بات سچ ہوتی تو گورو نانک صاحب کی زبان مبارک سے یہ شبد نہ نکلتا کہ "اوّل نام خدائے دا در گیتڑے رسول نیت داس کرتاں درگہہ پویں قبول۔ تجس در لکھ محمد الکھ برہما بشن مہیش"۔ اور پھر دسویں جامہ میں بھی اسی کی تائید کی ہے۔ "مہاں[1] دین کیتے پرتھی مانجھہ ہوئے۔" یعنی محمد بھی کتنے ہی ہوئے "ہیں سبھے اپنے اپنے انت ہوئے"۔ اور اپنا اپنا وقت گذار کے مر گئے۔ اور "جس در لکھ محمدا

[1] مہاں دین تب پربھ اُپراجا۔ عرب دیش کو کینو راجا۔ تن بھی ایک پنتھ اوپراجا۔ لنگ بنا کینے سب راجا سب تے اپنا نام جپایو۔ ست نام کا ہو نہ درڑایو۔ مہاں دین یہ معنی محمد۔ محمد صاحب کو تب خدا نے بھیجا۔ اور ملک عرب کا بادشاہ بنایا۔ انھوں نے بھی آکر ایک راستہ چلایا۔ سب کی سُنّت کرائی۔ اور سب سے اپنے نام کا کلمہ پڑھوایا۔ صرف ایک خدا کے سچے نام کو نہیں رکھا۔ ساتھ اپنا جھوٹا نام بھی رکھدیا۔ یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ں کے معنی جو مرزا صاحب لکھتے ہیں وہ ایک معمولی عقل کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ آیا بناوٹی ہیں یا اصلی۔ محمد کے معنی جیسا کہ آپ کہتے ہیں کہ عربی میں پیارے کے ہیں۔ اور ان کے مذہب میں محمد صاحب کو خدا کا بہت ہی پیارا سمجھا گیا ہے۔ اس لیئے اس معنی کر کے بھی یہاں اس شعر میں گورو نانک صاحب کا اشارہ الٰہی پیارے محمد صاحب کی طرف ہے۔ صریح آپ دیکھتے ہیں کہ ادھر انہوں نے ہندوؤں کے دو بڑے دیوتاؤں کا نام برہما اور بشن لکھکر مقابلہ میں محمد صاحب کا صاف نام لکھا ہے۔ اب اس کے معنی اور لگانا اور خواہ نخواہ کی ہٹ دہرمی کرنا ایک سخت نادانی اور حماقت ہے۔ یہ اشعار جو خاص گورو نانک صاحب کے ہیں۔ اور گرنتھ صاحب وہر ایک جنم ساکھی میں بھی موجود ہیں ننگی تلوار ہاتھ میں لیئے ہوئے جھوٹے اور جعل سازوں کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے لیئے تیار ہیں۔ ان اشعاروں کے مقابلہ پر جن کی پچاس جگہ تائید ہوتی ہے۔ اُن دو ایک بناوٹی مصرعوں کی شہادت جیسے کلمہ کہوں تو کل پڑے بن کلمی کل نا۔ جہاں کلمہ کھو لیئے سب کل کلمہ ما۔ جو نہ تو گرنتھ صاحب میں موجود ہیں نہ کسی جنم ساکھی میں ملتے ہیں کیا وقعت ہو سکتی ہے۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ یہ شعر چشتی خاندان میں جسکے گورو نانک صاحب مرید ہوئے ہیں زبان زد خلایق ہے۔ اور سینہ بہ سینہ چلا آتا ہے۔ کہ یہ شعر گورو نانک صاحب کا ہے۔ ہمکو مرزا صاحب کی اس دانائی اور دلیل پر ہنسی آتی ہے کہ وہ اس شبد کو جس میں گورو نانک صاحب کا نام تک نہ ہو اور نہ گورو گرنتھ صاحب میں یا جنم ساکھیوں میں کہیں پایا جائے۔ صرف ایک سماعی شہادت پر جو بہت ہی مشتبہ ہو اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش کر کے بہ نسبت اُن شبدوں کے جن کا تحریری ثبوت موجود ہے زیادہ تر معتبر قرار دیتے ہیں۔ گورو نانک صاحب جو پرمیشور کی طرف سے بھیجے گئے تھے اور اُس کا سچا گیان اپنے ساتھ ہی مثل آفتاب کے لائے تھے یہ کب ممکن ہو سکتا ہے کہ چشتی خاندان کے مرید ہوئے ہوں۔ اور باقی رہا کہنے کو تو یوں آپ بھی کہتے ہیں۔ اور ادھر عیسائی صاحبان کہتے ہیں۔ کہ ہمارے پوپ۔ نن کے گورو نانک صاحب شاگرد تھے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کبیر پنتھیئے کہتے ہیں کہ ہمارے گورو کبیر جی کے چیلے تھے - وغیرہ وغیرہ - کسی کا منہہ تھوڑا ہی پکڑا جاتا ہے - لیکن یہ ضرور ہے کہ جو حق الامر ہے وہ ایسی ایسی بناوٹی باتوں سے کبھی نہیں چھپ سکتا - اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اُن لوگوں کی طرف سے ایسے واہیات اور بے سرد پا شعر کا جو کسی مسلمان کا کہا ہُوا ہے ناحق گورو نانک صاحب کی طرف منسوب کرنا صرف ایک بڑی نادانی ہی نہیں ہے، بلکہ سخت شرارت اور بے ایمانی کی بات ہے +

بیشک اس بات سے ہمکو انکار نہیں کہ گورو نانک صاحب کو تحقیقات سے یہ بات معلوم ہو گئی تھی کہ محمد صاحب کے مذہب میں بھی ایسے لوگ پیدا ہوئے ہیں جنکی زندگی پاک تھی - اور اعلےٰ درجہ کے اولیا تھے - لیکن ساتھ ہی ہم یہ ضرور کہیں گے کہ ایسے لوگ جنکی بابت گورو نانک صاحب کا یہ خیال تھا صرف پیدایش کے مسلمان تھے ورنہ عملاً وہ لوگ محمد صاحب کی شرح کے پابند نہ تھے - اور اُن کا مذہب و اعتقاد ہنود مذہب کی ویدانت فلاسفی سے ملتا جلتا ہے - اور بیشک ایسے فقیروں سے وہ ملتے رہے - چنانچہ انہوں نے ایک شبد[1] میں مسلمانوں کو ہدایت بھی کی ہے - اور بتلایا ہے - کہ اولیا لوگوں کا دین اچھا ہے - اور جو اولیا لوگوں کے دین پر چلتے ہیں وہ مسلمان ہیں - اور ایسا کہنے سے انہوں نے اولیا یعنی فقرا کے دین کو محمد صاحب کے دین پر ترجیح دی ہے - لیکن یہ کہنا کہ باوا صاحب نے اس عظمت اور وقعت کی نظر سے کسی اور مذہب کو بھی دیکھا ہے ؟ یعنی اسلام سے بڑھ کر اور کسی مذہب کو نہیں دیکھا - بالکل غلط ہے - بلکہ ایک قسم کا خبط ہے - سراسر لغو اور بہتان ہے - انہوں نے اگر سچ پوچھو تو صرف ایک حق کو وقعت اور عظمت کی نگاہ سے

[1] مسلمان کہاون مشکل جاں ہوئے تاں مسلمان کہاوے - اوّل اَوْل دین کر مٹھا مسکلماناں مال مُساوے - ہوئے مسلم دین مُہانے مرن جیون کا بھرم چکاوے - رب کی رضا منّے سر اُپر کرتا منّے آپ گنواوے - تو نانک سرب جیاں مہرمت ہو تب مسلمان کہاوے - (یعنی) مسلمان کہلانا بہت مشکل ہے - اگر مسلمان ہو تو بیشک اپنے تئیں مسلمان کہاوے - مسلمان وہی ہے - جو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دیکھا ہے۔ ورنہ مذہب کے خیال سے تو سب کو برابر سمجھا ہے۔ جہاں گورونانک صاحب مکہ مدینہ اور مسلمان فقیروں کے یہاں گئے ہیں وہاں مقابلہ میں ہندوں کے تمام تیرتھ جگن ناتھ وغیرہ اور سدھ وبھگت لوگوں کی منڈلیوں میں بھی جا کر عرصہ تک رہے ہیں۔ مدینہ سے واپس آ کر گورونانک صاحب ہمالیہ پہاڑ کی چوٹی میں جوگی اور سادھوں اور بڑے بڑے مہاتما رشیوں سے ملنے گئے۔ اور وہاں سمادھ لگا کر بیٹھ رہے ہے۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ گورونانک صاحب نے ہندو مذہب کو ترک کر کے ہرگز ہرگز اسلام قبول نہیں کیا۔ اور مرزا صاحب کا ایسا کہنا بالکل غلط ہے بلکہ ایک قسم کا خبط ہے

اولیا کے طریقہ کو بہتر سمجھتا ہے۔ غرور کو چھوڑ دے۔ اور خدا کے نام پر خیرات کرے اصلاح پر اپنے مذہب میں یعنی اولیا لوگوں کے دین میں استحکام حاصل کر کے مرنے اور جینے کا شک مٹا دے۔ خداوند کریم کی رضا پر شاکر رہکر اپنی کاریگری اور تدبیرات کا خیال چھوڑ دے۔ اور سب مخلوقات پر رحم کرے۔ ۱۲

(نوٹ صفحہ ہذا) ۹ اور اسلام میں دہرایا کیا تھا جس کے پیشوا کی تعریف خود اُن کی کتابیں ایسی ظاہر کر رہی ہیں جنسے ایک معمولی عقل کا آدمی بھی جس میں بغض و تعصب نہ ہو اور انصاف کا مادہ رکھتا ہو معلوم کر سکتا ہے کہ یہ خدا کے پانے کا مذہب نہیں ہے۔ بلکہ شہوت پرستی کیلئے ایک خاصہ چکلہ ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے مسلمان بھائی ہمکو اس گستاخی کے لیئے معاف کریں گے۔ کیونکہ ہمکو مرزا صاحب نے ایسا لکھنے کے لیئے مجبور کیا ہے اور جو کچھہ اس کے عیوض ہمکو کہنا چاہیں براہ راست بیرنگ مرزا صاحب کی خدمت میں لکھہ بھیجیں۔

کچھہ عرصہ ہؤا کہ ایک رسالہ ہماری نگاہ سے گذرا تھا جس میں ہمنے کتاب ضیاء العابدین کے حوالہ سے پڑھا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے۔ کہ مسلمان کو چار نکاح جایز ہیں۔ اور متعہ جسقدر چاہے کر سکتا ہے۔ باقی رہا زر خرید لونڈیوں سے نکاح کرنیکی ضرورت نہیں کیونکہ اُن کے رحم میں خیر اور برکت ہے۔ اور جو کوئی غیر مذہب کی عورتوں کیساتھ اُنکے مذہب میں خلل ڈالنے کے خیال سے متعہ پڑھا دے۔ اور ایسی عورت پر جوں جوں مومن ہاتھ بڑھاتا ہے اُس کیلیئے ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔ اور جب صحبت کرتا ہے تو ایک گناہ معاف ہو جاتا ہے۔ اور جب صحبت کے بعد غسل کرتا ہے۔ تو ہوقت جسقدر بال اُس کے بدن پر ہوتے ہیں اسقدر اُس کے گناہ اللہ تعالی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پھر مرزا صاحب نے بڑے جوش میں آ کر جب دیکھا ہے کہ ہمنے جو شبد گورو نانک صاحب کے پیش کیئے ہیں اُن سے اُن کے دعوی کی تردید بخوبی ہوتی ہے تو اِن شبدوں کی بابت یوں لکھا ہے کہ:۔

"ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں کہ باوا صاحب کے زمانہ کے بعد متعصب لوگوں نے بعض

معاف کر دیتا ہے۔ واہ کیا خوب! اللہ تعالیٰ کیا ہے خاصہ کوٹھی دار ہے۔ ہمارے ایک مسلمان دوست نے اس کی بابت دریافت کرنے پر کہا کہ ضیاء العابدین شیعہ مذہب کی کتاب ہے۔ بہرحال کسی کی ہو۔ شیعہ بھی تو قرآن کے ماننے والے محمد صاحب کے پیرو بڑے کٹر مسلمان ہیں۔ انہوں نے اپنی کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ پیمبر صاحب سے سنکر لکھا ہوگا۔ اور جب ہم محمد صاحب کی لائیف پر غور کرتے ہیں تو اس قسم کی روایت کا مسلمانوں میں پایا جانا کوئی تعجب نہیں معلوم ہوتا۔ دیکھو مثنوی اصول دین احمدی کیا کچھ ظاہر کر رہی ہے۔

"لکھی یہ رمز تفسیروں میں ہے صاف
کہ اٹھ بیٹھیں بھرے حضرت کے اوصاف
کہ با نفس نفیس اک دن پیمبر
گئے تھے اپنے متبنّی کے گھر پر۔
جو پردہ جا کے حجرہ کا اٹھایا
خدا کے نور نے جلوہ دکھایا
زنِ زید اس نے دیکھی غیرتِ حور
کہ تھی وہ مہروش نورٌ علیٰ نور
نظر آئی جو وہ برقِ تجلّی۔
گرے غش کھا کے حضرت مثلِ موسیٰ
رہا نے تن بدن کا اُنکو کچھ ہوش
پڑے بستر پہ غم کے مثلِ مدہوش
غرض جب عشق نے جلوہ دکھایا
تو حضرت نے عجب حیلہ بنایا
کہ از بہرِ وصالِ یار فی الفور
برتبت گے لیٹے اپنی بہر طور۔
اِک اچھی سوچ کر آیت بنائی۔
زبانِ خلق سے تا ہو رہائی۔
وہ آیت سورۂ احزاب میں ہے
پڑھ اُس کو شک اگر اسباب میں ہے
غرض حضرت نے اس حیلہ ہی اسکو
حلیلہ بنایا اپنی جورو۔
کہیں حکم خدا ہوتا ہے ایسا
مسلمانوں معاذ اللہ منہا۔
ذرا اب دیکھنا عفت نبی کی۔
کہ بی بی اپنی کی بیٹے کی بی بی
عرب کے لوگ اس قصہ کو سنکر۔
نبی پر طعن کرتے تھے برابر۔
عیاں کہتے تھے اکثر خاص اور عام
کہ حضرت سے ہوا بیشک بُرا کام
سناؤں اور اک نادر کہانی۔
ہوئی دریافت اکثر کی زبانی۔
کہ اک دن مصطفےٰ باشان والا
تھے حفصہ کے مکاں میں رونق افزا
وہاں تھی ماریہ خدمت میں حاضر۔
محمد تھے جمال اُس کے پہ ناظر۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اقوال افترا کے طور پر اُن کی طرف منسوب کردیئے ہیں۔ گرنتھ کے بعض اشعار اور بعض مضامین جنم ساکھیوں کے نہایت مکروہ جعل سازیوں سے لکھے گئے ہیں اِس کی وجہ یہ تھی کہ متعصب لوگوں نے جب دیکھا۔ کہ باوا صاحب کی تحریروں سے تو صاف اور کُھلی کُھلی اُن کا اسلام ثابت ہوتا ہے۔ تو اُن کو اسلام کا مخالف ٹھہرانے کے لیئے

گئی حفصہ وہاں سے اتفاقاً۔
تو حضرت سے لگی کہنے غضبناک
کہا شرمندہ ہوکر اسے پریرو۔
نہ پھر صحبت کروں گا اس سے اصلا
ولیکن ہوکہ جانب اُسکے تھا دل
اک آئت خوب وارد کی سبک تر۔
تمہارے ہی بزرگوں کا ہے شیوا۔
ستمگر اک یہودی کے گیا گھر۔
وہاں پر جا کے وہ مرد سبک دست
ہوئی اُس فعل سے عورت گرانبار
گئی لیکر عمر کے پاس مضطر
عمر نے سُنکے اُس عورت کا یہ قال
بتایا آخرش اُس کو حرامی
نہ تھا یہ فعل بو شحمہ سے کچھہ دور
کہ تھے حضرت عمر جو داد پیرا
عمر کی اور بھی سُن اک حکایت
ہوا ناموس کا ہے جو حبشی۔

ہٹے ہے لونڈی سے حضرت شقیاً قاً
میری نوبت کے دن بستر پہ میرے
ہے اس جرم کو اب عفو کر تو۔
کیا میں نے حرام اُس ماہرو کو۔
دل و جاں سے تھی اس لونڈی کے مائل
الخ
یہی تاریخ سے ہوتا ہے پیدا۔
وہاں پر پی شراب ناب خوشتر
اک عورت سے ہوا واصل یکایک
ہوا پیدا حرامی آخر کار۔
کہا یہ اُس سے اُس لڑکے کو دکھلا
جو پوچھا حرمت و حلت کا احوال
عمر نے جب کیا دریافت اسرار
یہ ہی اُس کے بزرگوں کا ہے دستور
ابو سفیان کی زن سے بھیجا با۔
کہ ہے رمز ہزیدہ پر کفایت۔
کہ تھے حضرت عمر بے شبہ حبشی۔

ہوا یہ امر جب حفصہ کو ادراک
ہوا مشغول کیوں تو ماریہ سے
قسم کہاتا ہوں اب ای ماہ سیما۔
نہ پاس اُس کے کبھی جاؤنگا مہرو
پشیماں عہد سے بس اپنے ہوکر
حقیقت میں زنا و فعل بیجا۔
کہ بو شحمہ ہے جو بیٹا عمر کا۔
گیا پھر باغ کی جانب سیستہ
کیا خوف خدا دل میں نہ اندک
وہ عورت طعن سے مردم کے ڈرکر
ترے بیٹے کے ہے نطفہ سے پیدا
تو اُس نے شرح کی اُسکی تمامی
تو بیٹے نے کیا ہر طرح اقرار۔
مثالب سے ہوا ہے آشکارا
خلیفہ نے کیا تھا فعل بیجا۔
یہ لکھتا ہے جلال الدین سیوطی
نہیں ہے اس سخن میں شک ذرا بھی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جعلی طور پر بعض شعر آپ بناکر اُن کی طرف منسوب کر دیئے اور جعلی قصے لکھدیئے اور وہ دو طور کی چالاکی عمل میں لائے۔ اوّل ایسے اشعار جو باوا صاحب کے اسلام پر دلالت کرتے تھے گرنتھ سے عمداً خارج رکھے۔ حالانکہ چشتی خاندان کے فقرا جنکے سلسلہ میں باوا صاحب مرید تھے ابتک سینہ بہ سینہ اُن کو یاد رکھتے چلے آئے ہیں

لکھا قانون کے بھی حاشیہ سے
دوا اُس کی مگر آب ذبیح ہی تھی
مداوا کے لیئے بابے تامل۔
ردا اسلام رکھتا ہے دوامی۔
عجب یہ سالک راہ خدا تھے۔
جسے کہتے ہیں اہل شرع صفواں
زنا ثابت ہوا اُن کا کما ہی
کہ تھی یہ کجروی خود عایشہ کی۔
یکایک صاف یاروں کے مقابل
بزرگوں میں ترے ہیں جوکہ نامی
یہ لکھتا ہے فریدالدین عطار۔
بجالائے تھے حضرت حج بیجا ہ۔
کہ کامل تر تھے وہ بھی ہر ولی سے
جو دیکھی وہاں یہ اک ترسا کی بیٹی
ہوئے قربان اُسکی دلبری کے
کیا اسلام سے فوراً تبرا
ہوئے بندہ صنم کے خواہ ناخواہ

کہ وہ تھے مبتلا ایسے مرض کے
ہوا بس اس سے ثابت کام ناکام
صم۔ نبی مردوں کی کرتے تھے تناول
اسی سے شافعی مغز ادراک
کہ کیا ہی مسئلہ اچھے نکالے
کیا وہ فعل اُس نے عایشہ سے
کئی شخصوں نے دی اس پر گواہی
محمد کو ولیکن تہا نہ منظور۔
یک آیت شان میں کی اس کے نازل
مطالعہ کرلو تم منطق الطیر۔
بہ نسبت شیخ صنعاں کے سزاوار
کیا مدت تلک عمرہ بھی دلخواہ۔
گئے وہ اتفاقاً جانب روم۔
کہ وہ غارت گر دیں حور عیں تھی
بیاں کیا کیجیے کیا حالت تھی اُنکی
وہیں وہی دل ہیں اپنے کفر کو جا
ہوئے مئے نوش بدمستی میں آکر

نہ تھی غیر از صم۔ نبی ہرگز تسلی
خلیفہ آپ کروائے تھے غلام
اسی باعث ترا مالک حرامی۔
سمجھتا ہے منی کو طاہر و پاک۔
خدا اُسن اور بھی اسرار پنہاں
کہ جو کرتے ہیں فاسق فاحشہ سے
علی نے بھی شہادت کو ادا کی
کہ ہو اُس سے جدا وہ غیرت حور
زروئے نقل سارے ہیں حرامی
نظر آئیگی تجکو نادرہ سیر۔
کہ تھے وہ مرد کامل نیک اعمال
مرید ہمراہ اُن کے چارسو تھے
رہے تا فیض سے کوئی نہ محروم
ہوئے سو جاں سے عاشق اُس پری کے
لقب تھا شیخ جی کا شیخ چلی
کیا اہل حرم سے عشق اللہ۔
غلام بت بنے قرآں جلا کر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور اُن کی بیاضوں میں اکثر اُن کے ایسے اشعار ہیں جن میں بجز حمد و ثنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے اقرار توحید اور اسلام کے اور کچھ نہیں۔ مگر خدا کی قدرت ہے کہ جسقدر گرنتھ اور جنم ساکھیوں میں اب تک ایسے اشعار باقی ہیں وہ بھی اسقدر ہیں کہ اگر چیف کورٹ میں بھی سکھ صاحبان اور مسلمانوں کا یہ مقدمہ پیش ہو۔ تو چیف کورٹ

بحکم نازنین حور شمائے ٭
گیا مکہ کی جانب اُن کو رخصت
جہاں میں جو کہ مردانِ خدا ہیں۔
یہ ہیں اطوار مردانِ خدا کے۔
گیا اک روز با توفیقِ داور ٭
ہُوا وہ دیکھتے ہی اسکو شیدا
ہزاں پس ہمرہِ اہلِ خرابات
کہ اُس سروِ سہی کا تھا حسن نام
گیا پھر مصر میں وہ شیخ کامل
امیرِ شام کے بیٹے پہ عاشق ٭
میں کہہ سکتا ہوں اس دعویٰ کا اثبات
عجیبہ اور بھی مطلب یہاں ہے
و بے زن سے نہ ہمبستر ہُوا ہو۔
تو جایز ہے کہ وہ اُس سے فراغے
کہ ہے مالک ترا اُس میں نو اسخ
یہ ہے شرح بخاری سے ہویدا۔
یہ فرماتے ہیں بکدل خوش لطیفہ

ہوئی منظور اُس کو خوک بانی ٭
بلا شک شیخ جی کامل ولی تھے۔
انہیں عالم میں سب باتیں مباہیں
رہی ہے اور بھی اِک بات باقی۔
جہاں پر جمع تھے اکثر قلندر
قبول اُن کا کیا مشرب اُسی دم
غزل سے مشغلہ رکھتا تھا دن رات
ہُوا وہ شیفتہ پھر اُس پسر کا۔
ہُوا بیٹے پہ اک موچی کے مایل
ہُوا اس درجہ بیتاب اُس صنم پر
مطالو کر مرے آگے تو نفحات"
کہ یہ کنز الدقایق سے عیاں ہی
نہ اک دم صحبت اُس عورت سے کی ہو
مری سے لذتِ صحبت اُٹھالے
ہُوا وہ یوں رہِ معنی میں فایز۔
مضامین مثنی سے اُسکے پیدا
کہ ہو جو غلبۂ شہوت سے مغلوب

مریدوں سے ہوئی جب دل کو نفرت
خبردار خفی و ہم جلی تھے ٭٭
نہیں پابند ہیں زہد و ریا کے۔
سُن اُس کو بھی کہ فخر الدین عراقی
وہاں ساتھ اُن کے یک طفلِ حسیں تھا
کیا عقل و قرار و صبر سے رم۔
نظر آیا پھر اک قوال گلفام
رہا ساتھ اُس کے مسجد میں اکیلا۔
ہُوا ناگاہ پھر وہ شیخ صادق ہو
سرا اپنا رکھدیا اُس کے قدم پر
الخ
کسی نے عقد گر اپنا کیا ہو ٭
بلا صحبت کے بی بی مرگئی ہو۔
پڑھ اب تو مختصر کو بے تش و پیچ۔
غلام اپنے سے ہے اغلام جایز
کہ اکثر پیروانِ بوحنیفہ ٭
مٹھولے مار لے ٹھکو ہیں بس خوب

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے ججوں کو یہ ڈگری بحق اہل اسلام صادر کرنی پڑے۔ کہ بیشک باوا نانک صاحب مسلمان تھے۔ اصول تحقیقات میں یہ قاعدہ مسلم ہے۔ کہ اگر شہادتوں میں تناقض واقع ہو۔ تو وہ شہادتیں قبول کیجائیں گی جنکو غلبہ ہو۔ اور جن کے ساتھ اور ایسے بہت قراین ہوں۔ جو اُن کو قوت دیتے ہوں۔ اسی اصول پر روزمرہ ہزارہا مقدمات

صحیحوں میں لکھا ہے اِسطرح پر۔
دکھایا ناچ تھا مردوں کا آکر ؏
اُسے پڑہ کر تیری ہوویگی تسکیں
دکھایا ناچ مردوں کا کہ خوش ہو
کہا اُس نے ابھی سیری نہیں ہے
کہ نلچے جاؤ تم ٹھیرو نہ زنہار۔
رہی اسوار وہ کاندہے پہ کچھ دیر
سہاگ اپنا لگی اُس کو جتانے۔
کہ دیکھوں ہے انہیں کتنی مبری چاہ
غریبہ رمز ہے صاحب تمیز و۔
ولے برعکس اس جا ماجرا ہے
عجب زن کی سواری ہیں پیمبر
تیری مشکات میں ہے یہ حکایت
قضارا بند گر دروازہ ہوتا ؏
تو کر ترکِ نماز اُس جا پہ آتا۔
صنم کو روبرو اپنے بلاتا ؏ ؏
نہ کرنا ہوں سب گفتگو ہیچ۔

تو کر اس قول کو اب دل سے باور
اگر ہے شرح منظور اس کی سامع
لکھے ہیں اُس میں یہ اشعار رنگیں
دکھایا ناچ اُسے حضرت نے تا دیر
اُترنے میں خوشی میری نہیں ہے
ابھی للّو تماشا دیکھتی ہے ؏
کہا لو اب اُتارو میں ہوئی سیر
میں کب کی ہو چکی تھی پہلے ہی سیر
نہایت پیار تھا اللہ اللہ ؏
سواری مرد کی عالم میں زن ہی
سواری عایشہ کی مصطفے ہے
محبت اس کو کہتے ہیں خبردار
ابوداؤد سے ہے یہ روایت
اُسی دم عایشہ بھی وہاں پہ آتی۔
در بستہ کو فوراً کھول دیتا ؏
محبت اِس کو کہتے ہیں نظر کر۔
خدا بھی ہو صنم کے روبرو ہیچ

کہ حضرت نے اُسے کاندہے چڑہا کر۔
تو پڑھ اب شوق سے تو برق لامع
کہ کاندہے پر چڑہا کر عایشہ کو۔
لگے پھر پوچھنے کیوں ہو چکی سیر
یہ رقاصوں سے کی احمد نے گفتار
تمہارا رقص کرنا دیکھتی ہے۔
لگی پھر ہنس کے راوی کو سنانے
مگر اسواسطے کی جان کر دیر ؏
عجیبہ ماجرا ہے اے عزیزو۔
کہ زیر رانِ مرداں اُس کا تن ہے
سواری مرد کی زن ہے مقرر۔
کہ مرکب آپ ہوا ور زن ہو اسوار
کہ جب احمد نماز آمادہ ہوتا۔
درِ خانہ کو اُس سے وا کراتی۔
خدا کی یاد کو بس بھول جاتا ؏
کہ قرآں ہاتھ میں ہو دل میں دلبر
کرا پنے شعر کو تو سیم یہاں پر ؏

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

عدالتوں میں فیصل ہوتے ہیں - اور نہ صرف دیوانی بلکہ خونی مجرم بھی جو اپنی صفائی کے گواہ بھی پیش کرتے ہیں ثبوت مخالف کے زبردست ہونیکی وجہ سے بلا تامل پھانسی دیئے جاتے ہیں - غرض جو لوگ عقلمند ہیں - وہ بچوں اور کم عقلوں کیطرح کسی ایسی بیہودہ بات پر تسلی پذیر نہیں ہو سکتے جو بڑے زبردست ثبوتوں کے

دما دم اسطرح سے لازباں پر ۔؛	اگرچہ ہووے نقصانِ عبادت	مگر کم ہو حمیرا سے نہ الفت
نہیں مثل محمد ہیں پریشاں -	عبادت میں کریں جورو کا جو دھیان	تو پھر کیوں کرتے ہیں از خاص تا عام
محمد کی ستایش اہلِ اسلام	کہ ہے نورِ خدا و مظہرِ ذات	باوصافِ حمیدہ باکمالات
عجب ہے جسکی گیارہ بیبیاں ہوں	سوا اس کے بہت سی لونڈیاں ہوں	وہ ہووے مظہرِ ذات الٰہی ۔؛
وہ ہووے نورِ خاص کبریائی	وہ ہووے نائب درگاہِ معبود	وہ ہووے ہر طرح محمود و مسعود -

کیا جس پیشوا کے مذہب کا یہ حال ہو - اُس کا کلمہ گورونانک صاحب جیسے پاک صاف زندگی والے بھی پڑھ سکتے تھے؟ یا اُس کا مذہب قبول کر سکتے تھے؟ گورونانک صاحب کی سوانح عمری جیسی صاف ہے وہ اظہر من الشمس ہے - حاجتِ بیان نہیں - مگر محمد صاحب کی زندگی کا جو تھوڑا سا نمونہ اُوپر دیا گیا ہے اس قابل ہے کہ ہم اُس کو گورونانک صاحب کے مقابلہ میں جگہ دے سکیں؟ اور کیا خدا کا بھیجا ہُوا رسول ایسے شرمناک چال وچلن کا انسان ہونا چاہیئے؟ افسوس ہے کہ مرزا صاحب اپنے یہاں کا کوڑا کرکٹ تو صاف کرتے نہیں دوسرے کے مذہب پر دوڑ دوڑ کر دانت نکالتے ہیں - محمد صاحب کی لایف کا جو تھوڑا سا عکس مولوی دین احمد سے لیکر مذکورہ بالا نظم میں دیا گیا ہے اس سے گورونانک صاحب کے کلام کی سچائی پورے طور سے ظاہر ہوتی ہے - ہمنے اپنے اخبار میں مرزا صاحب کے اشتہار کے جواب میں درج کیا تھا

لکھ محمد ایک خدا - الکھ سچا بے پروا - کئی محمد کھڑے دربار شمار نہ پاویں بیشمار - رسول رسال دنیا میں آیا - جب چاہا تب پھیر منگایا - یوں صحیح کیا ہے نانک بندے - پاک خدائے اور سب گندے ۔؛

یعنی تم کیا کہہ رہے ہو - اور اسقدر محمد صاحب کے اوپر یقین کر رہے ہو - ایسے خدا کے دربار میں سینکڑوں کھڑے ہیں - میں نے اچھی طرح سے تحقیقات کر لی ہے - کہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مخالف پڑی ہو۔ یہ تو ظاہر ہے کہ جب کسی فریق کو خیانت اور جعلسازی کی گنجایش ملجائے۔ تو وہ فریق ثانی کا حق تلف کرنے کیلئے دقیق در دقیق فریب استعمال میں لاتا ہے۔ اور بعض اوقات جھوٹی اسناد اور جھوٹے تمسکات بنا کر پیش کر دیتا ہے مگر چونکہ خدا نے عدالتوں کو آنکھیں بخشی ہیں۔ اسلئے وہ اُس کے کاغذات پیش

کردہ پر آپ غور کرتے ہیں۔ کہ اُن میں کچھہ تناقض بھی ہے یا نہیں۔ پھر اگر تناقض پایا جائے۔ تو انہیں باتوں کو قبول کرتے ہیں جن کو غلبہ ہو۔ اور اُن کے ساتھہ بہت سے قراین ثبوت اور تائیدی شہادتیں ہوں۔ اب تمام سکھ صاحبان اس بات پر غور کریں۔ کہ اگر فرض کے طور پر اُن کے ہاتھہ میں دو چار شبد ایسے ہیں۔ جو باوا نانک صاحب کی طرف منسوب کیئے جاتے ہیں۔ اور اسلام کی تکذیب پر مشتمل ہیں۔ اور اُن کے وہی معنی ہیں جو وہ کرتے ہیں۔ اور دوسرے معنی کوئی نہیں تو پھر وہ اُن بھاری ثبوتوں کے مقابل پر کیا چیز اور کیا حقیقت ہیں۔ جو سکھ صاحبوں کی انہیں کتابوں سے نکال کر ایک ڈھیر لگا دیا گیا ہے۔ اگر اُن کے ہاتھہ میں تکذیب اسلام کے بارے میں کوئی شعر ہے۔ جو باوا نانک صاحب کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ تو ہمنے بھی تو وہی کتابیں پیش کی ہیں۔ جو اُن کے مسلّم ہیں۔ اپنے گھر سے تو کوئی بات پیش نہیں کی۔ پس غایت درجہ اس ذخیرہ اور ان چند شعروں میں تناقض ہو۔ تو جس طرف کثرت دلایل ہے۔ اُس کو قبول کرو۔ اور جو کم ہے اُس کو ردّ کرو۔ اور دفع کرو۔ تا تمہاری کتابوں میں تناقض نہ رہے۔

صرف خدا پاک ہے۔ اور سب گندے یعنی گنہگار ہیں۔ ہاں البتہ صرف اُس کی رحمت اور اُسکی مہربانی سے پاک ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ جب خود محمد صاحب اِس بات سے مقر ہیں۔ کہ میں گنہگار ہوں

ذرا مہلکات سے اب ہو تو مشغول کہ میں ہر وقت میں اپنے خدا کے	وہاں ہے ابو ہریرہ سے منقول ہوں استغفار میں مشغول ہر دم	کہ فرمایا علانیہ نبی نے خدا کے روبرو ہر روز بہ سم

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اب کیا اس بدیہی بات سے کوئی آنکھہ بند کرلیگا۔ اِس طرف تو دلایل قاطعہ کا ایک ڈھیر ہے۔ مگر سکھہ صاحبوں کے ہاتہہ مخالفانہ بحث کے وقت خالی ہیں"۔

مرزا صاحب گستاخی معاف ہو سکھوں کے ہاتھ مخالفانہ بحث کے وقت خالی نہیں ہیں بلکہ اُن کے ہاتہہ میں سچ کی ایک ایسی مضبوط تلوار پکڑی ہوئی ہے جو جعل ساز اور مکار ومفسدہ پرداز جیب کتروں کے ہاتھوں تک قلم کرکے اُن کے ناک کان تک اُڑا دینے والی ہے۔ ہم پہلے بھی بتلا آئے ہیں۔ لیکن آپ کے سمجھانے کے لیئے پھر دوبارہ بیان کرتے ہیں۔ کہ گورو نانک صاحب کے زمانہ کے بعد دسوں گوروں کے شبدوں کے مطالعہ سے اور اُن کے جیون چرتر سے صاف ظاہر ہے۔ کہ روحانی سلسلہ سب گوروں کا ایک ہی رہا ہے۔ اور اگر آپ دسوں گوروں کی جدا جدا زندگی پر نگاہ اور مقابلہ کریں گے تو آپکو معلوم ہو جائیگا۔ کہ جسطرح گورو نانک صاحب کا میل جول کیا مسلمان اور کیا ہندو ہر ملت وہر مذہب کے لوگوں کے ساتہہ رہا ہے۔ اس طرح پر ہی سب گوروں نے اپنا طریقہ رکھا ہے۔ پانچویں گورو صاحب کی جنہوں نے گرنتھ صاحب کی جلد تیار کی تھی اور سب گوروں کی بانی کو ایک جگہ کیا تہا سوانح عمری سے صاف ظاہر ہے کہ وہ حضرت میاں میر صاحب کے جو کہ ایک مسلمان ہو گذرے ہیں بڑے گاڑہے دوست تھے۔ اور باہم بہت محبت تھی۔ اگر اُن کو مسلمانوں سے تعصب ہوتا تو وہ مسلمان فقیروں سے کیوں ملتے جلتے۔ پس ثابت ہوا۔ کہ جب سب گورو روحانی سلسلہ میں ایک تھے۔ اور متعصب نہ تھے۔ تو افترا کرنا یا مکروہ جعل سازیوں کا مرتکب ہونا اُنکی شان سے بالکل بعید تھا۔ اور ایسے بزرگوں کی نسبت اس قسم کے سخت الفاظ کا استعمال کرنا یا اُن پر ایسا بیہودہ الزام لگانا کبھی کسی نیک آدمی کا کام نہیں ہو سکتا۔ سچ ہے چور کو سب چور ہی نظر آتے ہیں۔ مرزا صاحب کی روحانیت و امامیت نے چونکہ خود جعل سازی اور افترا کو جیسے ہم کچہ تو گذشتہ اوراق میں ثابت کر آئے ہیں اور کچہ آگے چل کر ظاہر کرینگے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اختیار کیا ہے۔ اور چونکہ جعلی طور پر شبد بنا کر پیش کرنے کی یا کسی لفظ کے چھوٹے اور اُلٹے
پلٹے معنی بیان کرنیکی اُن کو اچھی مہارت ہے۔ اسلیئے وہ گذشتہ پیشواؤں کو بھی ایسا ہی سمجھتے
ہیں۔ اور بڑی دلیری سے اُنکی شان میں نازیبا الفاظ استعمال کرنیکو تیار ہو جاتے ہیں۔
لیکن مرزا صاحب پر یہ ظاہر رہے۔ کہ ہمارے گورو واقعی روحانی آدمی تھے۔ اور پرمیشور کی
طرف سے بھیجے گئے تھے۔ جس کو ایک زمانہ تسلیم کرتا ہے۔ آپکی طرح بناوٹی روحانی
آدمی یا امام نہیں تھے۔ اور نہ اُنکی زندگی ایسی شرمناک اور بیہودہ باتوں سے بھری تھی
جیسی کہ آپکی ہے۔ کہ کسی کی لڑکی پر عاشق ہوتے ہیں۔ اور اُس کو اپنے نکاح میں لانا چاہتے
ہیں۔ اور یہ کوئی آپکا قصور نہیں بلکہ شہوت پرستی تو آپ کی نبوت احمدی سے ہی آپ کے
خمیر میں چلی آئی ہے۔ لیکن برخلاف اسکے ہمارے گوروں کی زندگی بہت پاک اور صاف
اور ایسی ہے جیسی کہ پیشوائے دین کی ہونی چاہیئے۔ اور جب گورو نانک صاحب نے
اسلام قبول ہی نہیں کیا۔ تو پیچھے سے لوگوں پر یہ ظاہر ہی کیوں ہونے لگا تھا کہ وہ مسلمان تھے
اور اگر گورو صاحب کا اعتقاد اسلام تھا تو اُن کے بعد کے گوروں کا بھی اعتقاد وہی ہونا چاہیئے
تھا۔ کیونکہ روحانی سلسلہ ایک تھا۔ اپنے لڑکوں کو چھوڑ کر گورو نانک صاحب نے گورو
انگد کو اپنا جانشین کیا۔ اور ممکن نہیں کہ جب انہوں نے اپنی روح اُن میں یعنی گورو انگد
صاحب میں پھونکی تو اپنا اصلی اعتقاد پیچھے رکھ لیا ہو۔ اسی طرح گورو انگد صاحب سے لیکر
دسوں گوروؤں تک سلسلہ چلا گیا ہے اور اگر گورو نانک صاحب بقول آپ کے واقعی
اسلام قبول کر چکے تھے۔ تو ضرور ہے کہ انہوں نے اپنا اسلامی اعتقاد اپنے جانشینوں میں
بھی چھوڑا ہو۔ جن کا کام قدرتاً رفتہ رفتہ اسلام کیطرف اپنے کلاموں میں زیادہ مایل ہونیکا
تھا۔ کو برخلاف اُس کے۔ اور وہ اگر کسی باعث سے خود ایسا نہ کرتے۔ تو یہ تو ہرگز ممکن
نہیں تھا کہ وہ گرنتھ صاحب سے عمداً ایسے شبدوں کو جو اسلام پر دلالت کرتے ہوں
خارج کر دیتے۔ کیونکہ روحانی سلسلہ میں گورو نانک صاحب سے اُن کو اسلامی اعتقاد ملا تھا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لیکن جب ہم دیکھتے ہیں کہ یہ بات نہیں ہے۔ تو ہمکو صاف معلوم ہوجاتا ہے۔ کہ گورونانک صاحب نے اسلام مطلق قبول نہیں کیا تھا اور وہ ایسا کرنے ہی کیوں لگے تھے۔ وہ تو خدا کی طرف سے جج بنکر آئے تھے۔ مرزا صاحب آپکا یہ خیال بالکل غلط اور بیہودہ و بے بنیاد ہے۔ کہ گورونانک کے شبدوں میں ملاوٹ کی گئی ہے۔ یا کچھ چھانٹ ہوئی ہے گرنتھ صاحب میں تناقض مطلق نہیں ہے۔ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ گورو صاحب کا ہر ایک شبد کسی خاص بحث یا موقع کے متعلق ہے۔ اگر انکی کسی ہندو پنڈت یا مہاتما اور جوگی سے گفتگو ہوئی ہے۔ تو انہوں نے اُس سے ہندوں کے وید شاستروں کے مطابق گفتگو کی ہے۔ اور کوئی مسلمان ملا ہے۔ تو اُس سے اُسکے مذہب کے مطابق۔ اب چونکہ دونوں مذاہب مختلف ہیں۔ اور دونوں کیساتھ مختلف پیرایہ میں گفتگو ہوئی ہے۔ اور وہی گفتگو یعنی شبد بجنسہٖ گرنتھ صاحب میں درج ہیں۔ تو اِس خیال سے قدرتاً دونوں باتیں نہیں ملینگی۔ لیکن جسطرح سے ایک جج دونوں فریقوں کی تقریر سنتا ہے۔ جو باہم ایک دوسرے کی ضد میں ہوتی ہیں۔ اور پھر اُن دونوں کو قلمبند کرکے اپنا فیصلہ جدا دیتا ہے۔ تو گو تقریر فریقین میں تناقض ہوگا۔ لیکن فیصلہ یا رائے میں یہہ نقص ہرگز نہوگا۔ اسی طرح سے گورونانک صاحب کے وہ شبد یا وہ حصہ جس میں انہوں نے دونوں فریقوں کی تقریر کو سُنکر اپنا فیصلہ دیا ہے۔ اس میں کبھی ایک حرف کا بھی تناقض نہیں نکلیگا۔ جیسے دنیا کی پیدایش مسلمان اور طرح پر بیان کرتے ہیں اور ہندو اور طرح پر۔ وہاں انہوں نے دونوں کی باتوں کو لکھکر اپنا فیصلہ یہ دیا ہے۔ کہ "تھِتّ وار نا جوگی جانے رُت ماہ نہ کوئی۔ جاں کرتا سرشٹی کو ساجے آپے جانے سوئی"۔ یعنی دن مہینہ یا فصل جب کی خدا نے دنیا پیدا کی ہے کوئی نہیں جانتا۔ سوائے اُس کے کہ جسنے خود دنیا کو پیدا کیا ہے۔

آپ تو یہ کہتے ہیں کہ اگر چیف کورٹ میں ہندو اور مسلمانوں کا اِس بات پر جھگڑا ہو۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تو ڈگری بحق اسلام ہو۔ بیشک اپنی طرف سے تو ہر ایک فریق مخصوص مدعی جب کوئی دعویٰ
دایر کرتا ہے۔ تو یہی سمجھتا ہے۔ کہ میں جیتوں گا۔ لیکن خدا کے فضل سے چیف کورٹ کے
جج کچھ مخبوط الحواس یا عقل سے خارج نہیں ہیں جو ڈگری دیدینگے۔ وہاں تو شہادت پر خیال ہوگا
اور یہ جعلی اسناد اور جھوٹے تمسکات جو آپ نے اپنی کتاب میں پیش کیے ہیں انکی ساری
قلعی کھل جاویگی۔ اور اس بات کو تو آپ نے بھی مانا ہے۔ لیکن آپکی وہ مثل ہے کہ ہیں تو
خود جھوٹے مگر سچوں کے بھی کان کترتے ہیں۔ اور چالاکی و دھمکی سے مقدمہ لینا چاہتے
ہیں سچ ہے چہ دلاور ہست وزدے کہ بکف چراغ دارد +

ہم بڑی خوشی سے آپکو دعوت دیتے ہیں کہ آپ ضرور مسلمانوں کیطرف سے چیف کورٹ
میں دعوی دایر کریں۔ اور ہم اسکا جواب دعوی دینگے۔ اسوقت پبلک کو معلوم ہوگا۔ کہ
جعلسازی کی دفعہ چیف کورٹ ہمپر قایم کرتی ہے کہ تو بہ! خدا کی پناہ!! ایسی بھی ڈھٹھائی
اور بیشرمی کوئی کرتا ہے۔ کہ اصل کاغذات اور تمسکات کو جعلی بیان کرنیکی دلیری کرے۔ اور
جو واقعی جھوٹے اور جعل کے بنے ہوئے کاغذات ہیں اُن کو اصل تبلاوے۔ لیکن مرزا
صاحب! اسبات کے فیصلہ کے لیئے تو پبلک کی آنکھ بھی چیف کورٹ سے کم نہیں۔ اور
ہمارے خیال میں تو تعصب اور بُغض وہٹ دھرمی کو چھوڑکر اگر آپ ہی اپنے کانشنس
سے پوچھیں۔ تو ممکن نہیں کہ وہ آپکو یہ نہ تبلادے۔ کہ آپ اپنے دعوی میں بہت کمزور ہیں۔
ہم بھی اسبات کو قبول کرتے ہیں۔ کہ اگر "تناقض پایا جاوے۔ تو انہی باتوں کو شہادت
میں" قبول کرتے ہیں جنکو غلبہ ہو۔ اور اُن کیساتھہ بہت سے قراینی ثبوت اور تائیدی
شہادتیں ہوں"۔ لیکن جسقدر کہ آپ نے شہادتیں اپنی کتاب میں پیش کی ہیں۔ اُن میں
نہ تو بمقابلہ ہمارے کچھہ وزن ہی ہے۔ اور نہ تائید ہے۔ اور نہ قراین۔ پھر ہم نہیں سمجھتے
کہ آپ کیوں اسقدر خواہ نخواہ کا شور وغل مچاتے ہیں۔ ہمکو معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپکو گرنتھ صاحب
کے شبدوں کی مطلق سمجھہ نہیں۔ ورنہ ایسا کبھی نہ کہتے۔ کہ "دو چار شبد ایسے ہیں جو بادا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نانک صاحب کی طرف منسوب کیئے جاتے ہیں۔ اور اسلام کی تکذیب پر مشتمل ہیں۔ اور اُن کے اگر وہی معنی ہیں۔ جو وہ کرتے ہیں۔ اور دوسرے معنی کوئی نہیں۔ تو وہ اُن بھاری ثبوتوں کے مقابلہ پر کیا حقیقت رکھتے ہیں۔ جو سکھہ صاحبوں کی اپنی کتابوں سے نکالکر ایک ڈھیر لگا دیا گیا ہے"۔ لیکن برخلاف اس کے ہم دیکھتے ہیں۔ کہ آپ کے ہاتھہ بالکل خالی ہیں۔ اور ڈھیر وہیر کچھہ بھی نہیں۔ بلکہ دو ایک شعر جو آپ نے اسلام کیطرف منسوب کیے پیش کیئے ہیں۔ اُن کے معنی وہ نہیں ہیں جو آپ سمجھتے ہیں۔ بلکہ آپ نے دوسرے معنی کیئے ہیں جسکو اگر ہم کہیں کہ اُلٹے معنی کیئے ہیں تو بہت بجا ہو گا۔ سچ ہے۔ خالی برتن بہت زیادہ بولتا ہے۔ اور یہ مثل اسوقت مرزا صاحب! آپ پر بہت اچھی طرح سے عاید ہو رہی ہے۔ ذرا ناظرین! اسوقت آپ انصاف کریں۔ اور کہیں کہ انبار ثبوت کا کس کے طرف لگا ہوا ہے۔ اور مرزا صاحب! آپ کے پاس شہادت ہی کیا ہے سب سے زیادہ چولہ صاحب کی جسکی کوئی تائید نہیں۔ اور جو خود اپنی شہادت میں مشتبہ ہے۔ اور جسکی گواہی میں اسقدر اختلاف ہے۔ کہ جس کا حد و حساب نہیں۔ دوسرے چشتی خاندان کی بناوٹی گواہی جسکی تائید کوئی نہیں کرتا۔ ایسی بناوٹی شہادتیں تو ہم آج سینکڑوں پیش کر سکتے ہیں۔ لیکن اس سے فایدہ؟ جیسے ایک بناوٹی گواہ کی ساری قلعی خود بخود کھل جاتی ہے۔ ایسے ہی آپکی چشتی خاندان والی شہادت کا حال نظر آرہا ہے۔ تیسرے اُن کا مسلمان فقیروں سے ملنا۔ اور مکہ مدینہ جانا وغیرہ جنکا جواب ہم اچھی طرح سے دے آئے ہیں۔ اب مقابلہ میں ہماری طرف سے جو تردید پیش ہوئی ہے۔ وہ اسقدر زبردست ہے کہ ناظرین خود سمجھہ سکتے ہیں۔ کہ جسقدر ہمنے شہادتیں پیش کی ہیں سب کی تائید ہوتی ہے۔ اور یہہ اُن میں مطلق اختلاف نہیں ہے۔ جہاں مکہ مدینہ جانا اور مسلمان فقرا کے ساتھ ملنا گورو نانک کا ثابت ہے وہاں اُن کا ہندو تیرتھوں پر جانا اور ہندو مہاتماؤں سے ملنا اور اُن کیساتھہ ٹھہرنا بھی ثابت ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جیسا کہ مدینہ سے واپسی کے بعد گورو نانک صاحب ہمالیہ پربت پر ہندو مہاتماؤں سے ملنے گئے +

یہ ایک عجیب ہنسی کی بات ہے۔ کہ اگر کوئی ہندو کسی مسلمان دوست کے یہاں ٹھہرے تو وہ مسلمان ہو جاوے۔ اگر دہلی کی جامع مسجد دیکھنے جاوے اور اُسکے اندر قدم رکھے تو مسلمان ہو جاوے۔ آجکل جسقدر ہندو ولایت جاتے ہیں وہاں سب انگریزوں کے ساتھہ کھانا کھاتے ہیں۔ اور پوشاک بھی وہی پہنتے ہیں۔ بوٹ بھی وہیں کا خریدتے ہیں۔ لیکن ولایت جانے سے اور ایسا کرنے سے وہ عیسائی نہیں ہو جاتے۔ اور نہ عیسائیوں کی پوشاک پہننے سے کوئی عیسائی بن سکتا ہے۔ پس ان باتوں سے ثابت ہوا کہ مرزا صاحب کے دماغ میں کچھہ فتور آیا ہوا ہے۔ اور اُن کو چاہیئے کہ خلل دماغ کی دوا کریں +

پھر مرزا صاحب نے اپنے بیان کا سلسلہ اِس بات سے اُٹھا کر کہ گیا گورو نانک صاحب اُن تمام الہامی کتابوں کو جھوٹی خیال کرتے تھے۔ جو اُن کے وجود سے پہلے دنیا میں پائی جاتی تھیں" وغیرہ وغیرہ۔ جیسا کہ خبطیوں کا قاعدہ ہے۔ کہ اناپ شناپ تقریر کئیے جاتے ہیں جسکا نہ کچھہ سر ہوتا ہے نہ پیر۔ اور مکرر سہ کرر باتوں کو دوہراتے ہیں۔ وہ تین ورق تک برابر چلے جاتے ہیں۔ جسکا جواب صرف دو حرفوں میں دیا جاتا ہے۔ کہ گورو نانک جی کا خیال پچھلی الہامی کتابوں کی بابت اور نبی و رسولوں کی بابت ویسا ہی تھا جیسا کہ محمد صاحب کا اپنا تھا۔ بلکہ اُن سے زیادہ نیک معنوں میں۔ لیکن یہ ضرور ہے۔ کہ انہوں نے محمد صاحب کو دیگر نبیوں سے کچھہ افضل نہیں جانا۔ اور نہ وہ اپنے مذہب کو ترک کرکے اسلام میں داخل ہوئے۔ ہم یہ بار بار پیچھے کہہ آتے ہیں۔ کہ گورو نانک صاحب کو خداوند کریم نے ایک جج بنا کر بھیجا تھا۔ اور جسطرح سے کہ جج فریقین کو سمجھاتا ہے۔ ویسا ہی انہوں نے محمد صاحب

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

گوا وہ ہندؤں کے پنڈت ریفارمروں کو سمجھا ہے۔ اُن کی نسبت یہ کہنا کہ وہ وید اور وید پرستوں سے بالکل الگ ہو گئے تھے سراسر لغو اور بہتان ہے۔ وید اور وید مت بھی تو خدا کے ہی بنائے ہوئے ہیں۔ اور جب خود خدا اُن سے الگ نہیں۔ تو وہ کسطرح الگ ہو سکتے تھے +

قاعدہ ہے کہ جب کوئی نبی دنیا میں آتا ہے اور صلاح کرنا چاہتا ہے۔ تو جس قوم میں وہ پیدا ہوتا ہے۔ پہلے اُسی قوم کے لوگ اُس کی مخالفت کرتے ہیں۔ کیا محمد صاحب کو اُن کے بھائی بندوں نے ہی پہلے بُرا بھلا نہیں کہا اور جادوگر نہیں بنایا؟ اُن پر اینٹ پتھر نہیں پھینکے؟ پس اگر اُس وقت کے ہندؤں نے جن میں کہ گورو نانک صاحب کا اوتار ہوا تھا۔ جہالت سے اگر اُنکی کچھ مخالفت کی۔ تو کوئی تعجب نہیں ہے۔ لیکن اب وہی ہندو ہزاروں لاکھوں گورو نانک صاحب کی بانی پڑھتے ہیں۔ اور اُن کے سکھ ہیں +

گورو نانک صاحب کا تو اعتقاد نہیں تھا۔ جیسا کہ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ کیا اُن سے پہلے خدا تعالےٰ کا اپنے بندوں کی اصلاح کے لیئے کوئی انتظام نہ تھا لیکن ہاں اگر محمد صاحب کا ہو۔ تو کچھ تعجب نہیں۔ بیشک گورو نانک صاحب کا یہ اعتقاد تہا۔ کہ خداوند کریم ہمیشہ دنیا پر اپنا نام ظاہر کرنے کے لیئے کوئی نہ کوئی شخص بھیجتا رہا ہے۔ اور ان سے پہلے دنیا میں بہت سے بزرگ ہو چکے ہیں۔ لیکن محمد صاحب کو وہ ایسا نہیں سمجھتے تھے جیسا کہ مرزا صاحب کا بیان ہے۔ کہ جس نے مخلوق پرستی کی جڑ کو کاٹ کر دنیا کے اکثر ملکوں میں توحید کا باغ لگایا تھا"۔ اس کی جگہ اگر مرزا صاحب یہ لکھتے۔ کہ زن پرستی اور قبر پرستی اور مردہ پرستی و لونڈے پرستی و ظلم پرستی کی تخم ریزی کر کے اکثر ملکوں میں تمام جہان کی بُرائیوں اور بدفعلیوں کا ایک بڑا وہ بھڑکا دیا تھا۔ تو بہت بجا ہوتا (دیکھو اسباب کا ثبوت گذشتہ اشعار میں) جو مثل

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

آفتاب کے چمک رہا ہے۔ لیکن کیا گورو نانک صاحب کی بابت بھی اس قسم کی کوئی بات کہنے کی جرات کرسکتا ہے؟ اور بھلا ایسا شخص جسکی زندگی مثل روز روشن کے صاف اور پاک ہو وہ ایسے شخص پر جسکی زندگی زن پرستی میں صرف ہوئی ہو۔ ایمان لا سکتا ہے؟ یا اُسکو خدا کے نبیوں میں بڑھکر سمجھا سکتا ہے؟

قولہ۔ لیکن اگر باوا صاحب کا یہ عقاد تھا۔ کہ بیشک دنیا میں مجھ سے پہلے ایسے کامل بندے آئے۔ جنھوں نے کروڑہا دلوں کو الہام الہی کی روشنی سے توحید کیطرف کھینچا۔ تو یہ بار ثبوت باوا صاحب کی گردن پر ہوگا۔ کہ ان آنیوالوں میں سے کوئی اعلے سے اعلے نمونہ ایسے انسان کا پیش کریں جسکی اصلاح سے کروڑہا انسان توحید کی روشنی میں داخل ہو گئے ہوں۔

اقول۔ دوسرے کسی کا نمونہ جو گذر گئے تھے۔ گورو نانک صاحب نے کیوں پیش کرنا تھا۔ کیونکہ سماعی باتوں کا لوگوں کو اسقدر یقین نہیں ہوتا جیسا کہ چشمدید کا چنانچہ اسلیئے انھوں نے خود اپنا نمونہ پیش کر کے لوگوں کو دکھلا دیا کہ جو خدا کا بندہ بھیجا ہوا اصلاح کے واسطے دنیا میں آتا ہے۔ اُسکا چال وچلن ایسا ہونا چاہئیے۔ اور لوگوں کو سچائی اور توحید کیطرف رجوع کیا۔ اور اُن کروڑہا انسانوں میں سے جنکی زبان میں تو توحید لیکن عمل میں زن پرستی تھی۔ اُن کے وہ راز ملکوں میں جاکر اُن کو ہدایت کر گئے۔ کہ زبانی توحید سے خدا خوش نہیں ہوتا۔ تاوقتیکہ تمہارے عمل صاف نہوں ظاہرا نماز اور دل میں عورت کا خیال۔ ظاہرا روزے۔ اور دل میں ظلم و خود غرضی کا دھیان۔ غرض ان باتوں سے چاہے تم لاکھ لاکھ اسلام کے پابند ہو۔ کبھی نجات حاصل نہیں کروگے۔ دیکھو اصل نماز۔ روزہ اور کلمہ اور قرآن پڑھنا خدا نے انسان کے واسطے بتلایا ہے۔ وہ میں تمکو بتلاتا ہوں۔ اس پر عمل کرو۔ تب سچے مسلمان ہوگے۔ اور تمکو نجات ملیگی۔ ورنہ جو تمہارا موجودہ طریقہ ہے۔ اُس میں خدا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کبھی خوش نہیں۔ اور انہوں نے یہ بتلایا:۔

"ਮਿਹਰ ਮਸੀਤ ਸਿਦਕ ਮੁਸੱਲਾ ਹੱਕ ਹਲਾਲ ਕੁਰਾਨ
ਸ਼ਰਮ ਸੁੰਨਤ ਸੀਲ ਰੋਜ਼ਾ ਹੋ ਮੁਸਲਮਾਨ ਕਰਣੀ
ਕਾਬਾ ਸਚ ਪੀਰ ਕਲਮਾ ਕਰਮ ਨਿਮਾਜ਼ ਤਸਬੀ ਸਾ ਤਿ
ਸ ਭਾਵਸੀ ਨਾਨਕ ਰੱਖੇ ਲਾਜ"

ترجمہ۔ یعنی رحم کی مسجد میں صبر کا مصلّے بچھا کر حق حلال کا قرآن پڑھو۔ اور شرم کو سنت سمجھکر حلم کا روزہ رکھو۔ تب سچے مسلمان ہو سکتے ہو۔ ظاہر انماز او رفاقہ کشی سے کچھ نہیں ہوتا۔ نیک فعال کو اپنا کعبہ سمجھو۔ اور راستبازی کو مرشد کا کلمہ و سخاوت کی نماز ادا کرو۔ اور خداوند کی رضا پر شاکر رہنے کی تسبیح پھیرو۔ تب سچے مسلمان کہلاؤ۔

ہم حیران ہیں کہ جب مرزا صاحب خود ایک جگہہ صفحہ ۸۴ پر لکھتے ہیں۔ اور اس بات کو قبول کرتے ہیں۔ کہ "خدا قدیم سے اپنے بندوں کو ہدایت کرتا آیا ہے۔ اور جب کبھی دنیا بگڑ گئی۔ اور زمین فساد اور پاپ سے بھر گئی۔ تب ہی خدا نے کسی خاص فرد میں سچائی کی روح پھونک دی۔ اور خاص روشنی اور الہامی عرفان دیکر ہزاروں کو ایک چراغ سے منور کیا۔ جیسا کہ وہ ہمیشہ ایک ہی انسان سے ہزاروں کو پیدا کر دیتا ہے"۔ تو پھر اس بات کے ماننے میں کہ چونکہ اسوقت دنیا کی حالت بگڑ گئی تھی۔ اور ہندو مسلمان دونوں گمراہ تھے جیسا مرزا صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۸[1] میں خود مان چکے ہیں۔ اسلیئے خدا نے گورو نانک صاحب میں سچائی کی روح پھونک کر اور خاص روشنی و الہامی عرفان دیکر دنیا میں سدھار کے لیئے بھیجا تہا۔ کیوں دریغ ہوتا ہے۔ اور جب وہ اپنے وقت کے پیغمبر تھے۔ اور اُن کو خدا نے دنیا کے سدھار کے لیئے بھیجا تہا۔ تو اُن کو کیا ضرورت تھی۔ کہ وہ محمد صاحب پر ایمان لاتے۔ گورو نانک صاحب محمد صاحب کے ساتھہ پیشوائے دین ہونیکے لحاظ سے باہم ہمعصری کا رتبہ رکھتے تھے۔ اور اُن کو اُن پر ایمان لانے کی کوئی ضرورت نہ تھی لیکن

[1] دیکھو اس کتاب کا صفحہ ۹ سطر ۵۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

گورو نانک صاحب کو پیشوا دین ہونے کے خیال سے تو البتہ ہمعصر کہہ سکتے ہیں ورنہ اگر دونوں صاحبان کی زندگی کے حالات کی طرف بھی نظر ڈالیں تو ہمکو یہ ضرور کہنا پڑیگا۔ کہ گورو نانک صاحب اُن سے بڑھ کر تھے۔ جیسے ملکوں اور صوبوں میں بادشاہ کیطرف سے نظم قایم کرنے کے لیئے وایسرائے اور لفٹننٹ گورنر بھیجے جاتے ہیں۔ اور ہر ایک اپنے اپنے وقت کا حسب لیاقت انتظام کرتا ہے۔ لیکن جب باہم دو لفٹننٹ گورنروں کا انتظام یا امن یا انصاف وغیرہ کے معاملات میں مقابلہ کیا جاتا ہے۔ تو اُسوقت خواہ مخواہ ایک کو جو بہت ہی منصف مزاج اور امن پسند رہا ہو دوسرے کی نسبت جس کا عہد چند شکایات سے خالی نہو ضرور ترجیح دیجاوے گی۔ رتبہ بہرحال دونوں کا ایک ہی ہوتا ہے لیکن اعمالنامہ میں یا سالانہ رپورٹ میں جو بادشاہ کے دفتر میں مرتب ہوتی ہے۔ اُن میں کارگذاری کے مطابق فرق ہوتا ہے۔ اور اس سے کوئی ناواقف نہیں۔ کہ اعمالنامہ کے ہی خیال سے بادشاہ کیطرف سے اعزاز اور خطابات ملتے ہیں۔ چنانچہ ایسا ہی حال قدرت کے بادشاہت کے سچے بادشاہ کا ہے۔ جو پیشوایان دین کی معرفت دنیا کی مذہبی حالت کو درست کرتا رہتا ہے۔ اور کل پیشوایان دین ہمرتبہ ہوتے ہیں۔ لیکن جنکا اعمالنامہ بالکل صاف ہوتا ہے۔ اُنکی عزت اور توقیر دوسروں پر جنکے اعمالنامہ میں کسی قدر سیاہی ہوتی ہے۔ سچے بادشاہ کے دربار میں زیادہ ہوتی ہے۔ اب اگر غور سے گورو نانک صاحب اور محمد صاحب کی زندگی کا مقابلہ کیا جاوے۔ تو گورو نانک صاحب کی زندگی بہ نسبت محمد صاحب کے زیادہ پاک نظر آئیگی بلکہ بالکل صاف کیا کوئی یہ کہنے کی جرات کرسکتا ہے۔ کہ گورو نانک صاحب نے اپنی لونڈی کیساتھ زنا کیا۔ اور پھر معافی مانگی۔ اور وہ شہوت پرست تھے۔ عبادت الہی کو چھوڑ کر عورتوں کی طلب بجا لاتے تھے وغیرہ وغیرہ جو باتیں کہ محمد صاحب کی بابت بیان کیجاتی ہیں۔ اور جب گورو نانک صاحب کی طرف ان باتوں میں مطلق انگلی نہیں اٹھ سکتی۔ تو وہ بلاشبہ محمد صاحب

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سے زیادہ عزت کے قابل ہیں +

ہم نہیں چاہتے تھے۔ کہ ہم اپنے مسلمان دوستوں یا بھائیوں کا دل دکھائیں۔ مگر کیا کریں مرزا صاحب کی تحریر نے ہمیں سخت مجبور کیا ہے۔ اور اب مقابلہ آن پڑا ہے ایسے وقت میں ہم مجبور ہیں۔ کہ مرزا صاحب کی ہر ایک بات کا جو وہ پیش کرتے ہیں۔ ترکی بترکی جواب دیں۔ اور اس لیئے ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے مسلمان دوست جو ہمارے مزاج سے اچھی طرح واقف ہیں۔ کہ تعصب اور ہٹ دھرمی کو ہمنے کبھی اپنے پاس آنے نہیں دیا۔ دو چار منٹ کے لیئے ہماری گستاخی کو معاف کرینگے۔ اور اگر آپکو مذہبی جوش خاموش نہ رہنے دے۔ تو پہلے خدا کے لیئے جسقدر برے الفاظ تم سے ہو سکیں مرزا صاحب کو پیشکش کرنا (کیونکہ اس بحث کی ابتدا پہلے اُن ہی کیطرف سے ہے۔) اور پھر اُن کے پیچھے دو چار ہمیں بھی سہی۔ اس کا ہمیں کچھ رنج نہ ہوگا +

مرزا صاحب بار بار اس بات کو گھونٹتے ہیں اور پیچدار الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔ کہ گورو نانک صاحب محمد صاحب پر ایمان لائے۔ جسکا جواب ہم بھی ایک سے زیادہ مرتبہ دے چکے ہیں۔ کہ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ اور ہمارا جواب جہانتک ناظرین دیکھینگے صاف اور بلا بناوٹ اور مضبوط دلایل کیساتھ پائیں گے۔ لیکن برخلاف اس کے مرزا صاحب ایک ہی بات کو دوہرا دوہرا کر بناوٹی اور من گھڑت باتوں سے رنگ چڑھا کر پیش کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ گورو نانک صاحب اس بات کے قایل تھے کہ ان سے پہلے بھی نیک اور روحانی آدمی آئے۔ جنہوں نے دنیا کو وقتاً فوقتاً ہدایت کی ہے اُنہوں نے کس کا نمونہ اپنے اشعار اور باتوں میں بتایا۔ آپکا منشا یہ ہے کہ اسلام کے کہلانے کو کہ "محمد صاحب کا"۔ اور چنانچہ خود لکھہ بھی دیا ہے۔ لیکن ہم افسوس کرتے ہیں۔ کہ باوجودیکہ گورو نانک صاحب کو اس بات سے انکار نہیں تھا۔ کہ اُن سے پہلے کوئی نیک آدمی یا پیغمبر جو خدا کو پہچانتا تھا نہیں آیا۔ یا اُن کو اس بات کا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

گھمنڈ تھا۔ کہ وہی ایک سچے آدمی آئے ہیں۔ لیکن یہ ہم ضرور کہینگے۔ کہ ایسے آدمیوں کا نمونہ بیشک انہوں نے بتلایا ہے۔ مگر خاصکر محمد صاحب کا نہیں۔ اور نہ اُن کے کسی شعر سے یہ ترشح ہے۔ کہ وہ محمد صاحب کو دنیا کے سب مہاتماؤں سے بڑھکر سمجھتے تھے یا اُن پر دہ ایمان للئے۔ مرزا صاحب مجھے آپ معاف فرماویں۔ میں آپکی تحریرمیں بار بار ایک ہی امر کا تکرار دیکھکر یہ نتیجہ نکالنے کے لیئے مجبور ہؤا ہوں۔ کہ آپ کے دماغ میں ضرور خلل ہے۔ اور خبط ہو گیا ہے۔ ورنہ جس مطالب کو آپ نے اتنی بڑی ضخیم کتاب میں ظاہر کیا ہے۔ نصف سے کم میں ادا کر سکتے تھے۔ انہوں نے جن مہاتماؤں کا نمونہ بتلایا ہے۔ اُن کے صرف نام ہی نہیں اپنے اشعار میں بتلائی بلکہ بلاقید مذہب اور فرقہ کے اُن کے کلام کو بھی اپنے گرنتھ میں بطور نظیر جگہ دیدی ہے۔ ہندؤں سے کہا ہے۔ کہ دیکھو تم سے پیشتر جو لوگ تمہاری قوم میں بھگت ہو گذرے ہیں وہ کیا کچھ کہہ گئے ہیں۔ کچھ میں ہی نیا پرمیشور کیطرف سے کہنے والا نہیں آیا۔ اسی طرح سے مسلمانوں کو مخاطب کر کے اُن کے مہاتماؤں کے نام کی نظیر جو واقعی قابل نمونہ تھے بتلائے گئے ہیں۔ کہ دیکھو تمہارے مذہب میں بھی سچے مہاتما لوگ ہو گذرے ہیں۔ اُن کا کیا کلام ہے۔ کیوں نہیں سیدھے راستہ پر چلتے اور بیر باد۔ ہنکار۔ لوبھ۔ موہ ترک کرتے۔ چنانچہ اگر آپ گرنتھ صاحب کا بغور مطالعہ کریں گے۔ تو آپکو معلوم ہو جائیگا۔ کہ دونوں قوموں کے مہاتماؤں کے کلام کو انہوں نے نظیرًا اپنے گرنتھ میں جگہ دی ہے۔ لیکن افسوس کہ جنکا نام آپ بتلانا چاہتے ہیں۔ اُن کا نام انہوں نے کہیں بھی نہیں بتلایا۔ اور اگر کہیں بتلایا بھی ہے تو ایسے معنوں میں جن سے آپکا مطلب حل نہیں ہوتا۔ بابا فرید جی۔ کبیر جی۔ دھنا جی وغیرہ بہت سے نام انہوں نے بتلائے ہیں۔ بلکہ اُن کے شبدوں کو بجنسہ گرنتھ صاحب

لہ آپ اِس پر اعتقاد کریں گے۔ کہ گرنتھ صاحب کی جلد تو اُن کے دو سو برس بعد باندھی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہیں جگہہ دی گئی ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ اُن کے خیال میں باوا فرید وغیرہ
کی بہ نسبت محمد صاحب کے زیادہ عزت تھی۔ اور واقعی اگر محمد صاحب کی زن مریدی وغیرہ
کیطرف خیال کیا جاوے۔ تو باوا فرید جیسے مہاتما جنکی تمام زندگی صاف ہے۔ زیادہ
عزت کے قابل نظر آوینگے۔ اور اگر آپ یہ کہیں کہ باوا فرید بھی تو آنحضرت کی ہی امت میں
سے تھے۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ شاگرد اکثر استاد سے زیادہ رتبہ اور عزت
کے ہو جاتے ہیں۔ اور اُنکی واقفیت بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اور وہ اپنی خاص نیک

انہوں نے کیسے جگہ دیدی۔ تو اول تو اس اعتراض سے آپ کا وہ اعتراض خود بخود رفع ہو جاتا
ہے۔ جو آپ نے یہ کیا ہے۔ کہ گورو نانک صاحب کے بعد گرنتھ بنانیوالوں نے جو متعصب
تھے اور دیوی دیوتاؤں کی پوجا کیطرف متوجہ ہو گئے تھے۔ انہوں نے قصداً یہ معلوم کر کے کہ
گورو نانک صاحب کا میلان خاطر زیادہ تر مسلمانوں کی طرف تھا۔ اُن کے وہ اشعار جن سے اسلام
کی تائید ہوتی تھی گرنتھ صاحب میں سے خارج کر دیئے۔ اور اُنکی جگہ دوسرے شبد بنا کر رکھ دیئے
کیوں صاحب! اگر گورو ارجن صاحب کو واقعی مسلمانوں سے تعصب ہوتا۔ اور انہوں نے گورو
نانک صاحب کے ایسے شبد جو بقول آپ کے اسلام کی تائید کرتے تھے خارج کر دیئے ہوتے
تو کیا یہ ممکن تھا۔ کہ وہ مسلمان فقیروں کے کلام کو اپنے کلام کے ساتھ گرنتھ صاحب میں جگہ دیتے
ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔ اول تو روحانی سلسلہ ایک ہونیکی وجہ سے یہ ہم کہہ ہی نہیں سکتے۔ کہ مسلمان
مہاتماؤں کے شبد جو گرنتھ صاحب میں درج ہوئے ہیں گورو نانک صاحب کے حکم سے نہیں ہوئے
لیکن ان کے علاوہ بھی جن مہاتماؤں کے شبد گورو نانک صاحب اکثر نظیراً ہندو مسلمان و دوستوں
کے سامنے پیش کرتے رہے۔ اور اُن کے وقت کی بنی ہوئی پوتھی میں جس میں گورو نانک صاحب
کی بانی درج تھی یہ سب شبد درج تھے جنکو بجنسہٖ گورو ارجن دیوجی نے گرنتھ صاحب میں جگہ دیدی
بھلا جس گورو نے اُن شبدوں کو جو غیر قوموں کے مہاتماؤں کے کہے ہوئے بطور نظیر گورو نانک
صاحب کی بیاضوں اور پوتھیوں میں موجود تھے بلا کسی کمی و بیشی کے درج کر دیئے۔ وہ خاص

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

چلنی اور لیاقت کے لیئے زیادہ عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ علاوہ اسکے جس خاندان میں انسان پیدا ہوتا ہے۔ چاہے اُسکے باپ دادا کتنے ہی کم حیثیت ہوں یا اچھے چال وچلن کے اور مالدار نہ رہے ہوں۔ لیکن اپنی زبان سے اُن کو پھر بھی بخیال ادب لوگوں میں بڑا ہی ظاہر کرنا پڑتا ہے۔ کوئی عقلمند آدمی جو مالدار ہو اور اچھے چال وچلن کا ہو۔ اپنے باپ کی حیثیت کو لوگوں میں کم بیان نہیں کریگا۔ کیا ایک بیوقوف باپ کا لڑکا جو عقلمند ہو اپنے باپ کو بیوقوف کہے گا؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ ادب سے نام لیگا۔ اسیطرح باوا فرید اور دیگر اولیا لوگ۔ محمد صاحب کی اصل پونجی سے واقف تھے۔ لیکن چونکہ اُنکی امت میں پیدا ہوئے تھے۔ اسلیئے حالانکہ وہ روحانی معاملات میں اُن سے زیادہ مالدار ہو گئے تھے۔ تاہم اُن کے لیئے ظاہرا لوگوں میں اُنکو بڑا کہنا یا اُن سے انحراف کرنا مناسب نہ تھا۔ علاوہ اسکے جس روحانی درجہ پر یہ لوگ پہنچ گئے تھے وہاں اُنکو ہر ایک شے میں ایشور پرماتما نظر آتا ہے۔ وہ کسکو بُرا کہیں اور کسکو بھلا۔ اُنکی آنکھوں میں جدھر دیکھو وہی نظر آتا ہے۔ پس یہ تو ہم دنیا داروں کی ایسی ناقص آنکھیں ہیں۔ جن میں خدا بھی خالی از نقص نظر نہیں آتا۔ لیکن ایسی آنکھوں سے بھی جنکا ہر وقت کام ہی نقص نکالنا ہو جو شخص بے نقص نظر آوے وہ بہت ہی تعریف اور عزت کے قابل ہے۔ چنانچہ اگر نظر انصاف سے دیکھا جاوے گا۔ تو گورو نانک صاحب کی زندگی بمقابلہ محمد صاحب کے بہت ہی پاک اور صاف نظر آئیگی۔ اور ہمارے خیال میں خدا کا بھیجا ہوا نبی بھی ایسا ہی ہونا چاہیئے جسکی ذات میں دنیا داروں کو کوئی شکایت کی گنجایش نہ ہو۔ ہندوؤں نے اُن کو اپنا اوتار کہا۔ اور مسلمانوں نے اپنا پیر

گورو نانک کے شبدوں میں کمی وبیشی کرنے کی کب جرات کر سکتے تھے۔ پس ثابت ہوا کہ گرنتھ صاحب میں گورو نانک صاحب کے جو شبد ہیں اُس میں کمی وبیشی کرنیکا کسی اور کیطرف سے گمان کرنا بالکل خلاف عقل ہے۔ اور اس لیئے گرنتھ صاحب کے ہی شبد زیادہ قابل اعتبار ہیں + لہ روحانی دولت

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مرزا صاحب ہم سے کیا نمونہ مانگتے ہو۔ تم ہی کوئی اس سے بڑھ کر نمونہ اپنے اسلام کے نبیوں میں دکھلاؤ۔ جسکو ہر ایک قوم اپنی طرف[1] کھینچتی اور پوجتی ہو۔

مرزا صاحب بالے والی جنم ساکھی کا حوالہ دیکر بتلانا چاہتے ہیں۔ کہ گورو نانک صاحب صاحب پر ایمان لانیکا اشارہ اپنے اشعار میں بتلایا ہے۔ اور انہوں نے صفحہ ۲۲۰ و ۲۲۲ کی نقل اس ثبوت میں پیش کی ہے۔ یہ اُس مکالمہ کا بیان ہے جو قاضی رکن الدین اور گورو نانک صاحب کے درمیان واقع ہوا۔ ناظرین کو یاد ہو ہے۔ کہ ہم یہ امر صاف لفظوں میں کہہ آئے ہیں۔ کہ گورو نانک صاحب جس سے ملتے تھے۔ اُسکو کبھی یہ نہیں کہتے تھے۔ کہ تیرا مذہب بُرا ہے۔ اور تیرے پیغمبر اچھے آدمی نہیں ہوئے۔ بلکہ اُس کیساتھ اُسی کی مذہبی باتوں میں گفتگو کرتے۔ اور اُسکو دوران گفتگو میں ایسے طریق سے حق بات کا اپدیش کر دیتے تھے۔ کہ اُس کو بُرا نہ معلوم ہوتا تھا۔ اور وہ گورو صاحب کی نصیحت کو بہت جلد قبول کر لیتا تھا۔ اور در اصل سچ پوچھو۔ تو یہ طریق بہت ہی احسن تھا۔ کیونکہ اگر بر خلاف ہو کر ابتدا میں ہی کسی کے مذہب پر حملہ شروع کر دیا جائے۔ جیسا کہ آجکل کے روحانی آدمیوں کا طریقہ ہے۔ تو سننے والے کی طبیعت قدرتاً بھڑک اُٹھتی ہے۔ اور وہ تعصب سے بجائے اس کے کہ دلیل سنے اور نتیجہ کا انتظار کرے زیادہ تر ضد اور تکرار کیطرف رجوع ہو جاتا ہے۔ پس گورو صاحب جب رکن الدین سے ملے۔ تو انہوں نے اُس سے پہلے اُسی طریق سے مکالمہ شروع کیا جو مناسب تھا۔ اور بجائے اسکے کہ اُس کے سامنے اپنے عقیدہ کا تذکرہ کرتے قرآن کا نام لیکر اُسکو بتلایا۔ اور وہی الفاظ زیادہ تر استعمال کیئے۔ جو کہ مسلمانوں کے مذہب سے تعلق رکھتے تھے۔ لیکن ہم افسوس کرتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب نے تعصب کی وجہ سے گورو نانک صاحب کے اصل مطلب

[1] مراد قایل اور پیرو سے ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کو نہیں سمجھا ہے۔ اور انہوں نے لفظوں کے معنی اپنے مطلب کے موافق کھینچ
گھسیٹ کر نکالنے چاہے ہیں۔ لیکن منصف مزاج طبیعتوں کے سامنے جن کو
تعصب نہیں ہے۔ مرزا صاحب کی یہ چالاکی بالکل کام نہ آئیگی۔ بلکہ اُلٹے ندامت
اُٹھانی پڑے گی۔ اب ہم پہلے رکن الدین کا سوال درج کرتے ہیں۔ جسکو مرزا
صاحب نے بھی بالے والی جنم ساکھی سے لیکر اپنی کتاب میں درج کیا ہے۔

آکھے قاضی رکن دین سُنیے نانک شاہ | تریہی حرف قرآن دے ساجو آپ آلہ
معنے اِک اِک حرف دی کہیئے کر ند بیر۔ | جس مراتب کو پہنچیا کے سادہو کیہ پیر
الف لے فرمایئے معنی کر کے بیان۔ | تنہیں بھی آکھو شاہ جی پیہی رب کلام
صفت تمامی رب دی سبہا کہول سنائے | آکہے قاضی رکن دین کہیئے برا خدائے
۱ ہندو مسلمان دوئی دسدے ہُن گمراہ | باجہوں جھگڑے ہور نہ ڈہونڈی سچ نہ راہ
۲ جہڑی گل خدائی دی کہے نہ کوئی مُول | کارن لالچ دُنی دے جھگڑی رام رسُول
۳ راہ سچا داں دسئے جے دس آوی جیوا | حجت حاجت درج کر رہے نما نا تھیو

پہلے چار اشعار تو بیشک قاضی رکن الدین کے معلوم ہوتے ہیں۔ اور اُسکی طرف
منسوب ہو سکتے ہیں۔ لیکن پچھلے تین اشعار قاضی صاحب کے متعلق نہیں ہیں کیونکہ
اُن کا مذہب اس قسم کے اشعار کہنے کی اُن کو اجازت نہیں دیتا۔ در اصل ان
تینوں اشعار کے مطلب سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ گورو نانک صاحب نے
قاضی صاحب کے جواب میں کہے ہیں۔ لیکن مرزا صاحب کو تعصب نے ان اشعار
کے معنی تک نہیں کرنے دیئے۔ اور انہوں نے ان اشعار کی بابت مطلق کچھ نہیں

۱ ہندو مسلمان دونوں اب گمراہ نظر آتے ہیں۔ بغیر جھگڑے اور کچھ نہیں۔ سچا راہ نہیں ڈہونڈتے
۲ جو اصل خدا کی بات ہے اُسکو مطلق کوئی نہیں کہتا۔ دنیا کے لالچ کی وجہ سے رام اور رسول کا (فضول)
جھگڑا برپا کر رکھا ہے۔ ۳ راہ سچا تب دکھلائی دیتا ہے جب نفس قابو میں آتا ہے ۴ انسان حجت اور

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لکھا۔ آگے حرف جواب گورو نانک صاحب کو اسطرح پر معہ معنی درج فرماتے ہیں۔:-

سُنہو قاضی رکن دین نانک آکھے پند — سُنی سیانی گل وچہ تس وچہ بہتے بند
تریہی حرف قرآن دی تیہی سپارے کین — تس وچہ بہت نصیحتاں سنار کر دیقین
پڑہے پکار قرآن بوہ خاطر جمع نہ ہوے — جو راہ شیطانی گم تھیئے پہنچا جان نہ کوئی"

قاضی صاحب نے گورو نانک صاحب کو اوّل شعر میں یہ بتلایا ہے۔ کہ قرآن کے تیسوں حروف خدا کے خود بناسے ہیں۔ اور پھر تیسرے شعر میں اُن سے تیسوں حروف کے معنی دریافت کرگے اُن سے کہا ہے۔ کہ آپ بھی رب کے سچے کلام یعنی قرآن کو کہو۔ جسکے جواب میں پہلے تو گورو نانک صاحب نے پانچویں شعر میں اُس وقت کے ہندو مسلمانوں کی حالت بیان کرکے یہ بتلایا ہے۔ کہ دونوں فضول جھگڑوں میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اور سچی راہ سے اسوقت دونوں گمراہ ہیں۔ چونکہ تیسرے شعر میں قاضی صاحب نے قرآن کو رب کا سچا کلام کہا تھا۔ اسلیئے اسکے جواب میں گورو نانک صاحب نے چھٹے شعر میں یہ بتلایا ہے۔ کہ جو کلام خدا کا ہے۔ اُسکو کوئی نہیں کہتا۔ یہ تو دنیا کے لالچ کی وجہ سے رام اور رسول کے اپنے اپنے بنائے ہوئے جھگڑے ہیں۔ اگر قرآن خدا کا کلام ہوتا۔ تو اُس پر اسقدر جھگڑے کیوں ہوتے۔ یعنی قرآن اور پوران دونوں خدا کے کلام نہیں ہیں۔ خدا کا سچا راستہ تو اُسوقت نظر آتا ہے۔ جب اپنے نفس پر قابو پاؤ۔ اور خاکساری اختیار کرکے اس قسم کے جھگڑوں کو کہ ہم اچھے ہیں۔ اور وہ بُرا ہے۔ چھوڑ دو۔

پھر جواب کے شعروں میں گورو نانک صاحب اپنے اصل مت وحدانیت کے خیال کو مدنظر رکھکر فرماتے ہیں۔ کہ اے قاضی جو میں نصیحت کرتا ہوں۔ اسکو غور سے سُن۔ جو باتیں درحقیقت عقلمندی کی ہیں۔ وہ بہت باریک ہیں۔ یعنے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

میرے الفاظ کو بہت باریک نظر سے دیکھنا۔ صرف مسلمانی اصطلاحات کے لفظوں پر نہ جانا۔ بلکہ باریک مطلب کو سمجھنا۔ عقلمنداں را اشارہ کافی ست۔

اگر تم یہ کہتے ہو۔ کہ قرآن رب کا بنایا ہوا ہے۔ تو ہماری نگاہ ایسی تنگ اور محدود نہیں ہے۔ بجز خدا کے اور کوئی دوسری چیز ہی نظر نہیں آتی۔ تو تمہاری اس بات کے ماننے میں بھی کوئی عذر نہیں ہے۔ مانا کہ تیس حرف قرآن کے ہیں۔ اور تیس ہی سیپارے بنائے ہیں۔ لیکن اس میں بھی بہت نصیحتیں[1] پاؤ گے جنکو سُن کے یقین کرو۔ یعنی اُن پر عمل کرو۔

تیسرے شعر کا مطلب جو مرزا صاحب لکھتے ہیں ٹھیک ہے۔ لیکن وہ جملہ جو انہوں نے راہ شیطانی کے ترجمہ میں لکھا ہے۔ درست نہیں ہے۔ بلکہ گورو نانک صاحب نے اس شعر میں بھی اشارتاً قاضی کے تیسرے شعر کا جس میں اُنہوں گورو نانک صاحب سے قرآن پڑھنے کے لیئے کہا تھا جواب دیا ہے۔ اور کہا ہے کہ قرآن کو اُونچی آواز سے پکار پکار کر بہت لوگ پڑھتے ہیں۔ لیکن اُنکو تسلی نہیں ہوتی۔ یا جمیعت باطنی حاصل نہیں ہوتی۔ (کیونکہ در اصل) جو لوگ شیطانی راہ میں بھولے ہوئے ہیں۔ اُن کو منزل مقصود تک پہنچا نہ سمجھو۔ (چاہے وہ کتنا ہی قرآن بلند آواز سے پڑھیں۔) یعنی جنکا دل صاف نہیں ہے۔ اور دنیا کی خواہشات اور لذات شیطانی میں لگا ہوا ہے۔ وہ قرآن کو صرف گھوٹنے سے ہی نجات حاصل نہیں کر سکتے۔ بلکہ وہ شخص جو قرآن کو کبھی نہیں پڑھتے۔ لیکن دنیا کی خواہشات و لذات شیطانی سے پاک ہیں ضرور منزل مقصود تک پہنچیں گے۔

[1] "بہت نصیحتیں ہیں"۔ یہ ایک ایسا محاورہ ہے۔ جو عموماً ایسی جگہ استعمال کیا جاتا ہے۔ جہاں نیک اور بد دونوں باتیں ہوں۔ لیکن تعداد نیک باتوں کی زیادہ ہو۔ اس سے ثابت ہوتا ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جب پہلے شعر میں یہ صاف ظاہر کر دیا ہے۔ کہ یہ لوگ قرآن پڑھتے ہیں لیکن اُنکی خاطر جمع نہیں ہوتی۔ تو پھر دوسرے شعر میں راہ شیطانی کے یہ معنی کب ہو سکتے ہیں۔ کہ جو "در اصل قرآن سے مُنہہ پھیر رہے ہیں" جو شخص قرآن کو پڑھتا ہے اُسکو ہم یہ کیونکر کہہ سکتے ہیں۔ کہ اُس نے قرآن سے مُنہہ پھیرا ہوا ہے۔ بلکہ مرزا صاحب اگر اِس کے یہ معنی کرتے۔ تو شاید موزوں ہوتا۔ کہ جہاں قرآن میں بہت سی نصیحتیں ہیں۔ وہاں شیطانی راہ کی باتیں بھی ہیں۔ جیسے متبنّے کی عورت کو اپنی زوجیت میں لے آنے وغیرہ کا محمد صاحب کو خدا کیطرف سے حکم۔ تو جو لوگ نصیحتوں کو چھوڑ کر اِس قسم کی شیطانی راہ میں بھول جاتے ہیں۔ اُن کو قرآن پڑھنے سے جمعیت باطنی حاصل نہیں ہوتی۔ اور نہ وہ منزل مقصود تک پہنچتے ہیں۔ ٥ؐ

اِسکے بعد مرزا صاحب نے گورو نانک صاحب کے اِس جواب کی جنم ساکھی سے بجنسہٖ نقل کی ہے جو بیان کیا گیا ہے۔ کہ انہوں نے سی حرفی میں دیا تھا۔ اور ہم بھی اُسکو ناظرین کی سہولیت کے واسطے ذیل میں معہ مرزا صاحب کے ترجمہ کے درج کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔ وہوا ہذا:۔

کہ بہت کا لفظ استعمال کرنے سے گورو نانک صاحب کی یہ مراد تھی۔ کہ گو قرآن میں ایسی باتیں بھی ہیں۔ جنکو نصیحت نہیں کہہ سکتے۔ تاہم اُس میں بہت نصیحتیں بھی ہیں۔ یعنی اچھی باتوں کی تعداد زیادہ ہے۔ کیونکہ گورو نانک صاحب قرآن شریف کو جس طرح سے مسلمان رب کا کلام مانتے ہیں۔ نہیں مانتے تھے۔ اور واقعی یہ بات ٹھیک بھی ہے۔

٥ؐ کیونکہ متبنّے کی عورت کو اپنی زوجیت میں لانا ایک ایسی بات ہے۔ جسکو عام انسانیت جب روا نہیں رکھتی۔ تو خدا اُسکو بھلا کب روا رکھ سکتا ہے۔ اور نہ ایسی باتیں کبھی کلام مجید ہو سکتی ہیں۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سی حرفی

الف اللہ کو یاد کر غفلت منوں وسار
اللہ کو یاد کر اور غفلت کو دل سے بھلا دے

ب بدعت دور کر قدم شریعت رکھ
یعنی بدعت کو دور کر کے شریعت پر قدم رکھ

ت توبہ کر بدی تے مت توں پچھوتائیں
بدی سے توبہ کر ایسا نہ ہو کہ پیچھے سے شرمندہ ہو

ث ثنائیں بہت کر خالی ساس نہ کڈھ
اللہ کی تعریفیں بہت کر اور خالی دم نہ لیا کر

ج جماعت جمع کر چلن دا کر بندھ
یعنی جماعت کیساتھ نماز پڑھا کر اور سفر کی تیاری کر

ح حلیمی پکڑ توں دل تھیں حرص نوار
حلم اور نرمی اپنا طریقہ اختیار کر اور حرص کو دل سے دور کر

خ خام نے اوہ بھٹے جن وسریا کرتار
کچے وہی لوگ ہیں جن کو خدا بھول گیا

د دیانت کرے من اٹھے پہر نہ سوے
اے دل تو دیانت اختیار کر اور ہر وقت سوتا ہی نہ رہ

ذ ذکر عاجزی خاطر ناہیں ڈلائے۔
ذکر اور عاجزی ایسی چیز ہے جس سے دل متذبذب نہیں ہوتا ہے

ر راحت ایمان کی اے اودیکھیں جائے
ایمان کی راحت وہی لوگ دیکھتے ہیں۔

سانس پلٹیں نام بن دہرگ جیون سنسار
کوئی تنفس اگر اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا ہو تو غفلت میں ہا ہی ہے

تو چل سوائے سبھس دی ہنڈا کسے نہ آکھ
ہر ایک کے آگے خاکسارانہ چل اور کسی کو برا مت کہہ

تن بنسے مکھ گڈبیٹھے تب توں کہاں کرائیں
جب تو گاڑا گیا تب تیری توبہ کیا مفید ہو گی۔

ہٹو ہٹ وکایاں مُل نہ لہسی ادّھ
بہت معبودوں کے ہاتھ بکنے سے قیمت نہ رہیگی

باجھوں سائیں آپنے پھرسی اندھوا ندھ
بغیر اپنے مالک کے اندھوں کیطرح پھرتا رہیگا۔

دا دوت ورجو رکن دین ہر دم خالق سا
تم کام میں لگے جاؤ جیسا کہ تمہارا خالق تمہارے کام میں لگا ہوا ہے

دنیا لالچ لگ مرہن موڈھ اٹھا دیں بھار
دنیا کے لالچ میں مرجاتے ہیں اور سر گنہ کا بھار اٹھاتے ہیں

ایک پہر گھر جاگنا سائیں سچ بگوے
اگر یہ نہ ہو سکے تم کم سے کم ایک پہر رات کو جاگو کہ قدر اچھی ہے

تل نہ لگے روال تن لوبھ متوں چکائے
اور ایسا آدمی ایک ذرہ آگو دہ نہیں ہوتا اور دل سے حرص جاتی رہتی ہے

پنجوہ ورجو رکن دین سائیں سیوں چیت لائے
اے رکن دین پانچ وقتوں کی محافظت کر و خدا سے دل لگاؤ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ذ زاری کر مٹے ماہنہ سائیں بے پرواہ

دل کے اندر رو زنارہ کیونکہ خدا لاپرواہ ہے۔

س سودہ من آپنا سب کچھ اس ہتے ماہنہ

اپنے دل کو درست کر کہ سب کچھ اسی میں ہے

ش شہادت پائی پیاسوں لو لائے

جو شخص اللہ سے دل لگاتا ہے وہ شہادت پاتا ہے

ص صلواۃ گذشت کو آکھو نکے نت

نبی گذرے ہوئے پر روز درود پڑھو۔

ض ضلالت گمرہی عادت سوں میل

گمراہی اور ضلالت کو دل سے دور کر دے۔

ط طلب کر راہتی دبین رسال۔

سچائی کو ڈھونڈ جو تجھے راہداری کا ر دانہ دینگے

ظ ظالم سوئی بھلے چیتن ناہیں نام۔

جو لوگ ظالم ہیں وہی بھولے ہوئے ہیں جو خدا کی پرستش نہیں کرتے

ع عمل کمائے جیکو پارا داس

ایسا عمل ثابت کریں جیسا کہ پارہ آگ پر قایم النار ہو جاتا ہے

غ غنیمت رکن دی جنہیں سو آنا آپ

وہ لوگ غنیمت ہیں جنہوں نے پہچانا اللہ تعالی کو۔

ف فارق تے ادبھے جو چلیں مرشد بھاے

حق و ضلال میں فرق کرنیوالے نجات پا گئے جو ہادی کے حکم پر چلے

ک کلمہ اک یاد کر اور نہ بھا کھو بات

جو کچھ چاہے سو کرے تس کیا ویساہ۔

جو کچھ چاہتا ہے وہی کرتا ہے اُسکی بے نیازی کا کیا اعتبار ہے

تن بھانڈا من وست کر حکمی سچا ہیں۔

جسم کو برتن بنا او دل کو ایک چیز کیطرح اسمیں رکھ کیونکہ جسم

رکن ایہ تن جائیسی کیجے طلب خدائے

اے رکن دین یہ تن تو فنا ہو جائیگا خدا کی طلب کرنی چاہئے

خاصے بندے رب دے ست متر دی مت

وہ خدا تعالی کے خاص بندے تھے اور اللہ تعالی سے پیدا کرنیوالے کو

اٹھ بس بند نظر کر چینے ناہیں کھیل

اے بندے غور کر کے اُٹھ بول بازی میں مت لگ رہ

جنہاں ڈٹھیاں دکھ جائے تن توڑی بابا جال

جسکو دیکھکر بدن کا دکھ دور ہو اور خواہشوں کا جال ٹوٹ جائے

سائیں تیرے نام بن کیوں آوے آرام

اے خدا تیرے نام کے بغیر کیونکر آرام آجاوے

بن عملاں ناہیں پلے مر ہی پچھو تائیں

عمل کے بغیر خدا نہیں ملتا کتنا حسرتوں کیساتھ جان نکل جاتی ہے

اس پنجرے وچ کھیل ہے ناں تس مائی نہ باپ

اس پنجرہ میں ایک ایسی بازی ہے جسکی نہ ماں ہے نہ باپ

آپ کیا تحقیق تن زنگار رنگ ملاے

جنہوں نے خود ہی فتنہ برپا کی انہوں نے حق و باطل میں خلط ملط کر دیا

نفس ہوائی رکن دی تس سیں ہوئیں مات

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ایک لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ یاد کر اور کسی بات کا خیال نہ کر۔

ق قرار نہ آوئی جت من اُسکے چاؤ

جس دل میں خواہش پیدا ہو اُس کو آرام نہیں آتا۔

ل لعنت بر سر تنہاں جو ترک نماز کریں

ان لوگوں پر لعنت ہے جو نماز کو ترک کریں +

م مرشد من توں من کتیباں چار۔

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مان اور چار کتابوں کو مان یعنی قرآن توریت زبور انجیل

ن نہیں اوہ کم رہے جن کینے عمل قبول

وہ گمراہ نہیں جنہوں نے نیک عمل اختیار کیئے

و واو آوے رُکن دی سر چاہنہ نال۔

ہوا اور حرص سر اور ہانہہ کو توڑتی ہے۔

ہ ہیبت تس دناں دی جس دن عمل کرے

اس دن کا خوف ہی جس دن وہ عدالت پر بیٹھیگا۔

ل لایق تے اوہ بھئے جنہاں رحمت ندر ہے

وہی لوگ لایق ٹھیرے جن پر خدا تعالی نے اپنے رحمت کی نظر کی

الف اللہ تو نال ہے جینے کیوں نہ اجان

خدا تو ہر وقت تیرے ساتھ ہے تو کیوں فکر نہیں کرتا

ی یار ہی کر رب نوں جبد الجل راج۔

خدا سے محبت کر جسکا غیر فانی راج ہے۔

کیونکہ ای رکن دین اس کلمہ ہے نفس اور ہوا دونوں مات ہو جائینگے

تے پارس کنچن تھیئے جن بھیا ہے راؤ۔

وہ لوگ سونا اور پارس ہو گئے جنہوں نے خدا کی پرستش کی

تھوڑا بہت کھٹیا تھو تھہ گویں ٹھو ٹھ

جو کچھ تھوڑا بہت عمل کیا تھا اسکو بھی دست بدست کھیلا گیا

من توں اک خدا نوں خاصہ جس دا باگ

اور ایک خدا مان جس کا دربار خاص ہے۔

مایا بندھن گل پڑے جت خالی دین بھو

دنیا کے جنجال گلے پڑتے ہیں اگر خالی بھول میں جاویں

عمر وہانی باد رہے پٹر یو کت جنجال

عمر گذرتی چلی جاتی ہے اے دیوانے تو کس جنجال میں پھنس گیا

باب ہماری رکن دین کہیا حکم پڑے

خدا جانے ہماری نسبت اے رکن دین کیا حکم ہو گا

جھلو لوچن کیلتھئے جے آپنہ سنگ ملئے

سو تدبیر کریں کیا ہوتا ہے جب آپ خدا فضل نہ کرے اور نیکوں کو ملا دے

گور سبولے تے چھٹسی او سر انت ندان

اللہ تعالی کی عبادت ہی وکھ سر آخر نجات ملیگی او نادان

اِک اکیلا نا تکا کسے نہ ہوے محتاج

وہ اکیلا وحدہ لاشریک ہے کسیکا محتاج نہیں

اب ناظرین پر یہ واضح رہے کہ یہ سی حرفی گورو نانک صاحب نے خاص رکن دین کے اُس سوال کے جواب میں تصنیف کی ہے جو اُس نے اپنے شعر نمبر ۳ میں کیا تھا اور

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

چونکہ اُن کا قاعدہ تھا۔ کہ جس مذہب والے سے گفتگو کا اتفاق ہوتا۔ اُس سے اُسیکے مذہبی محاورات اور بول چال میں جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں مکالمہ کیا کرتے تھے۔ اور جو امر حق ہوتا وہی بیان کرتے۔ اِس لیئے قاضی صاحب کو گورو نانک صاحب نے اِس سی حرفی میں اُن کے اسلامی محاورات میں ہی حق کا اُپدیش کیا ہے جیسے دوسرے شعر میں گورو نانک صاحب نے فرمایا ہے۔ کہ خداوند کریم کا جو سچا کلام کہتے ہو اور جس کے تیس حرف ہیں اُن حرفوں میں ب جو حرف ہے اُس کا مطلب یہ ہے۔ کہ بدعت کو دور کر کے شریعت میں قدم رکھو۔ لیکن اُس شریعت میں نہیں جو تمہارے یہاں رایج ہے۔ بلکہ وہ شریعت جس میں خدا نے انسان کو قدم رکھنے کے لیئے حکم دیا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ہر ایک کے آگے خاکسارانہ چل اور کسی کو بُرا مت کہہ قدم اُسی وقت رکھا جاتا ہے جس وقت چلتا ہے۔ اِس لیئے پہلے مصرعہ میں قدم رکھنے کی ہدایت کر کے جس راہ چلنا ہے وہ راستہ دکھلایا ہے۔ اُس زمانہ میں جو رد بدعت کرنے میں مسلمان بہت مشتاق تھے۔ اُن کی شریعت میں بھی یہی ہدایت رایج ہے کہ اپنے سوا کسی کو خدا کا بندہ مت سمجھو۔ اور سب کو جو تمہارے مذہب میں نہیں ہیں بُرا بھلا کہو۔ اور اُن پر بدعت کرو۔ پس اس شعر کے کہنے سے گورو نانک صاحب نے قاضی کو یہ ہدایت دی۔ کہ بدعت مت کرو۔ اور خاکساری اختیار کرو۔ اور نہ کسی کو بُرا سمجھو۔ تمام مخلوق خدا کی بنائی ہوئی ہے۔ غرض اسیطرح سے ناظرین اگر ذرا باریک نگاہ سے دیکھیں گے۔ تو ہر شعر میں اُن کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ گورو نانک صاحب نے گو اسلامی محاورات کے الفاظ جنکا استعمال ایک مسلمان کیساتھ گفتگو کرتے ہوئے مناسب تھا استعمال کیئے ہیں۔ تاہم جو اصل اور واجبی بات ہے اُسی کا اُپدیش کیا ہے +

اب ہم ناظرین کو اُن اشعاروں کیطرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں۔ کہ جن کا ترجمہ مرزا صاحب نے دیدہ و دانستہ غلط کیا ہے ۔:۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

چودہویں شعر میں صلوۃ کے معنی مرزا صاحب نے درود لکھے ہیں۔ اور لکھا ہے کہ گذرے ہوئے نبی پر درود پڑہو۔ حالانکہ نبی کا اس شعر میں کہیں نام تک نہیں۔ اور نہ اشارہ ہی طرز عبارت سے مفہوم ہوتا ہے۔ غرض چودہویں شعر کا مطلب مرزا صاحب نے بالکل الٹا پلٹا لکھا ہے۔ اُس کے معنی در اصل یہ ہیں۔ کہ اپنے گذشتہ گناہوں پر ہمیشہ اپنے منہہ سے افسوس کا اظہار کرتے رہو۔ (اور جو ایسا کرتے ہیں) وہ پرمیشور کے اچھے بندے ہیں۔ اور بڑا پیارا (جو پرمیشور ہے) اُس کے دوست ہیں۔ اکیسویں شعر میں مرزا صاحب نے کلمہ کے معنی ہیں جو محمد صاحب کا نام لیا ہے۔ وہ بالکل غلط ہے بلکہ اُس کا مطلب یہ ہے۔ کہ صرف ایک خدا کے نام کا کلمہ یاد کرو۔ اور دوسری کوئی بات اُس کیساتھ منہہ سے نہ نکالو۔ یعنی محمد صاحب کا نام خدا کے ساتھ شامل نہ کرو۔ صرف ایک پرمیشور کے ہی نام کا کلمہ یاد کرو ۳۔ جیسا کہ گورونانک صاحب نے اُس شعر سے ثابت ہے جو انہوں نے ایک شیخ فقیر کے جواب میں کہا تھا۔ کہ اوّل نام خدا کا اور کیتے رسول۔ شیخا نیت راس کرتاں درگہہ پویں قبول [۱]۔

پانچویں شعر میں جماعت جمع کرنے سے مراد نماز پڑھنے کی نہیں ہے۔ بلکہ جب کوئی سفر کرتا ہے۔ تو کسی جماعت یا قافلہ کے ساتھہ سفر کرتا ہے۔ تاکہ راستے کے خطروں سے محفوظ رہے۔ اِس لیئے گورونانک صاحب فرماتے ہیں۔ کہ چلنے کی تیاری میں اپنے ساتھہ نیکی اور پرمیشور کے نام کا قافلہ جمع کر۔ چنانچہ اس جماعت کے معنی انہوں نے صاف صاف ثانی مصرعہ میں یہ دیئے ہیں۔ کہ بلا اپنے مالک کے نام کی جماعت کے یعنی خدا کے بغیر ساتھہ ہوئے تو اندھوں کیطرح پھرتا رہیگا۔

[۱] شیخ صاحب نے گورونانک صاحب سے کہا تھا کہ اول نام خدا اور دوجا نبی رسول۔ نانک کلمہ جے پڑھیں تاں درگہہ پویں قبول جس کا جواب گورونانک صاحب نے یہ دیا تہا کہ خدا کا نام تو بیشک ایک ہی لیکن رسول جیسے جسکی بابت تو بیان کرتا ہی خدا کی درگاہ میں بہت سے ہیں اسلیئے نیت کو درست کرکے اے شیخ سب سے مقدم خدا کا نام کلمہ پڑہ تب درگاہ میں مقبول ہوگا۔

[۳] کیونکہ ایسے شخص جو ہوا اور نفس کے پابند رہے یعنی محمد صاحب ان کا نام منہہ سے نکالنے میں تو خود مات ہو جائیگا یعنی نفس و ہوا کے زیر رہیگا۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

چھٹے شعر میں ثانی مصرعہ کے معنی مرزا صاحب نے یہ کئے ہیں۔ کہ تم کام میں لگ جاؤ جیسا کہ تمہارا خالق تمہارے کام میں لگا ہوا ہے"۔ ہم نہیں سمجھتے۔ کہ مرزا صاحب نے یہ معنی کن الفاظ سے نکالے ہیں۔ "دھاوت ورجو رکن دین ہر دم خالق سار"۔ اس کے تو معنی یہ ہیں۔ کہ اے رکن دین (دل جو برائیوں کی طرف ہر وقت دوڑتا ہے) اس کو روکو۔ اور ہر دم خالق کو یاد کرو۔ پھر دسویں شعر کے ثانی مصرعہ میں بھی یہی حال ہے۔ یعنی "پنجو ورجو رکن دین سائیں سوں چت لائے"۔ جسکے معنی یہ ہیں۔ کہ اے رکن دین خواہشات نفسانی کام کرودھ۔ ہنکار۔ لوبھ۔ موہ (پانچوں چیزوں سے) دل روکو۔ اور مالک سے دل لگاؤ۔ اور آپ نے یہ ترجمہ کیا ہے۔ کہ اے رکن دین پانچوں وقتوں کی محافظت کرو۔ خدا سے محبت لگاؤ۔ یعنی نمازیں ناغہ نہ کرو"۔ اگر بالفرض مرزا صاحب کے کہنے کے بموجب ہم "پنجو" کے معنی پانچ وقت کی نماز سے ہی نکالیں۔ تو "ورجو" کے معنی روکنے کے ہیں۔ (جیسا کہ مرزا صاحب خود ۵۷ صفحہ کے اخیری مصرعہ میں "ورج" کے معنی روک لکھ آئے ہیں۔) پس اس سے تو یہ ثابت ہوگا۔ کہ گورونانک صاحب نماز ادا کرنے سے منع کرتے ہیں۔ نہ کہ جو مرزا صاحب کا خیال ہے۔ کیونکہ ورجو کے معنی محافظت کے کبھی نہیں ہو سکتے۔ ورجو ورج سے ہے۔ اور پنجابی لفظ ہے۔ جس کے صاف معنی منع کرنے کے ہیں +

تیئیسویں شعر میں جو نماز کا لفظ گورونانک صاحب نے استعمال کیا ہے۔ اس سے مراد عبادت ہے۔ گورونانک صاحب فرماتے ہیں۔ کہ جو لوگ عبادت کو ترک کریں۔ ان پر لعنت ہے۔ اور بالفرض اگر نماز کے معنی بقول مرزا صاحب مسلمانوں کی نماز کے ہی ہیں۔ تو چونکہ گورونانک صاحب ایک مسلمان سے گفتگو کر رہے تھے ان کا اس سے یہ مطلب تھا۔ کہ جو شخص مسلمان ہو کر نماز ترک کرتا ہے۔ اس کے سر پر لعنت ہے۔ علاوہ اس کے یہاں پر دراصل اس نماز سے مطلب ہے۔ جو مسلمانوں کو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

گورونانک صاحب نے اُس وقت بتلائی تھی جب اُن سے مسجد میں نماز پڑھنے کو لیئے کہا گیا تھا۔ انہوں نے فرمایا تھا۔ کہ پنج نمازاں وقت پنج پنجاں پنجے ناؤں۔ پہلا سچ حلال دوے۔ تیجی خیر خدائے۔ چوتھی نیت راس من پنجویں صفت ثناء۔ کرنی کلمہ آکھ کے تاں مسلمان سدا۔ یعنی پانچوں نمازوں کے پانچ وقت ہیں اور پانچ ہی اُن کے نام ہیں۔ اوّل سچ بولنا۔ دویم حلال کھانا۔ سویم خدا کے نام پر خیرات دینا۔ چہارم نیت کو صاف رکھنا۔ پنجم خدا کی صفت و ثنا میں مشغول رہنا۔ یہی گویا پانچوں نماز کا ادا کرنا ہے۔ اور افعال نیک کا کلمہ پڑہو۔ تب سچے مسلمان ہو۔ غرض اس شعر میں نماز سے مراد گورونانک صاحب کی اُس نماز سے تھی جس کا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ نہ کہ وہ نماز اور کلمہ جو کہ مرزا صاحب سمجھتے ہیں۔ اسی طرح چوبیسویں شعر میں مرشد سے مراد اولیا لوگوں سے ہے نہ کہ نبی سے۔ کیونکہ مسلمانوں میں نبی کو مرشد کہیں نہیں لکھا ہی اور علاوہ اس کے گورونانک صاحب کے اس شبد سے جو ہم پیچھے لکھ آئے ہیں یعنی اوّل اوّل دین کر مٹھا" جسکے معنی یہ ہیں۔ کہ مسلمان وہ ہے جو اولیا لوگوں کے دین کو میٹھا سمجھتا ہے۔ یعنی قبول کرتا ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ مرشد سے مراد ولی اللہ ہے جن کو مسلمان لوگ اکثر پیر کہا کرتے ہیں نہ کہ نبی۔ کیونکہ گورونانک صاحب مسلمانوں میں قاضی اور مولوی کے طریقہ کو جنکی بابت کہا جاتا ہے۔ کہ وہ لوگ محمد صاحب کی شرع کے پابند ہوتے ہیں اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ یا یوں کہو کہ محمد صاحب کی تعلیم کو چنداں اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ لیکن اولیا لوگوں کی تعلیم کو جو بالعموم شرع کے پابند کبھی نہیں ہوتے تھے۔ بلکہ صرف موحد ہوتے تھے۔ اور جن کا مذہب صلح کُل بموجب اِس شعر کے تھا پسند کرتے تھے۔ ؎ حافظا گر وصل خواہی صلح کُن با خاص و عام۔ با مسلماں اللہ اللہ با برہمن رام رام۔

سی حرفی کے بعد مرزا صاحب نے مفصلہ ذیل ریمارک دیا ہے۔ کہ:-

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اگر کسی کو اپنی کوتہ اندیشی کی وجہ سے یہ شبہ گذرے کہ یہ نصیحتیں تو نانک صاحب نے دوسروں کو دی ہیں۔ مگر آپ اس کے پابند نہیں تھے۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ نیک آدمیوں کی یہی نشانی ہے۔ کہ وہ ایسی نصیحت کسی دوسرے کو ہرگز نہیں دیتے جس کے آپ پابند نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم کیا تم لوگوں کو نیک باتوں کے لیئے نصیحت کرتے ہو۔ اور اپنے آپکو بھلا دیتے ہو۔ یعنی آپ اُن نیک باتوں پر عمل نہیں کرتے۔ اور اگر کہو کہ نانک صاحب ان باتوں کو اپنے دل میں اچھی باتیں نہیں سمجھتے تھے۔ مگر پھر بھی دوسروں کو اُن کی پابندی کے لیئے نصیحت کرتے تھے تو یہ طریق نہایت ناپاکی کا طریق ہوگا۔ کیونکہ بُرے عقیدوں اور غلط خیالوں پر قایم رہنے کے لیئے لوگوں کو نصیحت کرنا اچھے آدمیوں کا کام نہیں ہے۔

اِس کا جواب ہم مفصل طور پر سی حرفی میں دیچکے ہیں۔ لیکن پھر دوبارہ یہ کہے دیتے ہیں کہ گورو نانک صاحب جو نصیحت غیر قوم کو دیتے تھے۔ اس کے وہ خود پابند ہوتے تھے۔ مثلاً جہاں انہوں نے مسلمانوں سے نماز۔ قرآن اور کلمہ وغیرہ کا ذکر کیا ہے وہاں انہوں نے صاف طور پر تشریح کردی ہے۔ جیسے انہوں نے پنج نماز ال وقت پنج پنجاں پنجے ناؤں۔ پہلا حق حلال دوئے تیجا خیر خدا۔ چوتھی نیت راس من پنجویں صفت ثناء۔ کرنی کلمہ آکہہ کے تاں مسلمان سدا۔ شبد سے صاف کہہ دیا ہے۔ کہ خدا کی اصل پانچ نمازیں یہ ہیں۔ اوّل سچ بولنا دوسرا حلال کرکے کھانا۔ تیسرا خدا کے نام پر خیرات کرنا۔ غریبوں کی مدد کرنا۔ چوتھا اپنی نیت کو ہمیشہ صاف رکھنا۔ پانچویں خداوند کریم کی صفت او ثنا کرنا۔ اور نیک افعال کا کلمہ پڑھنا۔ جو ایسی نمازیں گذارتا ہے۔ وہ مسلمان ہے۔ جو تم نماز اور کلمہ پڑھتے ہو۔ اِس سے مسلمان نہیں ہوسکتا۔ اور وہ بذات خود ان باتوں کے پابند تھے۔ پس اُن کی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نسبت یہ الزام عاید نہیں ہوسکتا۔ لیکن آپ کا یہ مبارک بجنسہ آپ کے پیشواؤں پر عاید ہوتا ہے۔ انکی اپنی زندگی کے افعال کچھہ کہتے ہیں۔ اور اُنکی تصانیف و تصنیفیں کچھہ۔

باقی رہا جو الزام کہ مرزا صاحب آخیر میں گرنتھ جمع کرنیوالوں پر لگاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ شبد جو اسلام کے برخلاف ہیں وہ ہرگز بابا نانک صاحب کے نہیں ہیں۔ بلکہ گرنتھہ جمع کرنیوالوں نے اُن کی طرف ناحق منسوب کر دیئے ہیں۔ اِس کا جواب بھی گذشتہ اوراق میں (دیکھو صفحہ ۵ ا سے ۱۹ تک) مفصل طور پر بیان کر آئے ہیں یہاں دوہرانے کی کوئی ضرورت معلوم نہیں ہوتی۔ لیکن ہمیں مرزا صاحب کی پیش بندی کا یہ فقرہ اور کلام کہ "جو لوگ گرنتھ میں سے کوئی امر مخالف تعلیم اسلام نکالنا چاہتے ہیں۔ ایسی سعی انکی محض دہوکہ اور خیانت کی راہ سے ہوگی۔ کہ وہ غلطی سے یا عمداً بد دیانتی سے ایسے شعر پیش کریں جو درحقیقت بابا نانک صاحب کے نہیں۔ بلکہ گرنتھ جمع کرنیوالوں نے خود بنا کر ناحق اُن کی طرف منسوب کر دیئے ہیں۔ چنانچہ یہ امر گرنتھ والوں میں ایک مسلم اور مانی ہوئی بات ہے۔ کہ بہت سے ایسے شعر گرنتھ میں موجود ہیں جن کے اصل مصنف بابا نانک صاحب نہیں ہیں۔ بلکہ صرف فرضی طور پر اُن شعروں کے آخر میں نانک کا اسم ملا دیا گیا ہے" وغیرہ وغیرہ مجبور کرتا ہے کہ ہم مرزا صاحب کو یہاں بتلاویں۔ کہ ہم لوگوں میں سے آجتک کسی نے یہہ کوشش نہیں کی۔ اور نہ اب ہم کرتے ہیں۔ کہ خواہ نہ خواہ کسی اور گورو کے شعر کو گورو نانک صاحب سے منسوب کریں۔ جو تعلیم اسلام کی مخالفت کرتا ہو۔ بلکہ برخلاف اس کے ہمیں یہ ظاہر ہوا ہے۔ کہ آپنے محض خود غرضی کی وجہ سے گورو نانک صاحب کے اشعار کے جیسا کہ اوپر سی حرفی اور دیگر اشعار میں ہمنے بتلایا ہے اُلٹے پلٹے معنی کئے ہیں۔ اور جان بوجھ کر خیانت کی ہے۔ اور پبلک کو دہوکا دینا چاہا ہے۔ ایک جگہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

درج کے معنی روک (صفحہ ۷۵) کے لکھکر جس کے معنی پنجابی ہیں صاف منع کرنیکے ہیں دوسری جگہ صفحہ ۷۰ پر اسی مشتق کے لفظ ورجوہ کے معنی چالاکی سے محافظت کئے ہیں اور دیدہ و دانستہ ایسا لفظ تلاش کیا ہے جس کے معنی دونوں ہو سکیں۔ مگر آپکو یہ نہیں معلوم کہ اگر صفحہ ۷۵ والے روک کے معنی محافظت کریں گے تو اُلٹے معنی ہو جائیں گے علاوہ اس کے صفحہ ۵۰ پر لکھ لفظ کو جس کے معنی ہیں لاکھ کے اُسکو آپ نے اپنی طرف سے زبردیگر لکھ بنا دیا ہے۔ کیا یہ عمداً بددیانتی اور جعل سازی نہیں ہے؟ افسوس کہ مرزا صاحب کی گندہ دہنی اور ناعاقبت اندیشی نے ہمارے قلم کو بھی گندہ کر دیا ہے۔

بیشک گرنتھ صاحب میں صرف گورو نانک صاحب کے ہی شبد نہیں ہیں بلکہ دوسرے پانچ گورو صاحبان کے بھی شبد شامل ہیں۔ اور چونکہ گورو نانک صاحب کے بعد کے سب گورو بھی روحانی طریقہ سے گورو نانک صاحب کا روپ رکھتے تھے۔ اور انکی تعلیم بھی ایک ہی تھی۔ اس لیئے سب نے اپنا تخلص نانک ہی رکھا۔ جو واجب تھا لیکن محلہ پہلا اور محلہ دوجا اسی شناخت کیلیئے ہر ایک شبد کے پہلے لکھدیا۔ تاکہ کسی کو اس بات کے پہچاننے میں کہ فلاں شبد پہلے گورو نانک صاحب کا خاص ہے۔ اور فلاں دوسرے گورو کا دقت واقع نہ ہو۔ اور اسی امر سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ گرنتھ جمع کرنیوالے بڑے نیک نیت تھے۔ اور ایسے بزرگوں پر الزام لگانا جنکو گورو نانک صاحب اپنی اولاد پر ترجیح دیکر روحانی گدی سپرد کر گئے سخت بے ایمانی اور نالایقی کا کام ہے۔ بلکہ ان پر الزام لگانا ایک طرح کا گورو نانک صاحب پر ہی الزام لگانا ہے۔ جو لوگ کہ آنکھوں والے ہیں اُن کو تو اس بات کی شناخت ہے۔ کہ کون کسکا شبد ہے نہ کوئی دقت ہوتی ہے اور نہ دھوکا ہوتا ہے۔ لیکن جو اندھے ہیں اُن کو بیشک دھوکا ہوتا ہوگا۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تناسخ

اب رہا تناسخ کا معاملہ اس کا جواب بھی ہم پہلے دے چکے ہیں۔ دیکھو صفحہ ۱۱ سے سے ۲ ۲ تک۔ لیکن اس تناسخ کے مسئلہ پر مرزا صاحب نے جو خامہ فرسائی[۵۱] وہ بہت ہی دلچسپ ہے۔ ہم نے بھی اسی واسطے اُس کو بجنسہ نوٹ میں ناظرین کی دلچسپی کیلیئے درج کر دیا ہے۔ مرزا صاحب کی تحریر سے ایک اور نئی بات ظاہر ہوتی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اسلام کے مذہب میں بھی تناسخ کے مسئلہ کو (اگر بجنسہ اس طرح سے نہیں جس طرح سے ہندو مانتے ہیں تاہم وہ ایک طرح سے اُلٹ پلٹ کر اور لفظوں کا ہیر پھیر کر کے) قبول کیا گیا ہے +

مرزا صاحب ایک جگہ تو یہ لکھتے ہیں۔ کہ "اسلام میں صرف وہ قسم تناسخ یعنی آواگون کی باطل اور غلط ٹھیرائی گئی ہے جس میں گذشتہ ارواح کو پھر دنیا کی طرف لوٹایا جاوے۔ لیکن بجز اس کے اور بعض صورتیں تناسخ یعنی آواگون کی ایسی ہیں۔ کہ اسلام نے اُن کو روا رکھا ہے"۔ چنانچہ اُن بعض صورتوں کی جنکو اسلام نے روا رکھا ہے مرزا صاحب نے تشریح بھی کی ہے۔ ایک تو وہ جو اسی زندگی میں مختلف حالات اور عادات کا تبدیل

[۵۱] یہ دھوکہ بھی رفع کرنیکے لایق ہے۔ کہ بعض نادان خیال کرتے ہیں کہ باوا نانک صاحب کے بعض اشعار میں سے تناسخ یعنی آواگون کا مسئلہ پایا جاتا ہے اور یہ اسلامی اصول کے برخلاف ہے۔ سو واضح ہو کہ اسلام میں صرف وہ قسم تناسخ یعنے آواگون کے باطل ٹھیرائے گئے ہیں جس میں گذشتہ ارواح کو پھر دنیا کیطرف لوٹایا جاوے۔ لیکن بجز اس کے اور بعض صورتیں تناسخ یعنی آواگون کی ایسی ہیں کہ اسلام نے اُن کو روا رکھا ہے۔ چنانچہ اُن میں سے ایک یہ ہے۔ کہ اسلامی تعلیم سے ثابت ہے کہ ایک شخص جو دنیا میں زندہ موجود ہے جبتک وہ تزکیہ نفس کر کے اپنا سلوک تمام نہ کرے اور پاک ریاضتوں سے گندے جذبات اپنے دل میں سے نکال نہ دیوے تبتک وہ کسی نہ کسی حیوان یا کیڑے یا مکوڑے سے مشابہ ہوتا ہے۔ اور اہل باطن کشفی نظر سے معلوم کر جاتے ہیں کہ وہ اپنے کسی مقام نفس پرستی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دوزخ کی وہ جو قیامت کے دن دوزخیوں کو پیش آئیگی۔ اس قسم میں اگر ناظرین مرزا صاحب کی تشریح پر بغور نظر ڈالیں گے۔ تو معلوم ہو جائیگا۔ کہ ہندوؤں کے تناسخ میں اور اس تناسخ میں صرف لفظوں کا ہی بھید ہے۔ کیونکہ ہندوؤں کے اعتقاد کے بموجب اس دنیا کو ہی نرک اور سورگ مانا گیا ہے۔ کوئی دوسری جگہ بہشت اور دوزخ کی دنیا سے علیحدہ نہیں بنائی گئی۔ اور اگر کسی پوران میں ان دونوں مقامات کی تصویر بھی کھینچی ہے۔ تو آخیر میں جاکر اس کو بھیانک روچک اور جنجارتھ کی تفصیل میں ڈال دیا ہے۔ ہاں اتنا البتہ فرق ہے کہ ہندوؤں کی ارواح کیا نیک اور کیا بد ایک ایسے عرصہ دراز تک جس کا شمار نہیں ہو سکتا زیر تجویز حوالات میں نہیں پڑی رہینگی۔ بلکہ ان کے مقدمات ساتھ ہی ساتھ فیصل ہوتے جائیں گے۔ اُن کا عادل خدا اپنی عدالت میں ہر وقت مصروف رہتا ہے۔ مگر برخلاف اسکے ہمارے بیچارے مسلمان بھائیوں کی ارواح نیک کو بھی زیر تجویز حوالات میں بد ارواح کیساتھ جبتک عدالت کا دن نہ آئیگا تکلیف سہارنی پڑے گی۔ اور اُن کا خدا صرف قیامت کے دن ہی نیند سے اُٹھیگا اور عدالت کی کرسی پر بیٹھیگا۔ ورنہ اُسوقت تک سوتا ہی رہیگا۔ یا دوزخ اور بہشت کی عمارات اور سامان ضروری کی تیاری و سجاوٹ میں ہی مصروف رہیگا۔

میں مثلاً بیل سے مشابہ ہوتا ہے۔ یا گدھے سے یا کتے سے یا کسی اور جانور سے اور اسی طرح نفس پرست انسان اسی زندگی میں ایک جون بدل کر دوسری جون میں آتا رہتا ہے۔ ایک جون کی زندگی سے مرتا ہے اور دوسری جون کی زندگی میں جنم لیتا ہے۔ اسی طرح اس زندگی میں ہزارہا موتیں اُس کو آتی ہیں۔ اور ہزارہا جونیں اختیار کرتا ہے۔ اور اخیر پر اگر سعادتمند ہے تو حقیقی طور پر انسان کی جون اسکو ملتی ہے۔ اسی بنا پر خدا تعالی نے نافرمان یہودیوں کے قصہ میں فرمایا کہ وہ بندر بن گئے۔ اور سُور بن گئے۔ سو یہ بات نہیں تھی کہ وہ حقیقت میں تناسخ کے طور پر بندر بن گئے تھے۔ بلکہ اصل حقیقت یہی تھی۔ کہ بندروں اور سُوروں کیطرح نفسانی جذبات اُن میں پیدا ہو گئے تھے۔ غرض یہ قسم

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تیسری قسم تناسخ کی جو مرزا صاحب نے بیان کی ہے وہ مولانا روم کے اُس شعر کی بناوٹی معنی بیان کئے ہیں جو انہوں نے تناسخ کے اثبات میں کہا تھا۔ کہ

ہفصد و ہفتاد قالب دیدہ ام　　بارہا چوں سبزہ ہا روئیدہ ام۔

گندم والی مثال اور دانہ کا صدہا قالب میں آنا اور پھر اُس سے نطفہ بننا بھی عجیب ہی بے تُکی مرزا صاحب نے ہانکی ہے۔ اور جس پر بہت ہی ہنسی آتی ہے۔ اس کے بعد مرزا صاحب کو یہ لکھتے ہوئے۔ کہ ”اگر کوئی اشارہ تناسخ یعنی آواگون کیطرف پایا جاتا ہے۔ سو وہ اشارہ درحقیقت اُن تین تناسخوں میں سے کسی تناسخ کیطرف ہے جو قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے“۔ قرآن شریف کے مطابق ایک اور تناسخ یاد آگیا ہے اور اُس کو انہوں نے نوٹ میں یوں درج کیا ہے کہ:۔

ایک اور طرح آنا جانا روحوں کا قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ بدکاروں کی روحوں کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھلتے اور پھر وہ زمین کی طرف رد کئے جاتے ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ ولا تفتح لھم ابواب السماء

کیا لطف جو غیر پردہ کھولے۔ جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے +

اب ناظرین مرزا صاحب کے اُس فقرہ کا اِس نوٹ سے مقابلہ کریں جو وہ اِس مضمون کے شروع میں لکھ آئے ہیں۔ کہ ”اسلام میں صرف وہ قسم تناسخ کی باطل اور غلط ٹھیرائی گئی ہے

تناسخ کی اسی دنیا کے غیر منقطع سلسلہ میں شروع ہوتی ہے۔ اور اسی میں ختم ہو جاتی ہے۔ اور اس میں مرنا اور جینا اور آنا اور جانا ایک حکمی امر ہوا کرتا ہے۔ نہ واقعی اور حقیقی۔ اور دوسری قسم تناسخ کی وہ ہے جو قیامت کے دن دوزخیوں کو پیش آئیگی۔ اور وہ یہ ہے کہ ہر ایک دوزخی جس گندے جذبے میں گرفتار ہوگا اُسی کے مناسب حال کسی حیوان کی صورت بنا کر اُسکو دوزخ میں ڈالا جائیگا۔ مثلاً جو لوگ شکم پرستی کی وجہ سے خدا سے دُور پڑ گئے۔ وہ کتوں کی شکل میں کر کے دوزخ میں گرائے جائیں گے اور جو لوگ شہوت کے جماع کی وجہ سے خدا تعالیٰ کے حکم سے رو گردان ہو گئے۔ وہ سُوروں کی شکل میں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جس میں گذشتہ ارواح کو پھر دنیا کی طرف لوٹایا جاوے گا"۔ ان دونوں میں ظاہرا صرف اتنا فرق ہے۔ کہ پہلے میں لفظ "گذشتہ" ارواح کیساتھ شامل ہے۔ اور دوسرے میں لفظ "بد"۔ کیا گذشتہ مراد نیک ارواح سے ہے؟ اور بد ارواح کے لیئے آسمان کا دروازہ نہ کھلنے اور اُن کے دنیا کی طرف واپس بھیجے جانے سے صاف یہی مطلب نہیں نکلتا۔ کہ وہ دنیا میں دوبارہ جنم دھارینگے؟ ہم نہیں سمجھتے۔ کہ کوئی بھی عقلمند آدمی اس سے انکار کر سکے۔ ہندوؤں کا بھی تو تناسخ یہی کہتا ہے۔ کہ جو مکت ہیں وہ جنم نہیں دھارن گے۔ اور جو سنساری یعنی دنیاوی آدمی ہیں جن کو دوسرے لفظوں میں بد روح کہہ سکتے ہیں جبتک کہ اپنا گیان نہ حاصل کرینگے تناسخ میں پڑیں گے۔ یہاں تو مرزا صاحب آپ گورو نانک صاحب کو مسلمان ثابت کرتے کرتے خود اپنے محمد صاحب کو ہی ہندو ثابت کر گئے ہو۔ باقی رہا جس قسم کے تناسخ کے گورو نانک صاحب قایل تھے وہ اُن کے شبدوں سے جو صفحہ ۱۴ سے ۶۴ تک میں درج ہیں صاف صاف ظاہر ہے کچھ دوبارہ یہاں پر حاجت بیان نہیں رکھتا۔ ناظرین خود فیصلہ کر سکتے ہیں +

پھر مرزا صاحب ہماری طرف مخاطب ہو کے ۵۸ صفحہ پر ذیل کے اشعار کو قلمبند

دوزخ میں گرائے جائیں گے۔ اور جن لوگوں نے نافرمانی کر کے بہت سے حیوانوں کیساتھ مشابہت پیدا کر لی تھی وہ بہت سی جونوں میں پڑیں گے۔ اسطرح کہ ایک جون کو ایسی حالت میں ختم کر کے جو موت سے مشابہ ہے دوسری جون کا چولہ پہن لیں گے۔ اسی طرح ایک جون کے بعد دوسری جون میں آئیں گے۔ اور نہ ایک موت بلکہ ہزاروں موتیں اُن پر آئیں گی۔ اور وہ موتیں وہی ہیں جنکو خدا تعالیٰ نے ثبور کثیر کے لفظ سے قرآن شریف میں بیان کیا ہے مگر مومنوں پر بجز ایک موت کے جو موتہ اولیٰ ہے اور کوئی موت نہیں آئیگی۔ تیسری قسم تناسخ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کر کے فرماتے ہیں - اشعار :-

نکہو محمد ایک خدا - الکہہ سچا بے پرواہ - کیتی محمد کھڑے دربار شمار نہ پاویں شمار
رسول رسال دنیا میں آیا - جب چاہا تب پکڑ منگایا - یوں ہی سمجھی کیا ہے نانک
بندے - پاک خدا اور سب گندے "

کہ ان سے یہ نتیجہ نہیں نکل سکتا - کہ باوا نانک صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والے نہیں تھے - کیونکہ اگر گندے لفظ پر خیال ہے - تو باوا نانک صاحب بھی بوجہ بندہ ہونے کے اس الزام سے باہر نہیں رہ سکتے - اور اس کے ایک طول طویل اور فضول بحث کرتے اور نہ صرف ہمکو وچار گالیاں سناتے ہوئے بلکہ گورو نانک صاحب پر بھی دُر فشانی فرماتے ہوئے جیسی کہ اُن کی نیک عادت ہے لفظ گندے کے معنی یوں سمجھاتے ہیں - کہ "حقیقی چشمہ پاکی اور پاکیزگی کا خدا تعالیٰ کی ذات ہی ہے - اور راستبازوں کو پاکی اور پاکیزگی خدا سے ہی ملتی ہے - ورنہ انسان کی حقیقت پر اگر نظر کریں - تو وہ ایک ناکارہ بوند سے ہی پیدا ہوتا ہے - اس لیے وہ ہیچ محض ہے - مگر اللہ تعالیٰ کی عنایتیں اس کے مقبول بندوں کو پاک کرتی ہیں " - جسکو ہم بھی قبول کرتے ہیں - کہ واقعی گندے کے لفظ سے ہی مراد ہے

کہ جو قرآن میں بیان ہے یہ ہے - جو انسانی نطفہ ہزارہا تغیرات کے بعد پھر نطفہ کی شکل بنتا ہے - مثلاً اول گندم کا دانہ ہوتا ہے - اور ہزاروں برس اُس کی یہ صورت ہوتی ہے کہ زمیندار اُسکو بوتا ہے - اور پھر سبزہ بنتا ہے - اسی طرح صدہا سال ایسا ہی ہوتا رہتا ہے اور ہزارہا قالب میں وہ دانہ آتا ہے - یہانتک کہ اُس کے انسان بننے کا وقت آجاتا ہے تب اُس دانہ کو کوئی انسان کھا لیتا ہے - اور اُس سے انسانی نطفہ بنتا ہے - جیسا کہ مثنوی رومی میں ہے :- ہفتصد و ہفتاد قالب دیدہ ام - بارہا چوں سبزہ ہا روئیدہ ام - سو باوا صاحب کے کسی شعر میں اگر کوئی اشارہ تناسخ یعنے آواگون کی طرف پایا جاتا ہے سو وہ اشارہ درحقیقت ان تینوں معنوں میں سے کسی تناسخ کی طرف ہے - جو قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے -

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور جب گورو نانک صاحب نے اس لفظ کے لکھنے سے محمد صاحب کیطرف اشارہ کیا تھا۔ تو انہوں نے اپنے کو بھی اُن کے ساتھ ہی شامل رکھا تھا۔ یعنی انہوں نے "گو بندہ" پہلے ہی مصرعہ میں کہدیا تھا۔ اُن کا مطلب ہرگز یہ نہ تھا کہ میں خدا ہوں۔ اور نہ ہماری نظر اس مصرعہ پر زیادہ تر پڑی ہے۔ جیسا کہ آپکا خیال ہے۔ لیکن یہہ تو بہت سیدھی سادی ہندی زبان ہے جسکے معنی ایک بچہ بھی سمجھہ سکتا ہے۔ کہ آیا ان اشعاروں سے گورو نانک صاحب کا کیا مطلب تھا۔ اور اس سے کیا ثابت ہوتا ہے۔ لیکن خدا کی پناہ ایسے متعصب اور کینہ ور و بے حیا شخصوں سے جو عالم فاضل ہو کر بھی جاہل مطلق اور آنکھوں والے ہو کر اندھے اور کانوں والے ہو کر بہرے بنے جاتے ہیں۔ اور اُن کی سمجھہ میں ہی نہیں آتا۔ خواہ مخواہ سچ پر پردہ ڈالنا چاہتے ہیں۔ اور اس کے لیئے کئی قسم کا افترا اور بناوٹ بناتے ہیں۔

اسی سلسلہ میں صفحہ ۶۰ پر مرزا صاحب فرماتے ہیں۔ کہ "حقیقی پاکی اور پاکیزگی کا چشمہ خدا تعالیٰ ہی ہے۔ جو لوگ ذکر اور عبادت اور محبت سے اُس کی یاد میں مصروف رہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ اپنے صفت اُن پر بھی ڈال دیتا ہے۔ تب وہ بھی اُس پاکی سے ظلی طور پر حصہ پا لیتے ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کی ذات میں حقیقی طور پر موجود ہے مگر بعض کے لیئے رحمت الہی ابتدا ہی سے سبقت کرتی ہے۔ اور مادر زاد مورد عنایت ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ اُن کو ابتدا سے ہی نالایق جذبات سے محفوظ رکھتا ہے۔ اور نہ صرف اسیقدر بلکہ اُن کی فطرت میں خدا شناسی اور خدا پرستی اور صبر اور استقامت کا مادہ سب سے زیادہ ہوتا ہے۔ اور بالطبع وہ گناہ سے ویسا ہی نفرت رکھتے ہیں۔ جیسا کہ دوسرے لوگ گناہ سے محبت کرتے ہیں" +

بیشک ہمکو بھی اس امر میں مرزا صاحب کیساتھہ بالکل اتفاق ہے۔ لیکن چونکہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ایسے آدمی کا جو مادرزاد مورد عنایت " اور ابتدا سے ہی نالایق جذبات سے
محفوظ رہا ہو۔ مرزا صاحب نے نام نہیں دیا۔ اس وجہ سے ہم اُن سے دریافت
کرتے ہیں۔ کہ ایسا کون شخص ہے۔ کیا آپ ہی تو نہیں؟ کیونکہ محمد صاحب کی
زندگی سے تو یہ باتیں نہیں ظاہر ہوتیں۔ وہ تو نالایق جذبات سے دنیا میں اگر
محفوظ نہیں رہ سکے (دیکھو نوٹ میں اسی کتاب کے صفحہ ۷۰ سے ۸۰ تک)
باقی رہا آپ کا حال بھی اس کتاب کی تمہید میں مشتے نمونہ از خروارے درج ہو چکا ہے
لیکن برخلاف اس کے یہ سب صفتیں جو آپ نے ابتدا سے مورد عنایت " ہونے
والے شخصوں میں بیان کی ہیں اگر تعصب اور تبغض کو دور رکھ کے کوئی انصاف
کی نظر سے دیکھیگا تو معلوم ہو جائیگا۔ کہ گورو نانک صاحب میں پائی جاتی ہیں حضرت
عیسےٰ کی زندگی بھی بہت پاک اور صاف تھی۔ اور اسی طرح سے رامچندر و بیاس
وغیرہ بہت سوں کی زندگی کے حالات پڑھنے سے معلوم ہو جائیگا۔ کہ وہ بالکل
اِن صفات سے موصوف تھے لیکن وہ آپ کے ہادی صاحب ہرگز نہیں جنکا نام آپ نے لکھنا تو چاہا تھا مگر قلم قدرتاً رک گئی ہے
باقی رہا وہ اشعار جو مرزا صاحب نے ۸۷ صفحہ سے ۹۰ تک درج کئے ہیں
بیشک گورو نانک صاحب نے خدا کی درگاہ میں کسرنفسی سے بیان کئے تھے
اور لوگوں کو ہدایت کی تھی۔ کہ اسطرح خدا کی درگاہ میں چاہیے تم کتنے ہی نیک اور
پارسا ہو غرور کو چھوڑ کر عجز اور انکساری میں اپنے تئیں ظاہر کرو۔ اور اس بات کو
آپ نے بھی قبول کیا ہے۔ لیکن لکھ محمد ایک خدا۔ الکھ سچا بے پرواہ کے معنی جو
آپ نے کئے ہیں۔ بالکل بناوٹی ہیں۔ اول تو وہ لفظ لکھ بہ فتح لام پنجابی زبان کا
لفظ ہے۔ نہ کہ زبر سے۔ جیسا کہ آپ نے صفحہ ۸۵ پر لکھا ہے۔ اور اُس کے معنی شمار
سے تعلق رکھتے ہیں۔ یعنی لاکھ محمد ہیں۔ اور ایک خدا ہے۔ جسکی تشریح انھوں نے
صاف طور پر دوسرے شعر میں کردی ہے۔ یعنی کئی محمد کھڑے دربار "۔ اور اگر لکھ کے معنی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لکھنا یعنی غور کرنے اور فکر کرنے کے لیئے جاویں۔ جیسا کہ آپ نے لکھا ہے۔ تو بھی اس کے معنی یہ ہوں گے۔ کہ غور کرائے محمد یعنی محمد کے (پیرو) خدا ایک ہے جو غور و فکر میں نہیں آسکتا۔ اور سچا ہے اور بے پرواہ ہے۔ کتنے ہی محمد جیسے اُس کے دربار میں کھڑے ہیں۔ جو اُس بیشمار کا شمار نہیں پا سکتے۔ یا اسقدر ہیں جنکی کچھ گنتی نہیں۔ لیکن لکھ کے معنی غور و فکر کے بھی نہیں ہو سکتے یہ لفظ ہندی زبان کا ہے جس کے اصل معنی دیکھنے اور امتیاز کرنے کے ہیں۔ لیکن اصل معنی وہ ہوتے ہیں جو ساری عبارت کیساتھہ موذونیت کھاویں۔ نہ کہ سر کسیکا اور پیر کسیکے۔ بھلا "رسول رسال دنیا میں آیا۔ جب چاہا تب پکڑ منگایا" اس کو مرزا صاحب کیا کریں گے محمد کے معنی بھی گھڑ لیئے۔ اور لکھہ کے معنی بھی دوسرے بنا لیئے۔ لیکن رسول اور رسال کے کیا معنی کروگے۔ خوب اچھی چالاکی کی۔ جب ان لفظوں پر کوئی گھڑت نہ بن پڑی بلکہ ان لفظوں سے ہی آپ کی گرفت ہوتی نظر آئی۔ تو اُن کو بالکل چھوڑ ہی دیا۔ رسول اور رسال کا ایسا لفظ ہے۔ جو صاف اس عبارت میں ظاہر کرتا ہے۔ کہ گورو نانک صاحب کا مقصد صرف محمد صاحب ہی کی بابت کہنے کا تھا نہ کہ خدا کے اور دوسرے پیاروں کی بابت۔ جیسا کہ مرزا صاحب اپنی من گھڑت سے گھڑنا چاہتے ہیں +

اس کے بعد ۹۸ صفحہ پر برکت تن کو اگلی جے پڑھتے رہن درود کا مطلب یہ نہیں ہے۔ جو محمد صاحب پر درود بھیجتے رہیں۔ یہاں آپ نے یہ چالاکی کی ہے۔ کہ اس سے پہلے کے دو شعر نہیں لکھے۔ جس سے معلوم ہو جاتا کہ گورو نانک صاحب کی یہ گفتگو ایک مسلمان سے ہے۔ اور انھوں نے کہا ہے۔ کہ پیر پیغمبر سالک صادق شہدی اور شہید شیخ مشایخ۔ قاضی مُلّا در درویش رسید۔ برکت تن کو اگلی پڑھتے رہن درود اب درود کے وہ معنی یہاں پر ہرگز نہیں ہو سکتے۔ جو مرزا صاحب نے لکھے ہیں کیونکہ محمد صاحب خود پیغمبر تھے۔ کیا اُنہوں نے اپنے اوپر خود ہی درود بھیجا تھا؟

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

یعنی میاں مٹھو اپنے منہہ بنتا تھا۔ اس کے معنی تو یہاں پر درود و ذکر کے ہیں۔ اور قرآن کی آیت کا جو آپ نے حوالہ دیا ہے۔ اس میں تو اللہ اور تمام فرشتوں کا نام ہے نہ کہ گذشتہ پیغمبروں کا؟ یہاں پر ایک اور بات قابل لطف ہے۔ یعنی ۸۵ صفحہ پر مرزا صاحب نے لکھ محمد ایک خدا کے شعر پر یہ نوٹ دیا ہے۔ کہ:۔

"نانک صاحب کا اللہ کے مقابل پر محمد کا نام لکھنا اور اللہ و محمد کا مقابلہ کر کے اللہ کا بڑا قرار دینا بھی ایک دلیل بزرگ اس بات پر ہے۔ کہ باوا صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالے کے پیارے اور مقرب اور رسول سمجھتے تھے"

معقول! کیا اچھی دلیل ہے۔ مقابل کی جگہ اگر پہلے لکھکر محمد کا درجہ خدا سے بھی بڑھا دیتے تو اور زیادہ موزوں ہو جاتا۔ ان ہی باتوں سے تو مرزا صاحب کا خبط ظاہر ہوتا ہے ورنہ کیا کبھی عالم فاضل شخصوں کی دلیل اس قسم کی لچر اور پوچ ہوا کرتی ہے۔ کہ جس کا نہ سر نہ پیر۔ خیر وہاں تو محمد کا نام اللہ کے مقابل رکھا۔ یہاں اس شعر میں پیر کو پیغمبر سے پہلے رکھا ہے۔ جس سے صاف یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ پیروں کا یعنی گوروں کا درجہ پیغمبر سے بڑا ہے۔ محمد صاحب بھی پیغمبر تھے۔ یہاں انہوں نے محمد صاحب کو خدا کے مقابل چھوڑ پیروں کے بھی پیچھے کر دیا ہے۔ اس کے کیا معنی؟ حالانکہ ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں پر ہم خیال نہیں کرتے۔ اور نہ ہم اس قسم کی دلیل اور معنی پیدا کرنا چاہتے ہیں مگر کیا کریں خبطیوں سے پالا پڑ گیا ہے۔ ان کیساتھ جبتک اس قسم کے معنی نہ کیئے جائیں یہ قابو میں نہیں آتے۔

اس کے بعد کرنی کعبہ سچ پیر کلمہ کرم نواج" جس کے معنی بالکل صاف ہیں۔ اور اسکے دیگر ساتھ کے اشعاروں کی بندش سے جو معنی مطابقت کھاتے ہیں یہ ہیں۔ کہ نیک کام کو اپنا کعبہ تصور کرو۔ اور سچ بولنے کو اپنا مرشد بناؤ۔ اور کرم و نوازش کا کلمہ پڑھو۔ اور اگر نواز کے معنی نماز کے کیئے جاویں تب درست ہو سکتا ہے۔ اور نواز کو نماز کا اگر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

گورمکھی میں بگاڑ کھیں تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں۔ کہ کرم کا کلمہ پڑھکر اس قسم کی جیسا کہ اوپر بیان ہؤا ہے نماز گزار۔ اس سے اوپر کے اشعار یہ ہیں۔ کہ مہر مسیت صدق مصلےٰ حق حلال قران۔ شرم سُنّت سیل روزہ ہو مسلمان۔ یعنی مہر کی مسجد میں صدق کا مصلےٰ بچھا کر حق حلال کا قرآن پڑہو۔ شرم کو سنت سمجھو۔ اور شیل یعنی دیا کا روزہ رکھو۔ تب مسلم ایمان ہو سکتے ہو۔ لیکن تعصب اور بُغض بھلا یہ اصل معنی کا ہیکو کرنے دیتا ہے وہ تو اپنی کاریگری کا نمونہ اور ہی دکھلائیگا۔ خواہ اُسے عوام اور صاحب فہم منظور کریں یا نہ۔ مرزا صاحب نے اس مصرعہ کے معنی یوں کیئے ہیں۔ کہ "نیک کام کعبہ کے حکم میں ہیں۔ جنکی طرف منہہ کرنا چاہیئے۔ اور سچ بولنا مرشد کے حکم میں ہے۔ اور کلمہ یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ وہ چیز ہے جس سے قسمت کھلتی ہے۔ اور عمل نیک ہوجاتے ہیں"۔ اب مرزا صاحب سے ہم پوچھتے ہیں۔ کہ کیا اس شعر کے معنی کے وقت آپ کو بھوک لگ رہی تھی۔ جو آپ کرم اور رنواج دو لفظوں کو ہڑپ کر گئے۔ یا آنکھیں چوندھیا گئی تھیں۔ جو ان کے معنی کچھہ نہ بیان کیئے۔ اور ویسے پانچ لفظوں کے معنی اور تشریح کرنے میں تین سطر سے زیادہ لکھ گئے۔ افسوس صد افسوس!! اے تعصب تیرا ستیاناس ہو۔ تو وہ بلا ہے کہ بھلے چنگے آدمی کو خبطی اور اندھا بنا دیتا ہے۔ ظاہر لکھے ہوئے حرف بھی اس کو دکھلائی نہیں دیتے ؛

اب اس کے آگے پھر وہی "آسا محلہ پہلا اور گوری محلہ پہلا" گرنتھ بنانیوالوں کی شکایت اور لفظ نانک کا ہر ایک گورو کے شبد میں آنیکا ماجرا بڑی طوالت کیساتھ لکھا ہے۔ حالانکہ اس بات کو اس سے پہلے کم از کم تین چار مرتبہ مرزا صاحب بیان کر چکے ہیں۔ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ ایک بات کو دوبارہ سہ بارہ بیان کرنے سے کیا فایدہ۔ اس طرح تو بعینہٖ خبطی کیا کرتے ہیں۔ کوئی ہوش والا تو ایسا کرتا نہیں۔ ہم تو ایک ہی بات کو مکرر سہ کرر پڑھتے پڑھتے اور جواب دیتے دیتے تھک گئے ہیں۔ یا خدا ہمیں اس

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

خلل دماغ سے محفوظ رکھنا۔

آپ فرماتے ہیں۔ کہ نانک کا لفظ ہر ایک گورو کے شبدوں میں پایا جاتا ہے حالانکہ محلہ پہلا و دوجا و تیجا بھی اُن کے پہلے اسیوا سطے درج ہے۔ کہ یہ معلوم ہو جاوے کہ یہ کس گورو کا شبد ہے۔ اور دہوکا نہ ہو۔ تاہم نہایت قابل اعتراض کارروائی ہے۔ کیونکہ سراسر خلاف واقعہ اور جعل کے رنگ میں ہے"۔ اگر مرزا صاحب کی یہ بات سچ ہے۔ تو جسقدر انگریز ہیں۔ سب اِس جرم سے خالی نہیں۔ کیونکہ ہر ایک کا نام وہی ہوتا ہے۔ جو اُس کے باپ کا ہے۔ یا دادا کا یا بھائی کا۔ اور اگر یہ کہو کہ اُن کے کرسچن نیم سے یہ دہوکا رفع ہو جاتا ہے۔ تو کیا محلہ پہلا محلہ دوجا محلہ تیجا جیسے موٹے الفاظ اور حروف اس دہوکے کو رفع کرنیکے قابل نہیں ہیں؟

اس کے بعد صفحہ ۹۱ میں آپ گورو نانک صاحب کے اُنہی اشعار کی تاویل جنکی پہلے یہ کر آئے ہیں۔ کہ گورو صاحب نے کسر نفسی سے خدا کی درگاہ میں اپنا عجز و انکسار ظاہر کیا ہے"۔ یہ کرتے ہیں۔ کہ پہلا زمانہ اُن کا غفلت و خطا میں گذرا۔ اس لیئے اسلام قبول کرنے کے بعد اپنے پہلے زمانہ کی بابت وہ خدا کی درگاہ میں عجز و انکسار سے عفو کی درخواست کرتے تھے"۔ اور اس کی نظیر میں دو چار اشعار پیش کیئے ہیں۔ جسکا جواب ہم صرف یہ دیتے ہیں۔ کہ قیاسی باتوں کو ہم نہیں مانتے۔ اسکے کیا معنی؟ کہ ایک جگہ کچھ رائے قایم کرنا اور دوسری جگہ کچھ؟ ان باتوں سے تو صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ مرزا صاحب کی عقل میں فرق آگیا ہے۔ اور اُن کو چاہیئے۔ کہ خلل دماغ کی دوا کرائیں ✣

ذرا کر سورۂ مومن پہ اب دہیان۔ محمد کو ہوا ہے وہاں یہہ فرمان۔
کہ استغفار کر بہر گناہاں ۔ ز کہ ہے سامان برائے زنیاناں
ذرا مشکات سے اب ہو تو مشغول۔ وہاں ہے بو ہریرہ سے یہ منقول۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کہ فرمایا علانیہ نبی نے۔ کہ میں ہر وقت میں اپنے خدا سے۔
ہوں استغفار میں مشغول ہر دم۔ خدا کے روبرو ہر روز پیہم۔

گورو نانک صاحب کی وفات کے متعلق

مرزا صاحب نے اس معاملہ میں بھی اپنی چالاکی دکھلانے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی ہے۔ آخر بنفتیم کس نذار د چوں شود تکبیر ما پر آپ نے بہت زور دیا ہے۔ مگر یہ نہیں جانتے۔ کہ یہ اشعار گورو نانک صاحب نے مسلمانوں سے کہے ہیں۔ اور چونکہ اُن کے یہاں مردے پر بجائے ویدوں کے شلوک اور کریا کرم کے نماز یعنی تکبیر پڑھی جاتی ہے۔ اس سبب انھوں نے یہ لفظ استعمال کیا۔ اور یہ ایک دستور کی بات ہے۔ کہ جب کبھی کسی کو نصیحت کیجاتی ہے۔ تو واحد متکلم کا صیغہ استعمال کیا جاتا ہے۔ اس سے یہ اخذ کرلینا۔ کہ گورو نانک صاحب نے اپنی طرف اشارہ کیا تھا سخت نادانی اور تعصب کا خیال ہے۔ علاوہ اس کے تکبیر کے معنی ہیں اللہ اللہ کرنا۔ یا دعا مانگنا۔ گورو نانک صاحب کا اس شعر سے یہ مطلب تھا۔ کہ ساری عمر جب ہم نے عبادت نہیں کی۔ خدا کا نام نہیں لیا۔ تو آخر وقت میں جب عزرائیل فرشتہ آن پکڑیگا یعنی مرجائینگے۔ تو اس وقت کی تکبیر یعنی دعا اور اللہ اللہ کرنے سے جو دوسرے کرتے ہیں اصل مرنے والے کی روح کو کیا فایدہ پہنچیگا۔

پھر مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ کہ "باوا صاحب کی وفات کے وقت جب بعض مسلمانوں نے باوا صاحب کے وارثوں کے پاس آکر جھگڑا کیا۔ کہ باوا صاحب مسلمان تھے۔ اور ہم اسلام کے طور پر گور منزل کرینگے۔ تو جسقدر بزرگ باوا صاحب کے جانشینوں اور دوستوں اور اولادمیں سے وہاں بیٹھے تھے کوئی اُن کی بات پر ناراض نہ ہوا۔ اور کسی نے اٹھکر یہ نہ کہا۔ کہ اسے نالایقو۔ نادانو۔ اور آنکھوں کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اندھو اور بے ادبو۔ یہ تم کیسی بکواس کرنے لگے۔ بلکہ ایسے جاہلوں کو دو چار سونٹے لگا دیتے۔ اور چند شعر بابا نانک صاحب کے اُن کو سنا دیتے جن میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب ہوتی۔ کم از کم وہ شعر تو ضرور سنانے چاہئیں تھے جو پرچہ خالصہ بہادر ۳۰ ستمبر ۱۸۹۵ء میں درج ہیں۔ لیکن ایسا کسی نے نہ کہا۔ اور ذرا بھی یہ جواب نہ دیسکے۔ کہ تمہیں جنازہ پڑھنے کا کیا استحقاق ہے۔ بلکہ انہوں نے ایک عذر درمیان لا کر جس کی حقیقت خدا کو معلوم ہے باوا صاحب کی چادر کو نصفا نصف کر کے ہندو مسلمان دونوں کو دیدیا"۔

اب اگر ناظرین مرزا صاحب کی کتاب کے صفحہ ۱۱۸ پر جنم ساکھی کی عبارت کو پڑھیں گے۔ تو اُن کو صاف معلوم ہو جائیگا۔ کہ پہلے صرف گورو صاحب کے پٹھان مریدوں نے یہ التجا کی۔ کہ ہمکو دیدار کرادو۔ جس کے جواب میں ہندوں نے یہ کہا۔ کہ اب یہ وقت تمہارے دیکھنے کا نہیں ہے۔ کیونکہ ایسے وقت میں ہندوں کی رسم کے بموجب مسلمان کا سایہ بھی پڑنا اچھا نہیں خیال کرتے۔ اِس پر اُن کو ضد چڑھی۔ اور وہ آمادہ فساد ہوئے جس کے جواب میں "ہندو مسلماناں دا جھگڑا ہو گیا" کے معنی یہی ہیں۔ کہ باہم ڈنڈے سونٹے چل پڑے۔ اور اس میں کیا کوئی شک ہے۔ کہ اُن کے جانشینوں نے گورو نانک صاحب کے اشعار وغیرہ اُن کو نہ سنائے ہوں گے۔ ڈنڈے لیکر تو کھڑے ہو گئے ابھی اشعار ہی نہ سنائے ہوں گے۔ اشعار تو سب سے پہلے سنائے۔ لیکن پٹھانوں کی قوم کو صرف اس بات پر غصہ آیا۔ کہ اب ہمکو دیکھنے بھی نہیں دیتے۔ چہ جائیکہ اُن کی حیات میں ہم برابر یہاں آکر درشن کیا کرتے تھے۔ اور اس لیئے اُن کو ضد یہ ہو گئی۔ کہ ہم اب بزور اِن سے نعش لیں گے۔ کہ اتنے میں نعش خود بخود غایب ہو گئی۔ مرزا صاحب کہتے ہیں۔ کہ مسلمان نعش لے گئے۔ اگر وہ لاش کو لیگئے ہوتے۔ تو پھر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ان کے وہاں آنے کی کیا ضرورت تھی۔ ہندوؤں کے مکان میں گورو نانک صاحب کی نعش مبارک تھی۔ اگر وہاں سے علیحدہ بھی کرنے کا کسی کو موقع ملا یا کسی پر ایسا کرنے کا اگر گمان بھی ہو سکتا ہے۔ تو وہ ہندوؤں پر ہی ہو سکتا ہے۔ نہ کہ مسلمانوں پر۔ جب لاش الگ ہو گئی۔ تو فساد رفع کرنے کے لیئے اچھے آدمیوں نے کہا۔ کہ چلکر اندر دیکھو تو۔ اور وہاں گئے۔ تو صرف چادر ہی چادر باقی رہ گئی جس کے دو ٹکڑے کیئے گئے۔ ایک اُن کو دیا گیا۔ اور ایک ہندوؤں کو۔ ہندوں نے جہاں لاش جلائی وہاں کہا کہ ہمنے چادر جلائی ہے۔ باقی رہا گو مسلمانوں میں مردہ کی حاضری میں جنازہ پڑھنا واجب نہیں ہو۔ لیکن چونکہ اُس وقت ضد آن پڑی تھی۔ پٹھانوں نے اُس چادر کو ہی دفنا دیا۔ اور چونکہ فقیروں کے معجزات کے مسلمان بہت زیادہ قایل ہیں۔ انہوں نے چادر کو ہی سمجھا ہو گا۔ کہ گورو صاحب کا یہ جسم ہے۔ مگر ان ساری بحثوں کو چھوڑ کر ہم یہ کہتے ہیں۔ کہ اگر گورو نانک صاحب بقول مرزا صاحب واقعی مسلمان تھے۔ اور محمد صاحب کے قایل تھے۔ تو اُن کو کیا ضرورت تھی۔ اور کیا اُن کو خوف تھا۔ جو وہ ہندوں کے گھر میں مکہ سے واپس آ کر رہے۔ اور انہی کے درمیان سرگ باس ہوئے۔ اور اپنا جانشین بھی انہوں نے ہندوؤں کے درمیان سے ہی منتخب کیا۔ اگر وہ مسلمان ہوتے۔ تو وہ علانیہ طور پر اُسی مذہب کا اعلان کرتے۔ اور اُسی مذہب کے لوگوں میں اپنی بود و باش اختیار کرتے۔ لیکن چونکہ اُنھوں نے ایسا نہیں کیا۔ اِس سے صاف ثابت ہے۔ کہ وہ مسلمان ہرگز نہیں تھے۔ اور نہ محمد صاحب کے پیرو یا قایل تھے۔ علاوہ اس کے ہم مسلمانوں میں نانک شاہی کوئی فرقہ بھی نہیں دیکھتے۔ جس سے ہم کو باور کرنے کے لیئے جگہ ہو۔ کہ وہ ضرور مسلمان تھے۔ ان کے پیرو بھی زیادہ تر لوگ ہندوؤں میں سے ہی ہوئے +

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

"دُرُغ پوتر دھرتری" کے معنی ہم پیچھے بیان کر آئے ہیں۔ دھرتی کے معنی عجز اور
خاکساری کے ہیں۔ ہم اُن اشعاروں کو جو اس شعر سے پہلے بیان کیے گئے
ہیں۔ ناظرین کی سہولیت کے لیئے ذیل میں درج کرتے ہیں :-

ਜੇਤੇ ਬਡੇ ਰਿਖੀਸਰਾ ਹੋਏ ਬਡੇ ਅਵਤਾਰਾ। ਪੀਰ ਪੈਕਾਂਬਰ ਅਉ
ਲੀਏ ਗਉਸ ਕੁਤਬ ਸਾਲਾਰ। ਤਿਨਾ ਭੀ ਸੀਸ ਨਿਵਾਇਆ ਧਰ
ਤੀ ਅਗੇ ਆ। ਧਰਤੀ ਪੂਰੇ ਸਤਗੁਰੂ ਸਭੇ ਲਏ ਸਮਾਇ। ਵਾਗ
ਪਵਿਤ੍ਰ ਧਰਤਰੀ ਜੋ ਧਰਤੀ ਮਾਹਿ ਸਮਾਇਆ। ਧਰਤੀ ਫਿਰ ਸਮਾਈ
ਅਨ ਜੋਗੀ ਤੈ ਸੰਨਿਆਸਾ। ਸੂਰ ਬੀਰ ਫਰੀਆਮ ਦੀ ਪੂਰਨ ਕਰਦੀ
ਆਸਾ। ਧਰਤੀ ਉਪਰ ਬੈਠ ਕੇ ਜੋ ਜੋ ਸਾਧੇ ਜੋਗ। ਪੂਰਨ ਹੋਵਹਿ ਕਾ
ਮਨਾ ਮਿਟ ਜਾਵਹਿ ਭਉ ਰੋਗ। ਮਰਨਾ ਭੁਲਾ ਉਜਾੜਦਾ ਜਹਾਂ ਜੀਅ ਜੰ
ਤ ਵਰਸਾਇਆ। ਪਾਛੈ ਰਹੇ ਜੁਵਾਲ ਹਤ ਧਰਤੀ ਮਾਹਿ ਸਮਾਇਆ। —

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بالآخر جب جی صاحب گورونانک صاحب کی مستند بانی ہے۔ جسکی جنم ساکھیوں اور گرنتھ صاحب دونوں سے تائید ہوتی ہے۔ یہ وہ بانی ہے جس کے ذریعہ سے گورونانک صاحب نے اپنے مذہب کی بنیاد رکھی اور جس کے ذریعہ سے اپنے جانشین کو سب سے پہلے پرمیشور کا گیان عطا کیا۔ انہوں نے اس بانی میں کہیں محمد صاحب کا نام یا مسلمانوں کا اسم اعظم نہیں رکھا۔ اور نہ اشارتاً بتلایا۔ بلکہ برخلاف مسلمانوں کے اوم ﷺ کا لفظ جو ویدوں کا ہے استعمال کیا۔ اور اس کے پہلے ایک کا عدد ایزاد کر کے بتلایا۔ کہ اوم جسکو کہتے ہو۔ وہ دراصل ایک ہے۔ اس کا نام سچ ہے۔ وہ کرتا یعنی بنانیوالا ہے۔ اُس کی ذات بیخوف اور بغیر دشمنی اور لاموت ہے جون یعنی پیدایش میں نہیں آتا۔ اور خود بخود ہے۔ یہی شبد سکھوں کے مذہب کا بیج منتر یعنی اصل بنیاد ہے۔ یہ شبد جو گورمکھی میں اسطرح لکھا ہوا ہے

੧ ਓ ਸਤਿਨਾਮ ਕਰਤਾ ਪੁਰਖ ਨਿਰਭਉ ਨਿਰਵੈਰ ਅਕਾਲ ਮੂਰਤ ਅਜੂਨੀ ਸੈਭੰ

ویدکی اس شرتی سے ملتا ہے

सदेव सौम्येदमग्र आसीदेकमेवाद्वितीयम्॥
सर्वे वेदा यत्पदमामनन्ति तपांसि सर्वाणि च यद्वदन्ति यदिच्छन्तो ब्रह्म
चर्यं चरन्ति तत्ते पदं संग्रहेण ब्रवीम्योमित्येतत् एतद्ध्येवाक्षरं ब्रह्म एतद्ध्ये
वाक्षरं परम् एतद्ध्येवाक्षरं ज्ञात्वा यो यदिच्छति तस्य तत्

جب اصل بیج منتر گورونانک صاحب کا جو انہوں نے اپنے جانشین کو اپنے اعتقاد میں حوالہ کیا وید کی شرتی سے ملتا ہے۔ اور قرآن سے نہیں ملتا۔ تو آپ یہ کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ اُن کا آخری مذہب اسلام تھا۔ اور وہ محمد صاحب کے قایل تھے جپ جی صاحب کی بانی جس کا حوالہ اوپر دیا گیا ہے۔ گورونانک صاحب نے اس زمانہ میں گورو انگد صاحب کو مخاطب کر کے بیان کی ہے جبکہ وہ مکہ اور تمام سفروں سے واپس آکر ایک جگہ بیٹھ گئے تھے۔ اور جس کے بعد وہ آخر دم

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تک کہیں نہیں گئے +

اب ہم ذیل میں گورو نانک صاحب کے چند شبدوں کو پہلے جپ جی صاحب سے لیکر بطور مشتے نمونہ از خروارے درج کرنا شروع کرتے ہیں۔ اور اُن کے مقابلہ میں ویدوں کی شرتیاں درج کرتے ہیں۔ ورنہ سارا ہی گرنتھ صاحب بجائے قرآن کے ویدوں کی شرتیوں سے ملتا جلتا ہے۔ مرزا صاحب نے جو چند شبدوں کے مقابلہ میں قرآن کی آیتیں درج کی ہیں۔ اُن کے ترجمہ سے یہ صاف ظاہر ہے۔ کہ وہ در اصل قرآن کی آیت کا ترجمہ نہیں ہیں۔ اور نہ اصل مطلب ہی اُن سے ملتا ہے۔ ہاں صرف یہ بات ہے۔ کہ مرزا صاحب نے دو ایک لفظ پکڑ کے اس بات کی کوشش کی ہے۔ کہ ہم اس کو قرآن کی آیت سے ملا دیں۔ واضح رہے۔ کہ گورو نانک صاحب نہ قرآن کے دشمن تھے۔ اور نہ ویدوں کے۔ وہ تو حق کے عاشق تھے۔ اور جو جو حق باتیں وید اور قرآن دونوں میں ہیں۔ وہ سب گورو نانک صاحب کی بانی سے مل جائینگی +

صفحہ ۹۵ پر مرزا صاحب نے یہہ لکھا ہے۔ کہ باوا صاحب نے کسی جگہ یہ دعوے نہیں کیا۔ کہ یہ گرنتھ کے اشعار جو میرے منہہ سے نکلتے ہیں الہامی ہیں۔ یا خدا کا کلام ہے۔ اور اس کے ثبوت میں "نانک شاعر ایو کہت ہے سچے پروردگار" ایک شعر گورو نانک صاحب کا پیش کیا ہے۔ اس کے جواب میں ہم مرزا صاحب کو بتلاتے ہیں کہ جہاں انہوں نے یہ کہا ہے۔ کہ جو میں کہتا ہوں۔ وہ خدا کا کلام ہے میرا اپنا نہیں ہے"۔ دیکھو وہ شبد جو انہوں نے لالو سے مقام ایمن آباد کہا۔ "جیسی میں آوے خصم کی بانی تیسڑا کریں گیان وے لالو"۔ یعنی جیسا کچھ یعنی پرمیشور کا کلام مجھ میں آتا ہے ویسا ہی میں بیان کرتا ہوں تو سمجھ اسے لالو۔ اب اس سے کیا یہ صاف ظاہر نہیں ہے کہ گورو نانک صاحب کے شبد الہامی ہیں +

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور اسی طرح پر کئی جگہ گوروارجن صاحب نے فرمایا ہے۔ اور کئی شبد ایسے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ گوروں کی بانی یعنی کلام اکثر الہامی تھے۔ ہاں یہ بات ضرور ہے۔ کہ گورونانک صاحب ایسے خودغرض نہ تھے۔ کہ جو کلام وہ خود اپنی طرف سے اگر کبھی کہتے۔ تو اُس کو بھی لوگوں میں جتلانے کے لیئے خواہ نخواہ کہدیتے۔ کہ یہ بھی کلام الہی ہے۔ چنانچہ اسی لیئے جو کوئی شعر اُن کے منہ سے بغیر الہام عام طور پر نکل گیا ہے۔ اُس کے آخر میں انہوں نے اپنے نام کیساتھ شاعر کا لفظ ملادیا ہے۔ اور جہاں نہیں ملایا وہاں یہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ اُس شبد کا خاص خدا کی طرف الہام تھا۔

باقی رہا گورونانک صاحب کی بابت جو انگریزوں کی شہادتیں مرزا صاحب نے پیش کی ہیں۔ ان میں سے ایک تو ٹریمپ صاحب نے خود ہی اُس حصہ کو جس کہ یہ گمان ہو سکتا ہے۔ کہ شاید مکہ میں جاکر گورونانک صاحب نے اپنے تئیں مسلمان اور محمد کا قایل کہا ہو۔ نوٹ میں مشکوک کر دیا ہے۔ اور اپنی رائے میں یہ صاف لکھ دیا ہے۔ کہ یہ شبد گو اس میں نانک کا نام ہے۔ لیکن نانک صاحب کا معلوم نہیں ہوتا۔ کیونکہ سوا اس کے اور کہیں گورونانک صاحب نے اسلامی خیال ظاہر نہیں کیا۔ اور در اصل یہ نانک کی ذات سے بعید معلوم ہوتا ہے چنانچہ مرزا صاحب نے اسیواسطے اس بیچارے کو جو منصف مزاج تھا متعصب کہا ہے۔ ہمارے خیال میں ڈاکٹر ٹرمپ کو مرزا صاحب کا متعصب کہنا جو کہ ایک تیسرا شخص اور تیسری قوم کا ایک مورخ کی حیثیت میں تھا خود اس بات پر دلالت کرتا ہے۔ کہ مرزا صاحب کی ذات میں ہی تعصب کا مادّہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہے ورنہ اُس بیچارے کو نہ ہندو کہدینے میں کچھہ فایدہ تہا۔ اور نہ مسلمان کہنے میں نقصان۔ اس میں کچھہ شک نہیں۔ کہ جب اُس حصہ کے آگے پیچھے کی گفتگو سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جو کہ درمیان قاضی اور بابا صاحب ہوئی مقابلہ کیا جاتا ہے - تو یہ حصہ بالکل ایک
جملہ معترضہ معلوم ہوتا ہے - اور گورونانک صاحب کے دیگر پہلے اور بعد کے
کلامات سے مطلق مطابقت نہیں کھاتا - اور ایسا معلوم ہوتا ہے - کہ کسی مسلمان
حاکم نے ڈلوا دیا ہے - یا کسی جنم ساکھی والے نے مسلمان حاکم کے خوف سے ڈال
دیا ہے - جسطرح رام رائے نے بادشاہ کے سامنے "مٹی مسلمان" کو مٹی بے ایمان
کی پڑھا تھا - اور یہ شبد بھی گورونانک کا ثابت کرتا ہے - کہ وہ مسلمان نہیں تھے -
کیونکہ انہوں نے اِس شبد میں صاف ہندوؤں کی تعریف کی ہے - اور جلانے
کی رسم کو پاک بتلایا ہے ؂

علاوہ اس کے اُس حصہ کا بیان جو شروع ہوتا ہے - وہ اسطرح پر ہے - کہ
حضرت نے جو کتاب میں فرمایا ہے - یعنی یہ بیان تمہارے حضرت کا کتاب میں
لکھا ہے - اس کے کہنے سے گورونانک صاحب نے اپنا اقرار ظاہر نہیں
کیا - بلکہ مسلمانوں کا عقیدہ جو حضرت نے کتاب میں لکھا ہے - اُس کو بیان کیا ہے
صرف ایک اس بات سے جو اپنی اصلیت میں ہی بہت مشتبہ اور مشکوک ہے یہ
کہدینا کہ گورونانک صاحب مسلمان تھے بالکل تعصب اور بغض ہے - خاصکر
جبکہ مقابلہ میں ایک ڈھیر اس بات کا لگا ہُوا ہے - جس سے تکذیب اسلام ظاہر
ہوتی ہے - ڈاکٹر ٹرمپ کی تحقیقات بھی علےٰ ہذا نامکمل ہے - اور اُن کی رائے جس
بنیاد پر زیادہ تر قایم ہوئی ہے جب خود وہی مشتبہ امر ہے - تو پھر اُن کی رائے
کو کب وزن ہو سکتا ہے - ہم ذیل میں ایک بڑے عالم فاضل اور بے تعصب سوِلین
مسٹر مکالف صاحب بہادر کی رائے گورونانک صاحب کی بابت پیش کرتے
ہیں - جنہوں نے خود ایک جنم ساکھی بنائی ہے - اور جو عرصہ تیس سال سے سکھ مذہب
کی کتابوں کی تحقیقات و ترجمہ میں مشغول ہیں - اور جنہوں نے نہ صرف گرنتھ صاحب کو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

to pure and holy lives, and to remind them of the best tenets of their own religion. It would appear that Baba Nanak would have been pleased to accept both Hindus and Musalmans as his followers in the hope of their discarding the external and outward ceremonies of religion, and embracing a pure and heartfelt worship uncontaminated by the superstitions and hypocrisy of the time.

It is well known that Baba Nanak visited Makka, but that was as if a Christian should visit Hardwar to see what the worship there was like. There is, however, nothing to show that Baba Nanak accepted the Muhammadan religion, or ever prayed in Muhammadan fashion. At Makka he lay down with his feet turned towards the Kaaba, and no Muhammadan would have done that. After his return to India he continued his former peregrinations to Hindu sacred places.

These are a few things that occur to me at the moment. Any one with more time than I have at present could easily select from Baba Nanak's composition much fuller arguments to show that Baba Nanak was certainly not a Muhammadan.

I am very faithfully yours,

M. MACAULIFFE.

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

To the Editor

KHALSA BAHADUR.

Sir

In reply to your query whether Baba Nanak was a Musalman, I beg to express my humble opinion from a long acquaiutance with the Sikh sacred writings, that Baba Nanak was not a Musalman. He was the great founder of the Sikh religion, imbued with a thorough contempt for idolatry, superstition, and backsliding of every description. He fully accepted the Hindu doctrines of karma, transmigrations and the immanence of God in creation; and he taught with the oldest Hindu writings that repeating God's name and remembering Him were more meritoriou, than all other religious ceremonies. There is no Muhammadanism in this. At the same time, of course, it must be admitted that Baba Nanak, being a vedantist, had certain ideas which closely resemble those of Muhammadan sufis, but those ideas were principally obtained from his study of the writings of Hindu Saints. It is also true, that Baba Nanak in sabds found in the oldest life of him extant put into shape Muhammadan doctrines based on the Kuran, but they could never have been meant as his own ideas, and were simply intended to win over the Musalmans

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

یا سکھ مذہب کی دوسری کتابوں کو دوسروں سے سنکر ترجمہ کیا ہے بلکہ خود پڑھ کر اور بڑی تلاش اور غور و کوشش سے انہوں نے گورو صاحبان کی زندگی اور گرنتھ صاحب کا اب حال میں ہی انگریزی ترجمہ تیار کیا ہے۔ اور انھوں نے ثابت کیا ہے۔ کہ ڈاکٹر ٹرمپ کا ترجمہ بہت غلط اور بے احتیاطی سے ہوا ہے۔ انگریزی خواں صاحبان کے لیئے مسٹر میکالف صاحب بہادر کی چٹھی بجنسہ انگریزی میں اس کتاب کے آخر میں درج ہے۔ اور ترجمہ اس کا ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔

ترجمہ۔ اڈیٹر صاحب خالصہ بہادر۔ جناب من۔ آپنے جو بابا نانک صاحب کی بابت دریافت کیا ہے۔ کہ کیا وہ مسلمان تھے۔ کے اس جواب میں میں اپنی عاجزرائے جو کہ سکھوں کی متبرک تصنیفات کی بہت بڑی اور پرانی واقفیت پر مبنی ہے یہ ظاہر کرتا ہوں کہ بابا نانک صاحب مسلمان نہیں تھے۔ وہ سکھ مذہب کے ایک مربی تھے اور کامل طور پر بت پرستی و تعصب اور ہر ایک قسم کی رسم عینت بری جانتے تھے۔ انہوں نے ہندوں کے کرم و آواگون اور خدا کی خلقت میں یونسنگی کے مسئلوں کو پورے طور پر قبول کیا اور ان کی تعلیم ہندوں کے ابتدائی تصنیفات سے کہ پرمیشور کی نام کا درد اور ذکر اور دیگر مذہبی سوبات سے زیادہ تر متبرک تھا۔ نہیں کوئی اسلامی بات پائی نہیں جاتی۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی ضرور ماننا گیا ہے کہ بابا نانک کے بعض خیالات ویدانتی ہونیکی وجہ سے مسلمانوں کے صوفی مذہب سے متشابہ تھے۔ جو خیالات دراصل ہندوں کے فقرا اون کی ہی تصنیفات کے مطلعہ سے حاصل کئے گئے ہیں۔ یہ سچ ہے کہ بابا نانک کی پرانی جنم ساکھی میں شبد ایسا ہے جو مسلمانوں کی تعلیم کی شکل میں قرآن سے ملتا ہے لیکن اُس سے کبھی بھی یہ مراد نہیں ہو سکتی کہ گورو نانک صاحب کا وہ اپنا ذاتی خیال تھا۔ بلکہ مسلمانونکو انکی اپنے مذہب کی پاک زندگی بسر کرنیکی تعلیم کی طرف راغب کرنیسے مراد تھی۔

یہ ظاہر ہے کہ گورو نانک صاحب ہندو اور مسلمان دونوں کو اپنا پیر دبنا لینے میں خوش تھے۔ اگر وہ اپنے ظاہری کھلاوے کے مذہبی طریقونکو چھوڑ کر بھی عبادت کو جس میں تعصب اور مکر و فریب کا نہ ہونا قبول کر لیتے۔ بابا نانک صاحب مکہ تشریف لیگئے۔ لیکن اُن کا یہ اچھی طرح سے معلوم ہے۔ وہاں جانا بالکل ایسا تھا۔ جیسے کوئی عیسائی ہردوار میں وہاں ان کے طریقہ پرستش کو دیکھنے جاوے۔ اور نہ کوئی ایسی معلوم ہوتی ہے جس سے پایا جاوے کہ بابا نانک صاحب نے وہاں مسلمان مذہب قبول کیا۔ یا کبھی مسلمانوں کی طرح انہوں نے یہاں آکر پرستش کی مکہ سے واپس ہونیکے بعد انہوں نے ہندوؤں کے تیرتھوں پر اپنا پہلی کی طرح جانا برابر جاری رکھا۔ یہ چند باتیں ایسی ہیں جو مسٹر میکالف صاحب کی رائے کے مقابلہ میں پادری ہیوز صاحب کی رائے کچھ وقعت نہیں رکھ سکتی۔ کیونکہ پادری صاحب نے سرسری طور پر سُن سُنا کر اور ڈاکٹر ٹرمپ صاحب کے ترجمہ کے صرف ایک حصہ کو دیکھکر یہ رائے قایم کی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہے۔ کہ گورو نانک صاحب کا میلان صوفی مذہب مسلمانوں کیطرف ابتدا
میں ہوا۔ آخری عمر کی بابت اُن کو بھی شک ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے۔ کہ اُنکا
خیال ہے۔ کہ آخری عمر میں شاید گورو نانک صاحب نے مسلمانوں سے
علیحدگی اختیار کی۔ اور مکالف صاحب نے اپنے ۲۰-۲۲ سال اس مذہب
کی تحقیقات ہی میں صرف کردیئے ہیں۔ اور یہ ایک بہت بڑا عرصہ ہے۔ حالانکہ
ڈاکٹر ٹرمپ کی رائے بھی جو اس نے نوٹ میں درج کی ہے مرزا صاحب کے
سخت برخلاف ہے۔ اور وہ صاحب کہتے ہیں۔ کہ گورو نانک صاحب کی
نسبت ایسا یقین کرنا کہ وہ مسلمان تھے اُن کی ذات سے بہت بعید امر ہے۔
پس ثابت ہوا۔ کہ گورو نانک صاحب محمد صاحب کے پیرو مسلمان نہیں
تھے۔ اور اُن کی نسبت ایسا گمان کرنا سراسر حماقت اور بیوقوفی ہے +
۱۲۶ صفحہ پر مرزا صاحب نے سوامی دیانند جی کی رائے ستیارتھ پرکاش
میں سے لیکر گورو نانک صاحب کی بابت ظاہر کی ہے۔ جسکو پڑھکر بیشک
ہمکو سخت افسوس ہوا ہے۔ اور ہم اسکو پڑھکر یہ نتیجہ نکالنے کے لیئے مجبور ہوئے
ہیں۔ کہ سوامی صاحب کا ایسے بڑے بھاری سچے ریفارمر کی بابت ناموزوں
الفاظ استعمال کرنا۔ سوامی صاحب کی خود اپنی توقیر کو پبلک کی نگاہ میں کم کرتا
ہے۔ اور ثابت کرتا ہے۔ کہ وہ ایک ملکی ریفارمر تو بیشک تھے۔ مگر روحانی
آدمی ہرگز نہیں تھے۔ الّا مرزا صاحب کو بھی یاد رہے۔ کہ گالی کا دوہرانا بھی گالی
دینا ہے۔ اور ایک بھولی ہوئی بات کو دوبارہ یاد دلانا شریفوں کا کام نہیں ہے
بلکہ مفسدہ پردازوں کا ہے۔ اگر گورو نانک صاحب سے آپکو محبت تھی یا و

لے گو آپکی عنایت سے میں بھی اس الزام سے خالی نہیں رہا۔ لیکن اس کے موجد بھی آپ ہی ہیں
اگر آپکی پہلے سے کچھ راہ و رسم تھی۔ تو ہندوں سے ہی اسکے بیچاروں نے تو آپ کو کچھ نہیں کہا تھا۔ خواہ مخواہ
آپنے مسلموں کو ستایا ہے۔ اسلیئے اشتعال طبع ہمارے معاملہ میں حائل ہے ہمارا کچھ قصور نہیں گالی کا جواب گالی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

آپ اُن کو اچھا سمجھتے تھے۔ تو اپنے دل کا اظہار آپ کسی اور شریفانہ طرح سے بھی کر سکتے تھے۔ بیشک آپ نے گورو نانک صاحب کی جو تعریف پہلے صفحات میں لکھی ہیں۔ وہ اسی قابل تھے۔ شکر اور فخر کا مقام ہے۔ کہ ہمارے گورو صاحب ایسے پاک اور صاف تھے۔ ورنہ خدانخواستہ اگر اُن میں کوئی بھی بات کچی پکی ہوتی۔ تو آپ کی قلم دیانند سے بڑھکر کام کرنے کو تیار رہتی۔ باوجودیکہ وہ بالکل صاف مثل آئینہ تھے۔ اور آپ نے بھی اِسکو قبول کیا ہے۔ تاہم اگر باریک نگاہ سے دیکھا جاوے۔ تو آپ نے اب بھی اُن کیساتھ سوامی دیانند سے کچھ کم نہیں کیا۔ بلکہ بڑھکر کیا ہے۔ اول تو اُن کو مسلمان کہا۔ اور محمد صاحب کا پیرو بنانا بھی کچھ کم نہیں ہے۔ لیکن اُن کے جانشینوں کو جو بالکل اُنہی کی شکل رکھتے تھے آپ نے بہت ہی نازیبا الفاظ سے یاد کیا ہے۔ مثلاً جہاں گرنتھ صاحب کے جمع کرنیوالے کا ذکر آیا ہے۔ وہاں آپ نے کوئی کسر گالیاں دینے میں نہیں چھوڑی۔ حالانکہ آپ جانتے ہیں۔ کہ باہم گورو ارجن صاحب اور گورو نانک صاحب میں سکھ لوگ کوئی فرق نہیں دیکھتے۔ اور در اصل وہ بڑے ہی پاک اور سچے اور حق شناس بزرگ تھے +

مرزا صاحب آپ نے سکھوں کو صلاح دی ہے۔ کہ کیوں نہ سوامی صاحب پر استغاثہ دایر کیا جاوے۔ اور میں یہ صلاح دیتا ہوں۔ کہ کیوں نہ آپ پر بھی ساتھ ہی دو استغاثے دایر کیئے جاویں۔ ایک تو امن میں خلل ڈالنا۔ دوسرے ازالہ حیثیت عرفی کے الفاظ کو دوبارہ استعمال کرنا۔ اور گورو نانک صاحب کو مسلمان کہکر اُن کی ہتک کرنا۔ گورو ارجن دیو کی شان میں ناموزوں الفاظ استعمال کرنا۔ وغیرہ وغیرہ +

آپ نے امن میں خلل ڈالنے کے الزام کا یہ جواب دیا ہے۔ کہ یہ بات

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کوئی نئی نہیں۔ گورو نانک صاحب کی وفات کے وقت سے ہی یہ بات چلی
آتی ہے۔ مگر آپ کو یہ معلوم نہیں۔ کہ جسوقت گورو نانک صاحب کی وفات پر
مسلمانوں کیطرف سے یہ دعوی پیش ہؤا تھا۔ تو اس وقت بھی بلوہ کے وقوع
میں اگر دو چار بھلے مانس درمیان میں نہ آجاتے۔ کوئی کسر باقی نہیں رہی تھی۔
ڈنڈوں اور سونٹوں تک تو دونوں طرف سے نوبت پہنچ ہی گئی تھی۔ پس اسی
امر کو جسے کہ چار سو سال کا عرصہ ہؤا امن میں خلل واقع ہونیکا اندیشہ ہو گیا تھا۔
دوبارہ پیش کرنا صریح امن میں خلل ڈالنے کے سامان پیدا کرنا ہے۔ اور
اور آپ کا یہ کہنا۔ کہ پادری ہیوز صاحب نے لکھا۔ اور ڈاکٹر ٹرمپ نے لکھا۔
ایک ایسی بات ہے جو انگریزی زبان میں ہونیکی وجہ سے اول تو بالکل ہی پوشیدہ
ہے۔ عام پبلک کو معلوم نہیں۔ دوسرے وہ غیر ملک کے لوگ جن کا فاتح قوم
سے تعلق۔ بیچاروں نے بھولے بھالے کہیں آپ جیسے مہربانوں کے دھوکہ
میں آکر لکھ دیا۔ تو کیا ہؤا۔ انکی تو نیت کی طرف دیکھنا چاہیئے۔ اور باقی رہا آپ کی
جو نیت خیر ہے۔ وہ اظہر من الشمس ہے۔ ایک بلی نے ایک دفعہ گلے میں ڈھولک
ڈال لی۔ اور چوہوں کی شادی میں چلی گئی کہنے لگی۔ میں تو تمہاری میراسن
ہوں۔ سوہلے گانے آئی ہوں۔ جب چوہے ناچنے لگے۔ تو جو نزدیک آتا۔ غڑپ
ایک بڈھا چوہا پہچان گیا۔ اُس نے یہ راگ الاپا۔ ارے ناچو بر لے ناچو۔ تتر بتر
ہو جاؤ۔ یہ ڈھولک ڈھمکیلی باجے۔ ڈوبیگا یہ بیاہو۔ سو حضرت مرزا صاحب آپکی
مثال ہے۔

۵۷ صفحہ پر آپ نے لکھا ہے۔ کہ اسلام کیا چیز ہے۔ اس کا جواب جو کچھ آپ
نے دیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ہم اپنا نوٹ جو اس کتاب کے صفحہ ۷ سے
شروع ہو کر ۴۸ تک ختم ہوتا ہے۔ شامل کرنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ بلا اس کی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

شمولیت کے اسلام کی تعریف مکمل نہیں ہوتی +

ذیل میں ہم گورونانک صاحب کی بانی اور اُن کے مقابل میں وید کی شرتیاں درج کرتے ہیں۔ جنکا حوالہ اس کتاب کے صفحہ ۱۳۰ سطر ۲-۳-۴ میں دیا ہے - کتاب کی ضخامت بڑہنے کے خیال سے بہت تہوڑے شبد درج کیئے ہیں ورنہ اگر ضرورت ہوئی تو بعد میں ایک علیحدہ جز شبدوں کی ہی چھاپ کر شایع کردیجائیگی - جسمیں وید کی شرتیوں کی تائید کو اچھی طرح واضح کیا جائیگا +

੧ੴ ਸਤਿਨਾਮੁ ਕਰਤਾ ਪੁਰਖੁ ਨਿਰਭਉ ਨਿਰਵੈਰੁ ਅਕਾਲ ਮੂਰਤਿ ਅਜੂਨੀ ਸੈਭੰ ਗੁਰ ਪ੍ਰਸਾਦਿ ॥

پرمیشور پرماتما واحد ہے - اس کی بابت وید میں لکھا ہے -

सदेव सोम्येदमग्र आसीदेकमेवाद्वितीयम् ॥ ॥ ॥ ॥

یہ چہاندوگ اونشد کی شرتی ہے - جس کے معنے یہ ہیں کہ اے پرمیشر پرماتما جو سب سے بڑا ہے - ابتدا یا آغاز میں تو ہی تھا ہمیشہ واحد دوسرے کے بغیر یعنے لاشریک تھا - اونکا (ਓਅੰਕਾਰ) بہی اسی طرح پرنو کے دہیان میں اکثر بیدوں میں آیا ہے - کٹھو پنشد میں لکھا ہے +

सर्वे वेदा यत्पदमामनन्ति तपांसि सर्वाणि च यद्वदन्ति
यदिच्छन्तो ब्रह्मचर्यं चरन्ति तत्ते पदं संग्रहेण ब्रवी
म्योम् एतद्ध्येवाक्षरं ब्रह्म एतदेवाक्षरम्परम्
एतदेवाक्षरं ज्ञात्वा यो यदिच्छति तस्य तत् ॥

एतदालम्बनं श्रेष्ठमेतदालम्बनं परम्
एतदालम्बनं ज्ञात्वा ब्रह्मलोके महीयते

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پھر اس کی تائید منڈک اونپشد سے بھی ہوتی ہے - دیکھو منڈ ۲

अरा इव रथनाभौ संहता यत्र नाड्यः ।
स एषोन्तश्चरते बहुधा जायमानः ।
ओमित्येवं ध्यायथ आत्मानं स्वस्तिवः
परायनमसः परस्तात्

ست نام (ਸਤਿਨਾਮ) کی تائید ذیل کی چھاندوگ اونپشد کی شرتی سے ہوتی ہے

अथ य एष सम्प्रसादोऽस्माच्छरीरात्समुत्थाय
परं ज्योतिरूप सम्पद्य स्वेन रूपेणाभि निष्पद्यत
एष आत्मेति होवाचैतदमृतमभयमेतद्ब्रह्मेति
तस्य हवा एतस्य ब्रह्मणोनाम सत्यमिति ॥

علاوہ اس کے وید کی رچوں نے بھی صاف طور پر اس لفظ کو اس طرح بیان کیا ہے -

सत्यं ज्ञानमनन्तं ब्रह्म

کرتا (ਕਰਤਾ) لفظ کی تائید برہدارنیک اونپشد سے ہوتی ہے

न तत्र रथा न रथ योगा न पन्थानो भवन्त्यथ
रथान रथ योगान् पथः सृजते न तत्रानन्दामुदः
प्रमुदः भवन्त्यथानन्दान्मुदः प्रमुदः सृजते न तत्र
वेशान्ताः पुष्करिण्यः स्रवन्त्यो भवन्त्यथवेशान्ताः
पुष्करिण्यः सवन्त्यः सृजते स हि कर्त्ता ॥

پورکھ (ਪੁਰਖ) لفظ کی تائید منڈک اونپشد سے ہوتی ہے

तदेतत्सत्यम् । यथा सुदीप्तात् पावकाद्विस्फुलिङ्गाः
सहस्रशः प्रभवन्ते सरूपाः । तथाक्षराद्विविधाः सो

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

म्य भावाः प्रजायन्ते तत्र चैवापियन्ति ।
दिव्यो ह्यमूर्तः पुरुषः सबाह्याभ्यन्तरो ह्यजः ।
अप्राणो ह्यमनाः शुभ्रो ह्यक्षरात्परतः परः । एतस्मा-
ज्जायते प्राणो मनः सर्वेन्द्रियाणि च । खं वायुर्ज्योति-
रापः पृथिवी विश्वस्य धारिणी ॥

اور جگہ بھی کہا ہے

वेदाहमेतं पुरुषं महान्तमादित्यवर्णं
तसमः परस्तात् । तमेव विदित्वाति मृत्युमेति नान्यः
पन्था विद्यतेऽयनाय ॥

نربھو (ਨਿਰਭਉ) کی بابت چھاندوگ اوپنشد کی شرتی میں یہ آیا ہے کہ

एतदमृतमभयमेतद्ब्रह्मेति

نروَیر (ਨਿਰਵੈਰ) کی تائید برہدارنیک اوپنشد کی مندرجہ ذیل شرتی سے ہوتی ہے۔

यत्र वाऽन्यदिव स्यात्तत्रान्योऽन्यत्पश्येदन्योऽन्य-
ज्जिघ्रेदन्योऽन्यद्रसयेदन्योऽन्यद्वदेदन्योऽन्यच्छृ-
णुयादन्योऽन्यन्मन्वीतान्योऽन्यत्स्पृशेदन्योऽन्य-
द्विजानीयात् ॥

اکال مورت (ਅਕਾਲ ਮੂਰਤਿ) برابر ہے کٹھ اپنشد کی اس شرتی کے

अशब्दमस्पर्शमरूपमव्ययं तथा रसन्नित्यमग-
न्धवच्च यत् । अनाद्यनन्तम्महतः परं ध्रुवं निचाय्य त-
न्मृत्युमुखात्प्रमुच्यते ॥

اجونی سے بھن (ਅਜੂਨੀ ਸੈਭੰ) برابر ہے کٹھ اپنشد کی اس شرتی کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

नजायते म्रियते वा विपश्चिन्नायंकुतश्चिन्नबभूव-
कश्चित्। अजो नित्यः शाश्वतोऽयं पुराणोनहन्यते
हन्यमाने शरीरे॥

گورپرشاد (ਗੁਰ ਪ੍ਰਸਾਦਿ) برابر ہے ذیل کی شرتی کے इदंवावनजज्ये

ष्ठाय पुत्राय पिता ब्रह्म प्रब्रूयात प्राणाय्याय वान्तेवासिनेनान्यस्मैकस्मै॥

ناناک ایوے جانیئے سب آپے سچیار (ਨਾਨਕ ਏਵੈ ਜਾਣੀਐ ਸਭ ਆਪੇ ਸਚਿਆਰ)

برابر ہے اس کے सर्वंखल्विदं ब्रह्म - اور نیز

چھاندوگ اونپشد بھی کہتا ہے

सर्वंह्येतद्ब्रह्मायमात्मा ब्रह्म

منے پاوے موکھ دوار (ਮੰਨੈ ਪਾਵੈ ਮੋਖੁ ਦੁਆਰ) - اس پر وید کہتا ہے

तमेव विदित्वाति मृत्यु मेति नान्यः पंथाविद्यतेऽयनाय

اب جب اصل اپدیش جو گورو نانک صاحب نے اپنے جانشین گورو انگد صاحب کو دیا (اور جس کی تائید جنم ساکھیوں اور گورو گرنتھ صاحب دونوں سے ہوتی ہے) وید کی شرتیوں سے ملتا ہے۔ تو پھر ہم ان کو کیسے مسلمان کہہ سکتے ہیں۔ انہوں نے نہ تو بسم اللہ لکھا اور نہ بسم اللہ کا ترجمہ ہی کیا۔ اور نہ اپنے اصل اپدیش میں کہیں قرآن کی آغاز کے الفاظ کا مطلب بیان کیا ہے۔ بس ایسی صورت میں یہ ہرگز قبول نہیں کیا جا سکتا کہ گورو نانک صاحب مسلمان تھے +

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

گورنمنٹ انگریزی کا احسان اور گورنمنٹ انگریزی سے خبط قادیانی کے علاج کی اپیل

اے گورنمنٹ انگریزی جو ہمارے ملک پر تیرا احسان ہے۔ وہ صرف ہماری زبان پر نہیں ہے۔ بلکہ ہمارے دلوں میں اُس نے ایسا گھر کیا ہے۔ کہ جس کا اظہار شکر ہمارے بال بال سے نکل رہا ہے۔ ہمارا مذہب ہمارا دل۔ ہمارا ظاہر باطن سب ایک ہے۔ اور تیرے حق میں دعا دیتا ہے۔ اور عملی طور پر بھی تو نے ہمیں آزما لیا ہے۔ کہ ہم تیری گورنمنٹ کے کیسے دلی خیرخواہ ہیں۔ خدا وہ دن نہ لائے۔ کہ ہمارا مذہب یہ ہو۔ کہ زبان پر کچھ اور۔ اور دل میں کچھ اور۔ جو امن اور آزادی و روشنی ہمکو تیرے راج میں ہے۔ ہم سچ کہتے ہیں۔ اور بلا خوشامد کے۔ کہ ہمکو کسی سلطنت میں کبھی نصیب نہیں ہوئی۔ اور نہ ہونے کی امید تھی۔ اکال پورکھ تیری گورنمنٹ کو ہمارے سر پر ہمیشہ قایم رکھے۔ جسکی نیت میں مذہبی تعصب بالکل نہیں۔ اور ہمیشہ امن چاہتی ہے۔ لیکن ہماری یہ اپیل ہے کہ جہاں مذہب کو تیرے راج میں اسقدر آزادی ہے۔ وہاں اس کیساتھ ہی امن کو قایم رکھنے کے لیئے جو تو نے قانون بنائے ہیں اُن کو بھی آزادی سے استعمال کرنا چاہیئے مرزا صاحب مرزا غلام احمد قادیانی کی تصنیف "ست بچن" ضرور ہے۔ کہ تیری گورنمنٹ کی نگاہ سے گذری ہو۔ اس کتاب کے دیکھنے سے جہاں مصنف کی علمی لیاقت ظاہر ہوتی ہے۔ وہاں ساتھ ہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس شخص کے دماغ میں خلل ہے۔ اور اُس کا ثبوت خود مرزا صاحب کے مختلف اشتہارات اور پیشینگوئیوں وغیرہ سے صاف ملتا ہے۔ کیا یہ کارروائیاں ایک صحیح دماغ سے ظہور میں آسکتی ہیں خصوصاً اجکل کی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

روشنی کے زمانہ میں۔ تیری گورنمنٹ کا یہ قانون ہے۔ کہ جو خطرناک پاگل ہوں اُن کو فوراً حکماً پابہ زنجیر کر کے بریلی یا لاہور کے پاگل خانہ میں بھیجا جاتا ہے۔ لیکن افسوس۔ کہ ایسا پاگل جو صرف دو ایک کے لیئے خطرناک نہ ہو۔ لیکن ہزاروں کے امن میں خلل ڈالنے والا ہو۔ اُس کا کوئی بھی انتظام نہ ہو۔ ہماری اپیل ہے۔ کہ کسی لایق ڈاکٹر کے ذریعہ سے مرزا صاحب کا ملاحظہ کرایا جاوے۔ اور اگر یہ بیماری واقعی ثابت ہو۔ تو اس کا تدارک ویسا ہی کیا جاوے۔ جیسا کہ کسی خلل دماغ والے شخص سے قانون اجازت دیتا ہے۔ اور اگر نہیں تو دوسری صورت میں مفسدہ پرداز قرار دیکر امن میں خلل ڈالنے والی دفعہ تعزیرات ہند کی پوری پوری تکمیل کیجاوے ÷

تمام شد

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کتابیں جو اِس چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہیں

اردو کی کتابیں

"سفر نامہ یورپ و امریکہ" مہاراجہ
صاحب بہادر والیئے کپورتھلہ کی اپنی
تصنیف کی ہوئی سیر یورپ و امریکہ کی
کتاب جس کے پڑھنے سے گھر بیٹھے مغربی
ملکوں کی سیر ہو جاتی ہے - نہایت
عمدہ کاغذ پر خوشخط مجلد - قیمت لعہ /

"ضبط قادیانی کا علاج"
یعنے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے
رسالہ ست بچن کا برجستہ جواب ۸ /

"اخیری پیشوا"
جسمیں سری گورو گوبند سنگھ جی آخری پیغمبر
اور گورو گرنتھ صاحب کو اخیری الہامی
کتاب ثابت کیا ہے ۲ /

جوہر تیغ ۱ /

"ظفر نامہ" - فارسی نظم میں وہ خط جو
گورو گوبند سنگھ جی مہاراج نے مقام
دینا سے اورنگ زیب کیطرف لکھا تھا ۴ /

تواریخ گورو خالصہ" حصہ اول
جسمیں دسوں گورو صاحبان کا حال ہے عہ /
حصہ دوم" جسمیں بندہ کی بہادری
اور خالصہ جی کے جنگ و جدل کا حال ہے ۱۲ /
حصہ سیوم" جسمیں بارہ مثلوں اور والیان
ریاست کا حال ہے لعہ

انگریزی باجہ کی کتاب"
اس کے مطالعہ سے انگریزی باجہ بغیر اُستاد
کے بجانا آ جاتا ہے ۱۲ /

"آسٹرونومی" یعنے آسمانی سائنس کی
کتاب - نہایت مفید کتاب ہے ۱۲ /

"جنم ساکھی گورو نانک جی" ۶ /

"گورو اپدیش" گورو گرنتھ صاحب جی
کے دہ سو چیدہ شبدوں کا مجموعہ ۲ /

"رتن امولک" بہت صحیح لکھا ہوا
مجموعہ گورو گرنتھ صاحب جی کے چیدہ
شبدوں کا ۲ /

"جپ جی" صاحب کا ترجمہ ۲ /

پوتھی پنجگرنتھی ۴ /

سوائے ان کتابوں کے ہر قسم کی کتب سرکاری
پڑھائی کی - قصے - ناول وغیرہ جو صاحب درکار
ہوں - وہ بھی دوسری جگہ سے لے کر بھیجدی
جاتی ہیں +

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

گورمکھی پستکیں

"سری گورو گرنتھ صاحب آد" کاغذ عمدہ حروف موٹے چھاپہ پتھر بہت شدھ مع گٹکہ مع جلد — [illegible]
"سری گورو گرنتھ صاحب آد" چھاپہ ٹائپ موٹا — [illegible]
"سری گورو گرنتھ صاحب آد" سفری جلد — [illegible]
"سری گورو گرنتھ صاحب پادشاہی دس" چھاپہ امرتسر۔ چھپائی پتھر — [illegible]
"سری گورو گرنتھ صاحب پادشاہی دس"۔ چھاپہ ٹائپ حروف درمیانہ شدھ — [illegible]
"سری گورو گرنتھ صاحب پادشاہی دس" باریک ٹائپ سفری جلد۔ مجلد — ۱۲ر
"پنجگرنتھی" سب سے موٹے حروف بینظیر — [illegible]
" اس سے ذرا باریک — [illegible]
بڑی جنم ساکھی بھائی بالے والی مع جلد — [illegible]

"تواریخ گورو خالصہ"

"حصہ اول نمبر پہلا" جسمیں صرف گورو نانک صاحب جی کا حال ہے — [illegible]
"حصہ اول نمبر دوسرا" جسمیں گورو انگد صاحب جی سے گورو ہرگوبند جی تک پانچ گورو صاحبان جی کی سوانح عمری درج ہے — [illegible]
حصہ اول نمبر تیسرا۔ گورو ہر رائے جی سے سری گورو گوبند سنگھ جی تک چار گورو صاحبان کی حالات درج ہیں — [illegible]
"حصہ دوم" جس میں بابا بندہ کی بہادری اور خالصہ جی کے جنگ و جدل کا حال ہے۔ — [illegible]
"حصہ سیوم" جسمیں بارہ مثلوں اور والیان ریاست و مہاراجہ رنجیت سنگھ کا مفصل حال ہے — [illegible]
"پنتھ پرکاش" نظم میں خالصہ پنتھ کے حالات — [illegible]

"خالصہ ٹریکٹ سوسائٹی کے ٹریکٹ"

"گٹکا گورا ایڈیشن کلاں" جسمیں نت نیم کی سات بانیاں ہیں۔ مجلد — ۵ر
گٹکا گورسکھیا۔ شبدوں کا مجموعہ — ۳ر
خالصہ دہرم شاستر سنسکار بھاگ — [illegible]
پارس بھاگ اتم سکھیا — ۱۲ر
گوربلاس پادشاہی ششم — [illegible]
نقلی سکھ پربودھ — ۵ر
خالصہ دہرم نیت پاون — ۳ر
ہند ستیا راج نیت — ۳ر
نرمل پنتھ پردیپکا — ۳ر
گٹکا امرت پرکاش — زیر طبع ۲ر

ملنے کا پتہ ہے۔ مینیجر اخبار خالصہ بہادر انارکلی لاہور

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

The 7th April 1897 A.D.

خالصہ بہادر لاہور

اس نام کا اخبار ہر سوموار کو ۲۰×۲۶ کے بڑے ۱۲ صفحوں پر پنجاب کے دار السلطنت لاہور انارکلی گورو گوبند سنگھ پریس سے شائع ہوتا ہے +

سوشیل - مارل - پولٹیکل - مذہبی ہر قسم کے مضامین اور تازہ تازہ خبریں پنجاب کے تمام سنگھ سبہاؤں کی کارروائیاں اس اخبار میں درج ہوتی ہیں - یہ پرچہ صرف قومی ترقی اور ملکی ہمدردی کے خیال سے نکالا گیا ہے ہر ایک خالصہ صاحب کے میز پر اس اخبار کا ہونا ایک ضروری امر ہے - قوم کا سچا خادم اور وکیل ڈسٹرکٹ بندیسے ممبرہ جس کے ذریعہ سے رعیت آواز گورنمنٹ عالیہ کے کانوں تک پہنچ سکتی ہے صرف خالصہ بہادر ہی ہے اور اسکی ہمدردی کرنا قوم کا فرض ہے گذشتہ سالوں کی خدمات جو اس نے سیالکوٹ میں لائل خالصہ گزٹ کے نام سے کیں تمام قوم پر روشن ہیں قیمت سالانہ عام خریداروں سے للعہ رئیسوں جاگیرداروں سے للعہ راجہ مہاراجوں سے عہ +

نوٹ - علاوہ اسکے ہمارے چھاپا خانہ میں ہر قسم کا کام عمدہ صحت او صفائی سے ہو سکتا ہے اور درخواست آنے پر مذہبی لیکچر بھی روانہ ہو سکتے ہیں +

المشتہر - راجندر سنگھ مالک و ایڈیٹر اخبار خالصہ بہادر انارکلی لاہور

7th Apr 1897

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

Entered in Database
24/12/66
Signature with Date

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri